علامہ غلام مصطفیٰ مجددی ایم اے

مدیر مسئول مجلہ الحقیقہ پاکستان

قرآن حکیم کا
تصورِ نبوت و ولایت

مولف
علامہ غلام مصطفٰی مجددی ایم اے
مدیر مسئول مجلہ العقیدہ پاکستان

قادری رضوی کتب خانہ

بفیضانِ نگاہِ رحمت

امام ربّانی حضور مجدد الف ثانی قدس سرہٗ النورانی

☆☆☆☆☆

نام کتاب	قرآنِ حکیم کا تصور نبوت وولایت
نام مؤلف	غلام مصطفےٰ مجددی ایم۔اے
سالِ اشاعت	جمادی الآخر، اگست 2001ء
ہدیہ	75روپے
صفحات	144
ناشر	چوہدری عبدالمجید

ملنے کا پتہ

ارشد لائبریری ریلوے روڈ شکر گڑھ

مکتبہ نبویہ، گنج بخش روڈ لاہور

ضیاء القرآن پبلی کیشنز، گنج بخش روڈ لاہور

آئینہ قرآن

(قرآن حکیم کا تصورِ نبوت)

(قرآن حکیم کا تصورِ ولایت)

----------oOo----------

تقریظ منظوم

شاعرِ دیارِ خودی ڈاکٹر قمر تابش صاحب

مرے نزدیک ہے مفہوم بس اتنا عبادت کا
کہ ہر دم درد ہو چہرۂ انور کی صباحت کا

ترے اسمِ مکرم سے ہے قرآں نور کا پیکر
ترے ذکرِ مقدس سے قرینہ ہے تلاوت کا

مضامیں مدحتوں کے بیخودی میں رقم کرتا ہوں
میں ممنونِ کرم ہوں آپ کی چشم عنایت کا

ترے حُسنِ تصرف سے ہیں یہ افکارِ دانائی
خزینہ مِل گیا مجھ کو فصاحت کا بلاغت کا

کچھ اس انداز سے اُس رُوئے زیبا کی تلاوت کر
نہ ہو الفاظ کی حاجت نہ سودا ہو عبارت کا

نہ افسردہ غموں سے ہوں نہ راحت ہے مسرت سے
کرشمہ ایک یہ بھی ہے قمر اُن کی محبت کا

---------oOo---------

تقریظِ لطیف

محققِ عصر حضرت علامہ محمد ضیاء اللہ القادری الاشرفی صاحب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اعلیٰ حضرت مجددِ دین وملت حضرت مولانا الشاہ احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ القوی کی ذاتِ ستودہ صفات پر ٹھیٹھ پنجابی زبان میں کتاب پڑھی تو دل بہت خوش ہوا۔ کہ ہر زبان فیضانِ بریلی سے اپنا دامن مالا مال کر رہی ہے۔ یہ بھی دل چاہتا تھا کہ ''وہابیہ دا دریا'' کے مصنف سے تعارف ہونا چاہیے، پھر اچانک ایک سادہ سا نوجوان دو ساتھیوں کے ہمراہ میرے غریب خانے پر آیا جسے میں پہلے نہیں جانتا تھا۔ یہ لوگ حضرت پروفیسر محمد حسین آسی صاحب کا کوئی پیغام لے کر آئے تھے۔ بعد میں تفصیلی گفتگو سے معلوم ہوا کہ یہی جناب غلام مصطفیٰ مجددی صاحب ہیں۔ جنہوں نے ''وہابیہ دا دریا'' لکھ کر وسیع حلقے کو متاثر کیا ہے۔ حقیقتاً یہ کتاب پنجابی ادب میں ایک حسین اضافہ قرار دی جاسکتی ہے۔

پھر راہ و رسم کا سلسلہ چل نکلا، انہی دنوں میرے کہنے پہ مجددی صاحب نے اپنا تازہ مقالہ ''قرآنِ حکیم کا تصورِ نبوت'' ''ماہِ طیبہ'' کے لئے ارسال کیا۔ مقالہ موضوع کے اعتبار سے انتہائی اہم ہے۔ ماشاء اللہ اندازِ تحریر بھی نہایت شگفتہ ہے۔ رنگ اثباتی ہے۔

اپنے عقائد کے تحفظ کے لئے صرف قرآن حکیم کی آیاتِ مبارکہ سے استفادہ کیا گیا ہے۔ موصوف شاعر بھی ہیں۔نثر کے ساتھ ساتھ ذوقِ سخن نے بھی خُوب رنگ جمایا ہے میں اعماقِ دل سے چاہتا ہوں کہ یہ مضمون کتابی صُورت میں شائع ہو کر عوام اہلسنت کے پاس آنا چاہئے تا کہ وہ اپنا ایمان تازہ کر سکیں۔آخر میں دُعا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ مجددی صاحب کے قلم کو اور جولانیاں عطا فرمائے اور ان کے دامنِ مُراد کو فیضِ حجاز و سرہند سے مالا مال کر دے..... آمین

دُعا جو

(مُحمد ضیاءاللہ القادری سیالکوٹی)

زاویۂ نظر

اس شر انگیز دور میں بہت سے ''نام نہاد مسلمان'' اپنی ریشہ دوانیوں سے عالمِ اسلام کو روز افزوں نقصان پہنچار ہے ہیں۔ کتنی شرمناک بات ہے کہ یہ ''اُمتی'' ذاتِ نبوت کو متنازعہ بنا کر گروہِ عشاق کو دائرۂ اسلام سے خارج قرار دیتے ہیں، کبھی مشرک کہتے ہیں اور کبھی بدعتی، دراصل یہ اُمتی وفادار اُمتی نہیں بلکہ غیر ملکی استعمار کے کارندے ہیں۔ جن کا نصب العین صرف اور صرف اسلام کے صحیح تصورِ نبوت سے اہلِ اسلام کو متنفر کرنا ہے۔ ان کی رُوحِ ایمانی کو کچلنا ہے، یہ سب جانتے ہیں کہ اگر اہلِ اسلام میں صحیح تصورِ نبوت برقرار رہا تو لاکھ جدوجہد کے باوجود بھی ان کی ترقی وعروج کی راہیں مسدود نہیں ہو سکیں گی۔ کیونکہ عقیدے کی سلامتی ہی اہل اسلام کی ترقی وعروج کی ضامن چلی آ رہی ہے۔ لہٰذا دشمنانِ اسلام کو بھی فکر دامنگیر رہا ہے۔

کہ ٹوٹا ہوا تارا مہ کامل نہ بن جائے

اہلِ اسلام کو اصلی اسلام سے دُور کرنے کے لئے یہ لوگ دن رات کوشاں ہیں اور غیر ملکی امداد کے سہارے اپنے ناپاک ہاتھ لمبے کر رہے ہیں۔ دوسری طرف ہمارے راہنماؤں کا طریق کار انتہائی افسوس ناک ہے۔ شاید ہم دشمن کی عیاریوں کو آج تک نہیں سمجھ سکے۔ نجانے کس کی نظر لگ گئی ہے جو ہم لحہ بہ لحہ مذہبی، سیاسی، سماجی اور معاشرتی غرض

ہر گوشہ حیات میں انحطاط کا شکار ہوتے جا رہے ہیں۔ جماعتِ اہلسنت اُن بھیڑوں کی طرح بکھری ہُوئی ہے جن کا چرواہا دور ہر غم سے آزاد ہوکر کسی سایہ دار درخت کے نیچے محوِ استراحت ہو۔ ہمیں پرواہ ہی نہیں کہ کتنے بدعقیدگی کے زہریلے ناگ سادہ دِل قوم کو ڈس کر اُس کی رُوحانی اور ایمانی موت کا سامان بن رہے ہیں۔

نظریات کے شفاف آئینے کیسے دُھندلا رہے ہیں۔

عقائد کے نازک آبگینے کس طرح ٹوٹ کر بکھر رہے ہیں۔

ہمارے وہ قائد جو کبھی رحماء بینھم کی عملی تفسیر ہوا کرتے تھے آج شومیٔ قسمت ایک دوسرے کے خلاف کس درجہ عناد کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔ کوئی چند دِن کے اقتدار کو حرزِ جاں سمجھتا ہے اور کوئی دُشمنانِ رسالت کی آغوش میں پناہ ڈھونڈ رہا ہے۔

کوئی ذاتی اور سطحی مفادات پر اجتماعی اور ملّی مفادات کو بے دردی کے ساتھ قربان کر رہا ہے اور کوئی آزاد سیاستدانوں کی "آزاد سیاسی چوکھٹ" پہ جبیں سائی کرنا قابلِ فخر سمجھتا ہے۔ غرض کیا لکھوں۔

ضبط کرتے ہیں تو ہر زخم لہو دیتا ہے
آہ کرتے ہیں تو اندیشۂ رسوائی سے

یہ تو وہ دور ہے کہ ہمارے بچے بچے کو دُشمنانِ رسالت کے خلاف برسرِ پیکار ہو جانا چاہیے اور جی جی کو مجدد الف ثانی کا جلال اور امام احمد رضا خان بریلوی کا نیزہ بن کر اُبھرنا چاہیے۔ مگر یہاں تو صُورتِ حال یہ ہے کہ ان بزرگوں کی تعلیمات کے وارث اس بے رحمی کے ساتھ ان کی تعلیمات کو عملی طور پر جھٹلا رہے ہیں کہ بیان کرتے ہُوئے دِل خُون کے آنسو روتا ہے۔

ذرا سوچئے تو! جب باغباں ہی باغ کو اُجاڑ دے، جب مُرغِ چمن ہی

خزاؤں کا ہم نوا ہو جائے تو پھر کاتبِ تقدیر کو گلشنِ تمنا کی بدقسمتی پہ آخری مہر ثبت کرنے سے کون روک سکتا ہے؟

غضب تو یہ ہے کہ ہم اس المناک صُورتِ حال کے ہوتے ہُوئے بھی بہتری کے اُمیدوار ہیں۔ بقول ساغر

کچھ لوگ بچھا کر کانٹوں کو گلشن کی توقع رکھتے ہیں
شعلوں کو ہوائیں دے دیکر ساون کی توقع رکھتے ہیں

ماحول کے تپتے صحرا سے حالات کی اُجڑی شاخوں سے
ہم اہلِ جنوں پھولوں سے بھرے دامن کی توقع رکھتے ہیں

سنگین چٹانوں سے دل کے دُکھنے کی شکایت کرتے ہیں
ظلمت کے نگر میں نورانی آنگن کی توقع رکھتے ہیں

(۲)

زیرِ نظر مضمون کا پس منظر کچھ یوں ہے کہ ہمارے علاقے شکر گڑھ میں ایک نووارد مولوی صاحب ہر روز صبح ''درسِ قرآن'' کے خوبصورت نام سے تقریر شروع کرتے ہیں اور پورے عالم اسلام کو مشرک اور بدعتی کہہ کر ختم کر دیتے ہیں آغاز دیکھئے اور انجام دیکھئے ع

تیغ و سناں اوّل طاؤس رباب آخر

کچھ لوگ تو ان کا ''درسِ قرآن'' سننے کے لئے ٹھہر جاتے ہیں، واہ جی! مولوی صاحب قرآن پڑھ رہے ہیں۔ کیسی طرحدار تقریر کرتے ہیں آواز تو کوئل کی طرح سریلی ہے اور کچھ یہ کہتے ہوئے گزر جاتے ہیں۔

روشنی کے پھول برسا کر ہمیں دھوکہ نہ دے

یاد ہے ہم کو چمن میں آگ لگ جانے کی رات

وہ سمجھتے ہیں کہ قرآنِ حکیم کی آیاتِ مبارکہ پڑھ کر سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمتوں کا انکار کرنا اس شخص کا محبوب مشغلہ ہے۔

اس قسم کی مذموم کوششیں نجانے کہاں کہاں ہو رہی ہیں۔ اس طرح کے کتنے رُشدی صفت درندے گلشنِ اسلام کو پامال کرنے کی حرکتیں کر رہے ہیں۔ نجانے کتنے دل ان کی وجہ سے نورِ ایمان کھو چکے ہیں۔

اس صورتِ حال کو محسوس کرتے ہوئے اس نیاز کیش نے یہ مضمون تحریر کیا ہے اور قرآن کے تصورِ نبوت کو اجاگر کرنے کی بساط بھر کوشش کی ہے۔ اہل اللہ کی رفعت وشوکت کو آیاتِ قُدسیہ کی روشنی میں واضح کیا گیا ہے۔ آخر میں، میں اپنے شیخِ طریقت، مرشدِ حقیقت، وارثِ رموزِ معرفت حضرت الحاج محمد لعل الدین نقشبندی قادری دامت برکاتہٗ کا ممنونِ کرم ہوں جن کی نگاہِ کیمیا اثر سے یہ ناکارا سا انسان بھی میدانِ تحقیق میں وارد ہوا۔ ہر وقت میرے ریشے ریشے سے یہ دُعا نکلتی ہے کہ مولیٰ کریم حضرت کا سایہ تادیر اس عاجز کے سر پر قائم فرمائے: آیئے اب دیکھتے ہیں ؎

نقابِ رُخ اُٹھایا جا رہا ہے

وہ نکلی دھوپ سایہ جا رہا ہے

....

غُلام مصطفیٰ مجدّدی

سیکرٹری ناظمِ اعلیٰ ادارہ تعلیماتِ مجددیہ شکرگڑھ

نعتِ سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

دل کے جہاں میں دولت سوز و گداز ہے
کتنی یہ مجھ پہ رحمت بندہ نواز ہے

سجدہ، قیام و قعدہ، بہت ہیں اہم مگر
ان کی وفا حقیقتاً رُوحِ نماز ہے

محبوبِ دو جہان کی یادوں کا شکریہ
جن کی کسک سے زندگی نغمہ طراز ہے

مجھ کو کہے گی کیا بھلا محشر کی تیز دھوپ
سر پہ مرے جو سایۂ زلف دراز ہے

فطرت نے جس پہ کھول کے سب رکھ دیئے غیوب
مازاغ چشم، واقف راز و نیاز ہے

میں ہوں غلامِ مصطفےٰ مُرشد کا ریزہ چیں
اس نسبت عظیم پہ ہاں مجھ کو ناز ہے

---oOo---

اَلاَرْبَعِیْنَ
فی
فَضْلِ الْقُرآنِ الاَمِیْنَ

قارئین کرام: اس سے پہلے کہ قرآنِ حکیم کے تصورِ نبوت و ولایت کے حسین جلوؤں میں آپ کی نظر محوِ نظارہ ہو جائے ہم قرآنِ حکیم کی قدر و منزلت میں قرآن ناطق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چالیس ارشاداتِ مبارکہ پیش کرتے ہیں۔ وما توفیقی الا باللہ العزیز

حدیث ۱: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''میری اُمت کی سب سے بہتر عبادت قرآنِ پاک کی تلاوت ہے''۔ (کنز العمال جلد ۱ ص ۱۲۸)

حدیث ۲: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''تم تلاوت قرآن کے وقت رویا کرو، اگر نہ رو سکو تو رونی صورت بنالیا کرو''۔ (ابن ماجہ ص ۹۵)

حدیث ۳: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''قرآن پاک کو خوبصورت آوازوں سے زینت دو''۔ (مشکوٰۃ ۱۹۱)

حدیث ۴: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''قرآن پاک زبانی پڑھنا ایک ہزار درجے کا اور دیکھ کر پڑھنا دو ہزار درجے کا باعث ہے''۔ (مشکوٰۃ ص ۱۸۸)

حدیث ۵: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''قرآنِ پاک کو حضورِ قلب کے ساتھ

پڑھو، جب تمہارے دِل بٹ جائیں تو اُٹھ جاؤ۔ (بخاری شریف جلد ۲)

حدیث ۶: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، بندہ سب سے زیادہ قرآن کی وجہ سے قرب خدا حاصل کرتا ہے۔ (ترمذی جلد ۲ ص ۱۱۵)

حدیث ۷: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا'' قرآنِ پاک کے ہر حرف کے بدلے دس نیکیاں ملتی ہیں۔ (ترمذی جلد ۲ ص ۱۱۵)

حدیث ۸: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا'' اللہ کے کلام کی مخلوق کے کلام پر وہی فضیلت ہے جو اللہ کی مخلوق پر۔ (ترمذی جلد ۲ ص ۱۱۶)

حدیث ۹: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا'' نماز میں قرآن کی تلاوت کرنا نماز کے باہر تلاوت کرنے سے افضل ہے۔ (مشکوۃ ص ۱۸۸)

حدیث ۱۰: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا'' جس کے سینے میں قرآن کا کوئی حصہ نہیں وہ ویران گھر کی صورت ہے۔ (ترمذی جلد ۲ ص ۱۱۵)

حدیث ۱۱: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا'' دلوں کے زنگ کو دور کرنے کا ذریعہ موت کا ذکر کثیر اور تلاوت قرآن ہے۔ (مشکوۃ ۱۸۹)

حدیث ۱۲: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، قرآن کا ماہر معزز فرشتوں کے ساتھ ہوگا، دشواری سے قرآن پڑھنے والے کے لئے دو اجر ہیں۔

(مسلم شریف جلد ۱ ص ۲۶۹)

حدیث ۱۳: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، قرآن پاک کی صرف اس لیے تلاوت کرنے والا کہ اس کے ذریعے سے لوگوں سے کھانا مانگے، قیامت کے دن ایک حالت میں اُٹھے گا کہ اس کے چہرے پر گوشت نہ ہوگا۔ (مشکوۃ ص ۱۹۳)

حدیث ۱۴: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، قرآنِ پاک قیامت کے دن اپنے قاری

کی شفاعت کرے گا (مرقاۃ جلد ۲)

حدیث ۱۵: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، روزہ اور قرآن بندے کی سفارش کریں گے۔ (ترغیب جلد ۲ ص ۱۷۰)

حدیث ۱۶: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، قرآنِ پاک کی افضل سورۃ الحمد للہ رب العالمین ہے۔ (مستدرک حاکم جلد ۱ ص ۵۶۰)

حدیث ۱۷: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، سورۃ الفاتحہ ہر مرض کی شفاء ہے۔ (کنز العمال جلد ۱ ص ۴۹۶)

حدیث ۱۸: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جس گھر میں سورۃ البقرہ پڑھی جاتی ہے اس گھر سے شیطان دوڑ جاتا ہے۔ (مسلم شریف جلد ۱)

حدیث ۱۹: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، سورۃ بقرہ قرآنِ پاک کا سر ہے، اس کی ہر آیت کے ساتھ اسی ہزار فرشتے نازل ہوتے ہیں (ترغیب جلد ۳)

حدیث ۲۰: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، آیاتِ قرآن کی سردار آیت الکرسی ہے۔ (مستدرک حاکم جلد ۲ ص ۲۶۰)

حدیث ۲۱: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جس نے رات کو سورۃ بقرہ کی آخری دو آیتیں تلاوت کر لیں، وہ اس کو کافی ہوں گی۔ (مشکوٰۃ ص ۱۸۵)

حدیث ۲۲: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جس نے سورہ آلِ عمران کی تلاوت کی، اُسے ہر آیت کے بدلے پل صراط پر امان دے گئی۔ (کنز العمال جلد ۱ ص ۱۴۲)

حدیث ۲۳: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ہر چیز کا دِل ہوتا ہے، قرآن کا دِل سورۃ یٰسین ہے (ترمذی جلد ۲ ص ۱۱۲)

حدیث ۲۴: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو رات سورۃ یٰسین پڑھتا ہے وہ شہادت

کی موت مرے گا، (درمنثور جلد ۵)

حدیث ۲۵: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو دن کے ابتدائی حصے میں سورہ یٰسین کی تلاوت کرتا ہے اس کی حاجتیں پوری کی جاتی ہیں، (مشکوۃ ص ۱۸۹)

حدیث ۲۶: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، مجھ پر ایک ایسی صورت نازل ہوئی ہے جو دنیا و مافیہا سے بہتر ہے، وہ سورۃ الفتح، (موطا امام مالک ص ۷۰)

حدیث ۲۷: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، قرآن کی دلہن سورۃ الرحمٰن ہے، مشکوۃ ص ۱۸۹

حدیث ۲۸: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، سورۃ دخان پڑھنے والے کے لئے ستر ہزار فرشتے مغفرت کی دعا کرتے ہیں (مشکوۃ ص ۱۸۷)

حدیث ۲۹: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، سورہ کہف جہنم اور قاری کے درمیان حائل ہو جائے گی (کنز العمال جلد ۱ ص ۱۴۳)

حدیث ۳۰: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، سورہ کہف کی تلاوت جمعہ سے جمعہ تک گناہ کا کفارہ بن جاتی ہے (درمنثور جلد ۴)

حدیث ۳۱: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، سورۃ اخلاص تہائی قرآن کے برابر ہے، (درمنثور جلد ۲)

حدیث ۳۲: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (سورۃ التکاثر ایک ہزار آیت کے برابر ثواب والی ہے۔ (ترغیب جلد ۲ ص ۶۴۳)

حدیث ۳۳: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، سورۃ الکافرون شرک سے علیحدگی کا ذریعہ ہے، (مشکوۃ ص ۱۸۸)

حدیث ۳۴: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تم میں سے بہترین وہ انسان ہے جو قرآن سیکھے اور سکھائے (بخاری شریف جلد ۲)

حدیث ۳۵: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تم قرآن حفظ کرو، اللہ تعالیٰ ایسے دل کو عذاب نہیں دے گا۔ (شرح السنہ جلد ۴)

حدیث ۳۶: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، قرآن کو یاد کرنے والا اور اس پر عمل کرنے والا دس افراد کی شفاعت کرے گا۔ جن پر دوزخ لازم ہو چکی تھی (ترمذی جلد ۲ ص ۱۱۴)

حدیث ۳۷: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، قرآن پاک سے تعلق باقی رکھو، (مسلم شریف جلد ۱ ص ۲۶۷)

حدیث ۳۸: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو شخص قرآن یاد کرنے کے بعد بھول جائے وہ اللہ تعالیٰ سے جزامی ہو کر ملے گا، (ابوداؤد جلد ۱ ص ۲۳۲)

حدیث ۳۹: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اچھا قرآن پڑھنے والا وہ ہے جو غمناک ہو کر قرآن پڑھے، (مرقاۃ جلد ۲)

حدیث ۴۰: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، نماز میں تین آیات کی تلاوت تین حاملہ فربہ اُونٹنیاں حاصل کرنے سے بہتر ہے، (مسلم شریف جلد ۱ ص ۲۷۰)

----------oOo----------

قرآنِ حکیم کا تصورِ نبوت

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

یہ ایک بہت بڑا المیہ ہے کہ انسان ''یومِ الست'' میں تو خدائے واحد سے اس کی وحدانیت اور ربوبیت کو دل و جان سے قبول کرنے کا وعدہ کر کے اس دنیائے سود وزیاں میں آیا مگر پھر انکار کرنے لگا۔ اپنے ہاتھوں سے تراشے ہوئے پتھر، مٹی اور مختلف دھاتوں کے بے جان بتوں کو اپنا خدا تصور کرنے لگا...... کفر و ضلالت، فسق و جہالت کا راستہ اپنانے لگا۔ ادھر اللہ بزرگ و برتر کی کرم فرمائی ملاحظہ کیجئے کہ وہ اس کی راہنمائی کے لئے مسلسل انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث فرماتا رہا جو اس کی ہدایت و کامرانی کا سامان پیدا فرماتے رہے۔

قرآنِ حکیم میں ارشاد باری ہے:۔

لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَیِّنٰتِ وَاَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْکِتٰبَ وَالْمِیْزَانَ لِیَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ

ترجمہ:۔ بے شک ہم نے اپنے رسولوں کو دلیلوں کے ساتھ بھیجا اور ان کے ساتھ کتاب اور عدل کی ترازو اُتاری کہ لوگ انصاف پر قائم ہوں (سُورۃ الحدید آیت ۲۵)

اس آیۂ قدسیہ میں اُس عظیم الشان مقصد نبوت کی نشاندہی کی گئی ہے جس کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لئے یہ مقبولانِ بارگاہِ ایزدی ساری ساری عمر کفر و شیطنت کے ساتھ برسر پیکار رہے۔ ذیل میں اس مقصدِ نبوت کی مزید وضاحت کی گئی ہے۔

اِنَّا اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰی قَوْمِہٖٓ اَنْ اَنْذِرْ قَوْمَکَ مِنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ○

ترجمہ:۔ بے شک ہم نے نوح کو اس کی قوم کی طرف بھیجا کہ ان کو ڈرا اس سے پہلے کہ ان پر دردناک عذاب آئے۔

(سورۃ نوح آیت ۱)

ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں ارشاد فرمایا:۔

هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَیُزَكِّیْهِمْ وَیُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ.

وہ وہی ہے جس نے اَن پڑھوں میں انہی میں سے ایک رُسول بھیجا کہ ان پر اس کی آیتیں پڑھتے ہیں اور انہیں پاک کرتے ہیں اور کتاب اور حکمت کا علم عطا فرماتے ہیں۔

(سورۃ الجمعہ آیت ۲)

اور فرمایا:۔

وَاِنَّكَ لَتَهْدِیْٓ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ○ صِرَاطِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ط

اور بے شک تم ضرور سیدھی راہ بتاتے ہو، اللہ کی راہ کہ

اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے۔

(سورۃ الزخرف آیت ۵۲، ۵۳)

اس مضمون کی اور بھی بہت سی آیاتِ قدسیہ صفحاتِ قرآنی کی رونق بنی ہوئی ہیں۔ یعنی انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام تشریف لاتے رہے اور حق و صداقت کا درس دیتے رہے۔ بالآخر ہمارے آقا حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک مکمل ضابطۂ حیات اور انسانیت کا عالمگیر نظام لے کر جلوہ گر ہوئے تو عرصہ گیتی سے لے کر خیمۂ افلاک تک تمام دنیا نعرۂ حق سے معمور ہو گئی، دستورِ حیات مرتب ہوا، ہدایت کی برسات ہوئی، محبت کے جھروکے وا ہوئے، صدیوں سے لڑتی مرتی قوموں میں یگانگت کا رشتہ استوار ہوا۔ جیسا کہ ارشادِ باری ہے:۔

وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖ اِخْوَانًا ۚ وَكُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا ط

اور اللہ کا احسان اپنے اوپر یاد کرو جب تم میں بیر تھا، اس نے تمہارے دلوں میں ملاپ کر دیا تو اس کے فضل سے تم آپس میں بھائی ہو گئے اور تم ایک غار دوزخ کے کنارے پر تھے تو اس نے تمہیں اس سے بچا دیا۔ (سورۃ آلِ عمران آیت ۱۰۳)

گویا حضور سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکتوں سے سارے جہاں کا نقشہ ہی پلٹ کر رہ گیا۔

تاریخ آدمیت کا اہم ترین پہلو ان رُشد و ہدایت کے عظیم میناروں کے ساتھ منسوب ہے۔ ان کی اہمیت کا اندازہ اسی بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو تسلیم کرنا

شعبۂ ایمانیات کا اہم رُکن قرار دیا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:۔

كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ قف لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ قف

سب نے مانا اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اس کے رُسولوں کو یہ کہتے ہوئے کہ ہم اُس کے کسی رُسول پر ایمان لانے میں فرق نہیں کرتے۔ (سُورۃ البقرہ آیت ۲۸۵)

توحید کیا ہے؟

جہاں تک تصورِ الوہیت کا تعلق ہے تو یہ تو زمانہ قدیم کے وحشی، اُجڈ اور تہذیب و تمدن سے بیگانہ انسان کے شعور و لاشعور میں بھی کسی نہ کسی طرح موجود تھا۔ دُنیا کے مختلف خطوں اور علاقوں میں مختلف مصلحین بھی پیدا ہوئے (جن کے پیغمبر ہونے کے بارے میں شواہد نہیں ملتے) اور انہوں نے غور و فکر کے بعد انسانوں کے شعور و لاشعور میں بسنے والے تصورِ الوہیت کو جلا بخشی۔ اس سلسلہ میں ایران کے زرتشت، ہندوستان کے گوتم بدھ اور چین کے کنفیوسش قابلِ ذکر تعلیمات کے حامل ہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ بعد میں اُن کے ماننے والوں نے ان کی تعلیمات کو سرے سے بگاڑ دیا۔ اور یہ بھی حقیقت ثابتہ ہے کہ جس قدر انسانی ذہن میں بسے ہوئے تصورِ الوہیت کو پیغمبرانِ خدا نے اُجاگر کیا اور اس کو خالص توحید کے رنگ میں رنگا۔ اس کی مثال کسی اور مصلحِ وقت کے ہاں نہیں ملتی۔ تمام انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسّلام اسی لئے دنیا میں تشریف فرما ہوئے کہ تشکیک زدہ بنی آدم کو دولتِ یقیں اور ثروتِ ایمان سے مالا مال کیا جائے نیز دَر دَر کی ذِلت سے بچا کر اس ایک خالق و مالک کے

حضور جھکا دیا جائے جو اصلاً و فرعاً ہر عبادت کے لائق ہے۔ تمام انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کا مقصدِ حیات ایک تھا۔ اِسی مقصدِ حیات کو نبی آخرالزماں صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے پوری دنیا میں پھیلایا اور بتایا کہ

یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ وَالَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ ۝ اَلَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّکُمْ فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا وَّاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝

اے لوگو! اپنے رب کو پوجو جس نے تمہیں اور تم سے اگلوں کو پیدا کیا یہ اُمید کرتے ہوئے کہ تمہیں پرہیزگاری ملے، وہ جس نے تمہارے لئے زمین کو بچھونا اور آسمان کو عمارت بنایا اور آسمان سے پانی اُتارا تو اُس سے کچھ پھل نکالے تمہارے کھانے کو تو اللہ کے لئے جان بُوجھ کر برابر والے نہ ٹھہراؤ۔ (سورۃ البقرہ آیت ۲۱، ۲۲)

اور یہ عقیدہ سمجھایا کہ

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ یَلِدْ ۝ وَلَمْ یُوْلَدْ ۝ وَلَمْ یَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝

وہ اللہ ہے، وہ ایک ہے، اللہ بے نیاز ہے، نہ اس کی کوئی اولاد اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا اور نہ اس کے جوڑ کا کوئی (سورۃ اخلاص)

پھر اسی عقیدے کی حقانیت پہ قرآنی دلائل بیان کئے جن کا توڑ پیش کرنا بڑے

بڑے داناؤں کے بس میں نہیں تھا، نہ ہے اور نہ ہو گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تشریف آوری کے وقت توحیدِ باری تعالیٰ سے متعلق مختلف نظریات موجود تھے۔ کفارِ مکہ بتوں کو خدا کا شریک سمجھتے تھے اور یہود ونصاریٰ نے توحیدِ باری تعالیٰ کو عجیب وغریب رنگ دے رکھا تھا۔ ایک حضرت عزیر علیہ السلام کو خدا کا بیٹا کہتے اور دوسرے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو، غرض اصل توحید کا کہیں بھی نام ونشان نہ تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اعلانِ نبوت فرماتے ہی اصل توحید پیش کی، وہ توحید کہ جہانِ رنگ وبُو کا ذرّہ ذرّہ جس کی دلیل تھا۔

زمین وآسمان کی بے کنارہ وسعتیں،

سُورج، چاند اور ستاروں کی محفلیں،

دریاؤں، ندی، نالوں اور سمندروں کی لہریں،

شب وروز کی گردشیں،

گلستان کی رونقیں،

ہواؤں کی سرسراہٹیں،

پھولوں، کلیوں اور غنچوں کی لطافتیں،

چشموں، آبشاروں اور پرندوں کی گنگناہٹیں،

موتیوں اور شبنمی قطروں کی تابشیں،

یہ طرح طرح کی شکلیں، یہ قسم قسم کی صُورتیں پکار پکار کر کہہ رہی ہیں:۔ فَتَبَارَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ

کہ برکت والا ہے اللہ جو سب سے اچھا پیدا کرنے والا ہے۔

یہاں اقبال نے بڑے اچھے انداز سے دعوتِ فکر دی ہے

پالتا ہے بیج کو مٹی کی تاریکی میں کون

کون دریاؤں کی موجوں سے اُٹھاتا ہے سحاب

کون لایا کھینچ کر پچھم سے باد سازگار

خاک یہ کس کی ہے کس کا ہے یہ نورِ آفتاب

کس نے بھر دی موتیوں سے خوشۂ گندم کی جیب

موسموں کو کس نے سکھلائی ہے خوئے انقلاب

توحید کی سب سے بڑی دلیل:

یوں تو کائنات کی ہر چیز توحیدِ باری تعالیٰ کی دلیل ہے مگر جو معرفتِ توحید صاحبِ نبوت کی بارگاہ سے ملتی ہے۔ باقی کائنات کے ذریعے ممکن نہیں۔ یہ ٹھیک ہے کہ صنعت کو دیکھ کر صانع کی خبر تو ملتی ہے لیکن اس خبر کو یقین آشنا وہی کر سکتا ہے جو ہمہ وقت صانع کے جلوؤں کا مرکز ہو۔ یہی وجہ ہے کہ مغرب میں بڑے بڑے فلاسفر اور اہلِ دانش پیدا ہوئے۔ ہندو جوگیوں، پروہتوں اور پنڈتوں نے ''تپسیا'' کی انتہا کر دی۔ مگر مقصودِ حقیقی کا نشان نہ مل سکا۔ ادھر محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا غلام ان کے راستے پر گامزن ہو کر حُسنِ مطلق کے جلوؤں سے لطف اندوز ہو رہا ہے۔ بحرِ معرفت میں غوطہ زن ہو کر بقا کے انمول موتی لُوٹ رہا ہے۔ نبی کی چشمِ نبوت اُٹھتی ہے تو ہزاروں، لاکھوں انسانوں کو واصلِ خدا بنا دیتی ہے ؂

بس اک نظر، نظر سے ملانے کی دیر تھی

پھر کیا ہوا خدا کی قسم جو ہوا، ہوا

اللہ رب العزت نے بھی انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اہلِ علم کو اپنی توحید پر ''شاہد'' قرار دیا ہے۔ تمام نبی قوم کے سامنے اپنی عظمتِ کردار پیش فرماتے اور اعلان

کرتے اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ، اللہ کو پوجو اس کے سوا تمہارا اور کوئی معبود نہیں ہے خود ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہود و نصاریٰ کے نظریۂ ابنیت کی تردید کرتے وقت اپنا کردار بیان کیا اِنْ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ فَاَنَا اَوَّلُ الْعٰبِدِيْنَ ٥ سُبْحٰنَ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ٥ بفرضِ محال رحمٰن کے کوئی بچہ پیدا ہوتا تو سب سے پہلے میں پوجتا، آسمانوں، زمین اور عرش کا رب ان باتوں سے پاک ہے۔

(سورۃ الزخرف آیت ۸۱،۸۲)

اس کی بنیادی وجہ یہ ہے نبوت و رسالت میں ادنیٰ سی خامی بھی نہیں پائی جاتی۔ نبی ہر لحاظ سے اکمل و اجمل بن کر آتا ہے اور پھر جو خوش نصیب اس کا ہو جاتا ہے وہ بھی ہر پہلو میں کامل و مکمل بن جاتا ہے۔ چونکہ نبوت، الوہیت کی سب سے بڑی دلیل ہوتی ہے۔ اس لیے اس عظیم منصب کا کوئی پہلو تشنۂ تکمیل نہیں ہوتا۔ نبوت ہر دور کے رنج والم کا درماں اور کفر و فسق جیسی بیماریوں کا علاج ہوتی ہے۔

لفظِ نبی کا مفہوم:

لفظ نبی عربی کے دو الفاظ نبوۃ اور نباء سے مشتق ہے۔ اس سلسلہ میں علمائے لغت اور مفسرین کرام کے اقوال ملاحظہ کیجئے:۔

۱۔ امام راغب علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں:۔

النبیر بغیر همزة...... وَقَالَ بَعْضُ الْعُلَمَاءِ هُوَ مِنَ النُّبُوَّةِ اَی الرِّفْعَةُ سُمِّیَ نَبِيًّا لِرِفْعَةِ مَحَلِّهٖ عَنْ سَائِرِ النَّاسِ.

بعض علماء کا قول ہے کہ لفظ نبی نبوت سے نکلا ہے جس کا مطلب ہے بلندی اور نبی کو اس لئے نبی کہا گیا ہے کہ وہ تمام انسانوں سے بلند مرتبہ ہوتا ہے۔ (مفرداتِ امام راغب)

۲۔ تفسیر خازن میں ہے:۔

اَلنَّبِیُّ مَعْنَاہُ الْمُخْبِرُ مِنْ اَنْبَاء یُنْبِیُٔ وَقِیْلَ ھُوَ بِمَعْنیٰ الرَّفِیْعِ مَاخُوْذٌ مِنَ النُّبُوَّۃِ وَھُوَ الْمَکَانُ الْمُرْتَفِعُ

النبی کا معنیٰ ہے خبر دینے والا، یہ انباء ینبی سے نکلا ہے یا اونچے مقام والا جو نبوۃ سے نکلا ہے۔ نبوۃ بلند مکان کو کہتے ہیں۔

۳۔ تفسیرِ مظہری میں ہے کہ جب "لفظ نبی" ہمزہ کے ساتھ ہو تو اس کا مطلب مخبر یعنی خبر دینے والا ہے۔ یہ انباء سے ماخوذ ہے۔

۴۔ تفسیر مدارک میں ہے کہ امام نافع کی قرأت میں نبی کو ہمزہ کے ساتھ پڑھا گیا ہے۔ جس کا معنیٰ خبر دینے والا ہے۔ یہ قرات بھی دیگر قراتوں کی طرح متواتر ہے۔ لہٰذا اس کو مشکوک قرار دینا قرین انصاف نہیں۔

لفظ نبی کی لغوی تحقیق کے بعد آیئے دیکھتے ہیں کہ اصطلاحی معنیٰ میں نبی کسے کہا جاتا ہے۔ شرح عقائد نسفی میں ہے کہ ھُوَ اِنْسَانٌ بَعَثَہُ اللّٰہُ اِلَی الْخَلْقِ لِتَبْلِیْغِ الْاَحْکَامِ. نبی وہ انسان ہے جسے اللہ تعالیٰ نے تبلیغِ احکام کی غرض سے خلق کی طرف بھیجا۔ نبی کا تعلق چونکہ عالمِ غیب سے ہر آن برقرار رہتا ہے اس لئے وہ غیبی اسرار مناسب اوقات میں مناسب لوگوں تک پہنچاتا رہتا ہے۔ اس لحاظ سے نبی کو "غیب کی خبر دینے والا" بھی کہتے ہیں۔ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت فاضل بریلوی قدس سرہ نے اپنے ترجمۃ القرآن میں ہر جگہ نبی کا ترجمہ انہیں الفاظ میں کیا ہے تائید کے لئے کتب تفاسیر کے حوالہ جات دیکھئے۔

۱۔ تفسیرِ قرطبی میں ہے "غیب سے مُراد قرآن اور اس کے

غیوب ہیں۔ دُوسرے علماء نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
دی ہوئی غیبی اخبار مراد ہیں جو انسانی دائرہِ عقل سے باہر ہیں جیسے
قیامت کی علامات، عذابِ قبر، حشر، پُل صراط، میزان، جنت اور
دوزخ وغیرہ۔''

۲۔ امام نسفی فرماتے ہیں ''غیب سے مُراد ہر وہ چیز ہے جو
لوگوں سے چھپی ہوئی ہو اور اس کی خبر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے
لوگوں کو دی ہو۔ مثلاً حشر ونشر، حساب وغیرہ۔''

۳۔ مفرداتِ راغب اور تاج العروس میں ہے کہ ''غیب سے
مُراد وہ اشیاء ہیں جو حواسات ونقول سے ماورا ہوں اور نبی کے
بتائے بغیر علم میں نہ آسکیں۔''

علمائے کرام کے ان اقوال کی تصریح قرآنِ پاک میں بھی موجود ہے۔ فرمایا
''ذٰلِکَ مِنْ اَنْبَآءِ الْغَیْبِ نُوْحِیْهِ اِلَیْکَ. یہ غیبی
خبریں ہیں جو ہم آپ کی جانب وحی کرتے ہیں'' ایک جگہ پہ ہے
''تِلْکَ مِنْ اَنْبَآءِ الْغَیْبِ نُوْحِیْهَا اِلَیْکَ''

معلوم ہوا کہ نبی کا معنیٰ ''غیب کی خبریں بتانے والا'' بھی ہے یہ بات اس کے
منفرد و بے مثال ہونے کی دلیلِ کامل ہے۔ مواہبِ لدنیہ اور شفا شریف میں موجود ہے
اَلنَّبُوَّۃُ الَّتِیْ هِیَ الْاِطِّلَاعُ عَلَی الْغَیْبِ یعنی نبوت وہ ہے جو غیب کی اطلاع دے۔
علاوہ ازیں نبی کے اور بھی معانی کُتبِ معتبرہ میں پائے جاتے ہیں۔ مثلاً مخبر (خبر دیا گیا)
واضح طریقہ، ہجرت کرنے والا، ظاہر، پوشیدہ آواز سننے والا، بلندی والا، پیشین گوئی کرنے
والا، خدا کے متعلق خبریں دینے والا، یہی معنیٰ مصباح اللغات نے لکھا ہے۔

رُجولیت وبشریت

ہر صاحب نبوت ہمیشہ مردوں میں پیدا کیا گیا ہے۔ عورت مقامِ نبوت پہ فائز نہیں ہو سکی۔ قرآنِ حکیم نے انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی صفت رُجولیت کا ذکر یوں کیا ہے۔

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِکَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِیْٓ اِلَیْھِمْ مِنْ اَھْلِ الْقُرٰی

اور ہم نے تم سے پہلے جتنے رسول بھیجے مرد ہی تھے جنہیں ہم وحی کرتے اور سب شہر کے ساکن تھے۔

(سورۃ یوسف آیت ۱۰۹)

ہر نبی انسان کامل ہوتا اور خالق ومخلوق کے درمیان تعلق و واسطہ بن کر رہتا تھا۔ لوگوں میں چلتا پھرتا، کھاتا پیتا، کلام کرتا اور سوتا، جاگتا تھا۔ قرآنِ پاک نے نبی کی انہی صفاتِ بشریہ کا ذکر یوں کیا ہے:۔

۱۔ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِکَ وَجَعَلْنَا لَھُمْ اَزْوَاجًا وَّ ذُرِّیَّۃً ط

بے شک ہم نے تم سے پہلے رسول بھیجے اور اُن کے لئے بیبیاں اور بچے کئے (سورۃ الرعد آیت ۳۸)

۲۔ وَمَا جَعَلْنٰھُمْ جَسَدًا لَّا یَاْکُلُوْنَ الطَّعَامَ وَمَا کَانُوْا خٰلِدِیْنَ ۝

اور ہم نے انہیں خالی بدن نہ بنایا کہ کھانا نہ کھائیں اور نہ وہ دُنیا میں ہمیشہ رہیں (سورۃ الانبیآء آیت ۸)

۳۔ وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَکَ مِنَ الْمُرْسَلِیْنَ اِلَّآ اِنَّهُمْ لَیَاْکُلُوْنَ الطَّعَامَ وَیَمْشُوْنَ فِی الْاَسْوَاقِ۔

ہم نے تم سے پہلے جتنے رسول بھیجے سب ایسے ہی تھے،

کھانا کھاتے اور بازاروں میں چلتے۔ (سورۃ الفرقان آیت ۲۰)

انبیاءکرام کی انہی صفاتِ بشریہ کو دیکھ کر کفار ومشرکین ان کی شان ومنزلت کو نظر انداز کردیتے اور ''اپنی طرح کا عام سا انسان'' سمجھنے لگتے۔ کاش وہ سمجھتے کہ ''نبی کے بازار جانے اور ہمارے بازار جانے میں فرقِ عظیم ہے۔ ہم محض نفسِ امارہ کے لئے وہاں جاتے وہ رضائے الٰہی کے لئے اور ان کا وہاں کاروبار بھی کرنا تبلیغ ہے کہ لوگوں کو اس سے تجارت کے مسائل معلوم ہوتے ہیں۔ ایسے ہی ہماری عبادت اور نبی کی عبادت میں زمین وآسمان کا فرق ہے۔ جہاز کے مسافر پار لگنے کے لئے جہاز میں بیٹھتے ہیں اور جہاز کا کپتان پار لگانے کے لئے۔ اسی لئے مسافر کرایہ دے کر اور کپتان تنخواہ لے کر سوار ہوتے ہیں، اسلام کی کشتی میں نبی اور اُمتی سب سوار ہیں مگر ہم پار لگنے کو اور نبی پار لگانے کو۔''

(نورالعرفان ص ۵۷۲ از مفتی احمد یار خان بدایونی صاحب)

کفار کے وہم کا جواب:

کفار اس وہم وخبط میں مبتلا تھے کہ اَبَعَثَ اللّٰهُ بَشَرًا رَّسُوْلًا کیا اللہ ایک بشر کو بھی رسول بنا کر بھیج سکتا ہے؟

اللہ تعالیٰ نے اس وہم وخبط کا جواب مختلف مقامات پر دیا مثلاً:۔

۱۔ قُلْ لَّوْ كَانَ فِی الْاَرْضِ مَلٰٓئِكَةٌ یَّمْشُوْنَ مُطْمَئِنِّیْنَ لَنَزَّلْنَا عَلَیْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَلَكًا رَّسُوْلًا۔

تم فرماؤ اگر زمین میں فرشتے ہوتے چین سے چلتے تو اُن

پر آسمان سے رُسول بھی فرشتہ اُتارتے۔(بنی اسرائیل آیت ۹۵)

۲۔ وَلَوْ جَعَلْنٰهُ مَلَكًا لَّجَعَلْنٰهُ رَجُلًا وَّ لَلَبَسْنَا عَلَيْهِمْ

مَّا يَلْبِسُوْنَo

اور اگر ہم نبی کو فرشتہ کرتے جب بھی اسے ''مرد'' ہی

بناتے اور ان پر وہی شبہ رکھتے جس میں اب پڑے ہیں۔

(سُورۃ الانعام آیت ۹)

اس آیت قدسیہ سے واضح معلوم ہوگیا کہ اگر فرشتہ بھی نبی بن کر آجاتا تو وہ بھی صفتِ رجولیت اور صفتِ بشریت سے متصف ہوتا۔اور جن کے خمیر میں کفر و شرک رچ بس چکا تھا وہ ضرور اُس کی ملکوتی صفات کا انکار کرکے ''اپنے جیسا انسان تصور'' کرتے۔

امام بیضاوی علیہ الرحمتہ نے نبی کی صفتِ رجولیت اور صفتِ بشریت کی وجہ بیان فرمائی ہے:۔

''انبیاءِ کرام کے سوا جتنی مخلوق ہے اس میں اتنی استعداد نہیں ہے کہ بلا واسطہ اللہ تعالیٰ سے فیض لے سکے۔اس حکمت کے سبب عالمِ اسفل میں خلیفہ کو پیدا فرمایا گیا۔''

علامہ فاضل لاہوری نے اس نقطے پر قدرے تفصیلی بحث فرمائی ہے۔

''انبیاءِ کرام کے علاوہ ارضی مخلوق میں کدورت پائی جاتی ہے،میلا پن اور سیاہی ہے اور اللہ تعالیٰ ان نقائص سے بالکل پاک ہے اور یہ بھی امر واقعی ہے کہ مفیض اور مستفیض میں مناسبت شرط ہے۔لہٰذا اُس نے ایسا واسطہ انبیاءِ کرام کو بنایا جو تجرد کی وجہ سے اللہ

تعالیٰ کے ساتھ نسبت رکھتے اور نسبتِ جسمانی رکھنے کی وجہ سے مخلوق کے ساتھ منسلک ہوئے۔ (ملخصاً دیکھئے مقدمہ توضیح البیان، از علامہ عطا محمد بندیالوی صاحب)

یعنی نبی رجولیت، بشریت اور نورانیت کا حسین امتزاج ہوتا۔ ہمارے عقیدے میں نبی کی رجولیت و بشریت کا انکار کرنے والا لائق طعن اور قابلِ کفر ہے مگر ہم اس کو بشرِ محض اور ''اپنی طرح کا عام سا مرد'' بھی نہیں کہتے۔ نُورِ وحی کی تخصیص نے اس کو عوام الناس سے بے حد فضیلت و وجاہت کا حامل قرار دے دیا ہے۔ نبی بشرِ کامل بھی ہوتا ہے اور نُورِ برحق بھی، ہمارے نبی حضور نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جہاں بشر کہا گیا ہے وہاں قَدْ جَآءَكُمْ مِنَ اللّٰهِ نُوْرٌ ' (بے شک اللہ کی طرف سے تمہارے پاس نور آ گیا) میں نور بھی کہا گیا ہے اور سِرَاجًا مُّنِيْرًا (چمکانے والا سورج) کے لقب سے بھی یاد کیا گیا ہے۔ آپ کی بشریت کا تقاضا ہے کہ کھایا پیا جائے، شادی کی جائے، اولاد پیدا کی جائے، بازاروں میں چلا پھرا جائے (ویسے آپ ان امورِ بشریہ کے محتاج نہیں، یہ اس لئے انجام دیئے کہ ہمارے لئے حلال ہو جائیں) اور نورانیت کا تقاضا ہے کہ مقام اَوْ اَدْنٰی پہ فائز ہو کر جلوۂ الٰہی کو سر کی آنکھوں سے دیکھا جائے اور سدرہ سے آگے کی منزلوں کو طے کر کے جبریل امین (علیہ السلام) جیسے فرشتے کو بھی نقشِ حیرت بنا دیا جائے۔

تمام انبیاء کرام حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت سے نُورِ رسالت، نُورِ خلافت، نُورِ صفوت، نورِ خلت اور نورِ ہدایت والے ہیں۔ اُن کی ان نورانی عظمتوں کو بھلا کر صرف بشرٌ مثلکم والی آیت کا وِرد کرنا اور اپنے جیسا بشرِ محض خیال کرنا اللہ تعالیٰ کو ہرگز ہرگز قبول نہیں ہے۔

مولانا روم قدس سرہ فرماتے ہیں ۔

اشقیاء را دیدۂ بینا نہ بود نیک و بد در دیدہ شاں یکساں نمود

ہمسری با انبیاء برداشتند اولیاء راہمچو خود پندا شتند

ایں نہ دانستند ایشاں ازِ عمیٰ ہست فرقے درمیاں بے منتہیٰ

ہر دوگوں زنبود خورد از یک محل لیک زیں شُد نیش وزاں دیگر عسل

ہر دو گوں آہو گیا خوردند و آب زیں یکے سرگیں شُد وزاں مشکناب

ایں خورد گرد و پلیدی و زجُدا واں خورد گردد ہمنہ نُورِ خدا

ترجمہ:۔

۱۔ بدبختوں کی دیکھنے والی آنکھ نہ تھی، اچھااور بُرا ان کی آنکھ میں یکساں نظر آیا۔

۲۔ انہوں نے نبیوں کے ساتھ برابری کا دعویٰ کیا اور اولیاء کو اپنے جیسا سمجھ لیا۔

۳۔ اندھے پن سے وہ یہ نہ سمجھے کہ دونوں میں بڑا فرق ہے۔

۴۔ دونوں قسم کی بھڑوں نے ایک ہی جگہ سے کھایا، لیکن ایک سے ڈنگ اور دوسری سے شہد بنا۔

۵۔ دونوں قسم کے ہرنوں نے گھاس اور پانی، کھایا پیا، ایک کا گوبر اور دوسرے کا خالص مُشک بنا۔

۶۔ یہ کھاتا ہے تو پلیدی بنتی ہے، اللہ کا نبی کھاتا ہے تو نُورِ خدا بنتا ہے۔

عقلِ نارسا کے شُبہ کا ازالہ:

بعض حضرات اپنی عقل نارسا کا شبہ یوں بیان کرتے ہیں کہ بشریت اور نورانیت دو متضاد چیزیں ہیں۔ لہٰذا ان کا اکٹھا ہونا ناممکن ہے۔

حالانکہ تھوڑا سا غور وفکر کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ انسان کا وُجودِ عنصری مختلف متضاد قوتوں کا مجموعہ ہے۔ اللہ تعالےٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے آگ، پانی، ہوا اور مٹی کو

ایک خوبصورت سانچے میں جمع کر دیا ہے جو قادرِ مطلق ان متضاد قوتوں کو یکجا کر سکتا ہے کیا وہ بشریت اور نُورانیت کو یکجا نہیں کر سکتا؟ حضرت جبریلِ امین (علیہ السلام) کا خمیر نُور سے گُندھا ہوا ہے مگر جب وہ سیّدہ مریم سلام اللہ علیہا کے پاس آتے ہیں تو قرآنِ پاک انہیں ''بشرا سویا'' یعنی کامل بشر کے نام سے یاد کرتا ہے۔ اسی طرح بارگاہِ خلیل میں بھی ملائکہ عظام لباسِ بشریت پہن کر حاضر ہوئے۔ قرآنِ حکیم فرماتا ہے:۔

''ھَلْ اَتٰکَ حَدِیْثُ ضَیْفِ اِبْرَاھِیْمَ الْمُکْرَمِیْنَ

اے محبوب! کیا تمہارے پاس ابراہیم (علیہ السلام) کے معزز مہمانوں کی خبر آئی۔'' (سُورۃ الذّٰریت آیت ۲۴)

مفسرین کرام فرماتے ہیں یہ دس بارہ فرشتے تھے بشکلِ مہمان حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے لئے یہ محال نہیں کہ وہ بشریت کو نورانیت کا لباس بنا دے نورانیت کو بشریت پر غالب کر دے یا ان دونوں عظیم صفتوں کا ایک عظیم پیکر تیار کر دے۔ نجانے کیا وجہ ہے کہ کذب جیسی بدتر صفت کو تحتِ قدرت ماننے والے ان عجائب وغرائب کو کیوں تحتِ قدرت تسلیم نہیں کرتے۔ ثانیا یہ کہ نورانیت ہرگز بشریت کی متضاد نہیں۔ لغت کی کسی کتاب میں ان کو متضاد نہیں لکھا گیا۔ اگر نورانیت، بشریت کی متضاد ہوتی تو یہ آیت یخرجکم من الظلمات الی النور ایسے ہونی چاہیے تھی من البشریۃ الی النور. معلوم ہوا کہ نورانیت کی متضاد ظلمت ہے نا کہ بشریت۔

کفار کا طرزِ فکر:

تاریخِ عالم کا مطالعہ کریں تو معلوم ہوگا کہ جو قوم اپنے راہبر و قائد کے حضور گستاخی کا مذموم طریقہ اختیار کرتی ہے اس کا انجام انتہائی عبرت ناک ہوتا ہے۔ گمراہی اُس کا مقدر بن جاتی ہے پھر وہ حرماں نصیب قوم لحہ بہ لحہ اس دلدل میں ڈوب کر اپنا وجود، اپنا

وقار اور اپنا کروفر الغرض سب کچھ کھو بیٹھتی ہے خالقِ ارض و سماء نے نسلِ آدمیت کی راہنمائی کے لئے اپنے رفیع المرتبت رسولوں اور نبیوں کو مبعوث فرمایا اور ان کو قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھنا شرطِ ایمان ٹھہرایا۔ ان کے عشق و محبت کو مومن کی نشانی قرار دیا۔ ان کی راہوں پر چلنے کی تلقین فرمائی۔ ''اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ۔ اے اللہ! ہمیں سیدھے راستے پر چلا، اُن لوگوں کا راستہ جن پر تو نے اپنا انعام فرمایا ہے۔''

(سُورۃ فاتحہ آیت ۷)

کون نہیں جانتا سرِ آدم پہ خلافت و وجاہت کا نورانی تاج سجایا گیا۔ علم وفکر کی عظیم ثروتیں عطا کی گئیں، معرفتِ بارگاہ کا انمول خزانہ عنایت کیا گیا، قدسیوں کی مقدس پیشانیاں اُس کے سامنے جھک گئیں تو ایک ''حاسد'' یہ اکرام و انعام دیکھ کر جل گیا، پھر اکڑ گیا۔ خدا تعالیٰ نے فرمایا'' کیوں نہیں جھکتا؟ بولا لَمْ اَكُنْ لِّاَسْجُدَ لِبَشَرٍ خَلَقْتَهٗ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ایسے بشر کو سجدہ کروں جس کو تو نے بجنے ہوئے کیچڑ سے پیدا کیا۔''(سورۃ الحجر آیت ۳۳)

دل میں پرورش پانے والا بغض و عناد آخر زبان پر آ ہی گیا۔ انہیں لمحات میں ایک معیار قائم ہوا، ایک کسوٹی تشکیل دی گئی۔ جو اللہ تعالیٰ کے اس مقبول و محبوب کے دامن سے وابستہ ہو گیا وہ کامیاب ہے اور جو اس کا دشمن بن گیا وہ ہمیشہ کے لئے مردود اور لعین ہے۔ دو راستے معرضِ وجود میں آ گئے، طریقۂ حق اور طریقۂ کفر۔

طریقۂ حق:۔ یہ ہے کہ اللہ والوں کی عظمت و رفعت کو دل سے تسلیم کیا جائے۔

طریقۂ کفر:۔ یہ ہے کہ ان برگزیدہ لوگوں کو اپنے جیسا کہہ کر توہین کی جائے۔

ابلیس چونکہ جانتا تھا کہ اہل اللہ کی توہین و تنقیص ہی وہ خوفناک خزاں ہے جس

نے آنِ واحد میں اس کے خیابانِ عبادت کو تباہ و برباد کر دیا ہے۔ اُس نے سوچا کہ کیوں نہ اس آدم کی نسل پہ اس خزاں کو مسلط کر دیا جائے، یعنی توہین و تنقیص کی ''خزاں'' جو دلوں کی کائنات میں ویرانی و تیرگی پھیلا دے، ایک رُوح فرسا اُجاڑ پیدا کر دے۔

اس سے بڑی اذیت اور کیا ہو گی کہ وہ فضائل و محامد، کمالات و محاسن جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو عطا کئے ہیں۔ ان کا سرے سے ہی انکار کر دیا جائے؟ ابتدائے آدمیت سے لے کر آج تک اہلِ کفر اسی ابلیسی راستے پر چلتے ہوئے اہل اللہ کی عظمتوں کو مذاق کی نظر سے دیکھتے رہے ہیں اور اُن کو ''بشرِ محض'' کہہ کر نورِ نبوت، کمالِ رسالت اور مقامِ خلافت کے خلاف ہرزہ سرائی کرتے رہے ہیں۔ آیئے قرآنِ عظیم کی روشنی میں دیکھتے ہیں کہ ان ''ابلیس نگر'' کے باسیوں نے کس درجہ اپنے رہبروں، محسنوں اور چارہ گروں کی شان میں بے ادبیاں کی ہیں۔

۱۔ حضرت آدم علیہ السلام کے بعد آپ کی اولاد نے بے راہ روی کا مظاہرہ کیا تو حضرت ثانیٔ آدم سیدنا نوح علیہ السلام رسالت پر فائز ہوئے اور لوگوں کو اسلام کی تبلیغ کی۔ اہل کفر کہنے لگے:۔

"مَا نَرٰىكَ اِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا وَمَا نَرٰىكَ اتَّبَعَكَ اِلَّا الَّذِيْنَ هُمْ اَرَاذِلُنَا بَادِيَ الرَّاْيِ ۚ وَمَا نَرٰى لَكُمْ عَلَيْنَا مِنْ فَضْلٍ بَلْ نَظُنُّكُمْ كٰذِبِيْنَ.

ہم تو تمہیں اپنے ہی جیسا آدمی دیکھتے ہیں اور ہم نہیں دیکھتے کہ تمہاری پیروی کس نے کی ہو مگر ہمارے کمینوں نے سرسری نظر سے اور ہم تم میں اپنے اُوپر کوئی بڑائی نہیں پاتے بلکہ ہم تمہیں جھوٹا خیال کرتے ہیں۔'' (سورۃ ہود آیت ۲۷)

۴۔ قومِ ثمود انتہائی سرکش اور نافرمان قوم تھی، اللہ تعالےٰ نے حضرت صالح علیہ السلام کو نورِ نبوت دے کر بھیجا کہ جاؤ اس بدبخت قوم کو اندھیروں سے نکال لاؤ، آہ! وہ قوم کتنی ظالم اور ناعاقبت اندیش تھی کہ اپنے راہنما اور مُحسن کو دیکھا تو

مَا هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يَاْكُلُ مِمَّا تَاْكُلُوْنَ مِنْهُ وَيَشْرَبُ مِمَّا تَشْرَبُوْنَ ۝ وَلَئِنْ اَطَعْتُمْ بَشَرًا مِّثْلَكُمْ اِنَّكُمْ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ۝

(سردار اپنی قوم سے کہنے لگے) یہ (صالح) تو نہیں مگر تم جیسا آدمی، جو تم کھاتے ہو اسی میں سے کھاتا ہے، جو تم پیتے ہو اسی میں سے پیتا ہے، اور اگر تم اپنے جیسے آدمی کی اطاعت کرو جب تو تم ضرور گھاٹے میں ہو۔ (سورۃ المؤمنون آیت ۳۳،۳۴)

ایک بار کہنے لگے:۔

مَآ اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا فَاْتِ بِاٰيَةٍ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝

تم تو ہمارے جیسے آدمی ہو تو کوئی نشانی لاؤ اگر سچے ہو۔

(سورۃ الشعرآء آیت ۱۵۴)

پھر آپ نے دُعا کی تو پہاڑ سے ایک خوبصورت اُونٹنی برآمد ہوئی، کتنا عظیم الشان معجزہ تھا مگر ظالموں کے دل ودماغ میں یہی سودا سمایا ہوا تھا کہ یہ نبی نہیں بلکہ "ہماری مثل بشر" ہیں۔ اُنہوں نے اس دلیلِ نبوت کو ختم کیا تو عذابِ الٰہی کا شکار ہو گئے،

فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ بِالْحَقِّ فَجَعَلْنٰهُمْ غُثَآءً ۚ فَبُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝

تو انہیں آ لیا سچی چنگھاڑ نے تو ہم نے انہیں گھاس کوڑا کر
دیا تو دُور ہوں ظالم لوگ۔(سُورۃ المؤمنون آیت ۴۱)

۳۔ اہلِ مدین ہر طرح کی برائی کے رسیا تھے۔حضرت شعیب علیہ السلام ہادیٔ برحق بن کر آئے تو قوم کہنے لگی۔

اِنَّمَا اَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِيْنَ ٥ وَمَا اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ
مِّثْلُنَا وَاِنْ نَّظُنُّكَ لَمِنَ الْكٰذِبِيْنَ٥

تم پر جادو ہُوا ہے،تم تو نہیں مگر ہم جیسے آدمی اور بیشک ہم
تمہیں جُھوٹا سمجھتے ہیں۔(سُورۃ الشعرآء آیت ۱۸۵،۱۸۶)

۴۔ آلِ فرعون کے ظلم و ستم،کُفر و شرک اور جہالت و خباثت کی گواہیاں آج بھی دریائے نیل کی لہریں زبان حال سے دے رہی ہیں۔آج بھی اہرامِ مصر کی بنیادوں سے بے کسوں اور مظلوموں کی سسکیاں اٹھ رہی ہیں۔کتنی بھٹکی ہوئی قوم تھی وہ؟ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام کو فرعونی علاقہ میں شمع ہدایت دے کر بھیجا،وہ گستاخ لوگ کہنے لگے:۔

اَنُؤْمِنُ لِبَشَرَيْنِ مِثْلِنَا وَقَوْمُهُمَا لَنَا عٰبِدُوْنَ٥

کیا ہم ایمان لے آئیں اپنے جیسے دو آدمیوں پر اور ان
کی قوم ہماری بندگی کر رہی ہے(سُورۃ المؤمنون آیت ۴۷)

۵۔ پھر وہ دور بھی آ گیا جب کہ ساری دنیا بالعموم اور جزیرہ نمائے عرب بالخصوص ظلمتوں میں کھو چکا تھا۔انسانیت دم توڑ چکی تھی،شرافت کا جنازہ اٹھ گیا تھا،ہر طرف شیطانی قہقہے سُنائی دے رہے تھے،سُرخ پری محوِ رقص تھی،انسان کی حالت پر کائنات افسردہ تھی،ستارے شدت غم سے جل بجھ رہے تھے،مہر و ماہ کی پریشانیاں نمایاں تھیں۔

آخرکار رُسولوں کا تاجدار، فلکِ رسالت کا نیرِ تاباں جب رونما ہوا تو نغمۂ توحید سے یہ عالمِ شش جہات ایک بار پھر گونج اٹھا، ماننے والے مان گئے مگر اہلِ کفر یہی کہتے رہے۔

هَلْ هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ اَفَتَاْتُوْنَ السِّحْرَ وَاَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَ

(ایک دوسرے سے سرگوشی کرتے ہوئے) یہ کون ہیں، ایک تمہیں جیسے آدمی تو ہیں، کیا جادو کے پاس جاتے ہو دیکھ بھال کر۔ (سورۃ الانبیاء آیت ۳)

مزید یہ بھی کہتے اِنْ هٰذَآ اِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ یہ تو ایک بشر کا کلام ہے۔

مذکورہ صدر آیاتِ مبارکہ سے یہ اخذ ہوتا ہے کہ اہلِ کفر کا کام شروع ہی سے یہ رہا ہے کہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی شانِ انفرادیت کی نفی کی جائے۔ ان جلیل القدر شخصیتوں سے مذاق کیا جائے۔ اُن کی شوکتوں اور سطوتوں کا انکار کیا جائے۔ قرآنِ حکیم نے یہاں اہلِ کفر کی اس بدخصلت کا ذکر فرمایا ہے:۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِیْ شِیَعِ الْاَوَّلِیْنَ ۝ وَمَا یَاْتِیْهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ یَسْتَهْزِءُوْنَ ۝

اور بے شک ہم نے تم سے پہلے پہلی اُمتوں میں بھی رُسول بھیجے تھے۔ اور جو رُسول بھی اُن کے پاس آتا تھا اُس کی ہنسی اُڑاتے تھے۔ (سورۃ الحجر آیت ۱۰، ۱۱)

اہلِ کُفر انتہائی ہٹ دھرم واقع ہوئے ہیں۔ ان کی ڈھٹائی کا ذکر یوں فرمایا ہے:۔

وَلَوْ فَتَحْنَا عَلَیْهِمْ بَابًا مِّنَ السَّمَآءِ فَظَلُّوْا فِیْهِ

يَعْرُجُوْنَ○ لَقَالُوْآ اِنَّمَا سُكِّرَتْ اَبْصَارُنَا بَلْ نَحْنُ قَوْمٌ مَّسْحُوْرُوْنَ○

اور اگر ہم ان کے لئے آسمان میں کوئی دروازہ کھول دیں کہ ''دن کو'' اس میں چڑھتے، جب بھی کہتے کہ ہماری نگاہ باندھ دی گئی ہے بلکہ ہم پر جادو ہوا ہے۔ (سورۃ الحجر آیت ۱۴،۱۵)

عصمتِ پیغمبر:

انسان کے دامنِ عصمت اور ردائے آبرو کو داغدار کرنے میں شیطان اور نفسِ امارہ کا ہاتھ ہوتا ہے۔ یہ دونوں ہر آن اسے راہِ حق سے ہٹانے کی سازشیں کرتے رہتے ہیں۔ مگر یہ عجب کروفر اور عظمت کی پائندہ نشانی ہے کہ اللہ تعالےٰ کا نبی ان کے حملوں سے محفوظ رہتا ہے۔

حرص و ہوا کی آندھیوں میں بھی اُس کے پایۂ استقلال میں تھرتھراہٹ پیدا نہیں ہوتی۔ خالقِ کائنات بدی کے گماشتوں کو مخاطب فرماتا ہے۔

اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْهِمْ سُلْطٰنٌ

بے شک میرے بندے ہیں اُن پر تمہارا کچھ قابو نہیں۔

(سورۃ بنی اسرائیل آیت ۶۵)

اہل نبوت کے استقلال کا اعتراف ابلیس نے بھی کیا ہے

فَبِعِزَّتِکَ لَاُغْوِیَنَّهُمْ اَجْمَعِیْنَ○ اِلَّا عِبَادَکَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِیْنَ○

تیری عزت کی قسم ضرور میں ان سب کو گمراہ کردوں گا، مگر

جو ان میں تیرے چنے ہوئے بندے ہیں۔

(سورۃ ص آیت۸۲،۸۳)

معلوم ہوا کہ نبی کا معصوم اور بے عیب ہونا لازم ہے اور اُس کے صدقے اُس کے سچے پیروکار بھی محفوظ رہتے ہیں۔ گستاخان نبوت کا نبی پر ایک اور سنگین الزام یہ ہوا کرتا تھا کہ وہ راہِ راست سے بھٹکا ہوا ہے، جیسا کہ قومِ نوح نے کہا اِنَّا لَنَرٰىكَ فِىْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ۔ بے شک ہم تمہیں کھلی گمراہی میں دیکھتے ہیں۔ حضرت نوح علیہ السلام نے جواب دیا:۔

يٰقَوْمِ لَيْسَ بِىْ ضَلٰلَةٌ وَّلٰـكِنِّىْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ٥ اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّىْ وَاَنْصَحُ لَكُمْ وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَالَا تَعْلَمُوْنَ ٥

اے میری قوم مجھ پر گمراہی کچھ نہیں، میں تو رب العالمین کا رسول ہوں، تمہیں اپنے رب کی رسالتیں پہنچاتا اور تمہارا بھلا چاہتا ہوں اور میں اللہ کی طرف سے وہ علم رکھتا ہوں جو تم نہیں رکھتے۔ (سورۃ الاعراف آیت ۶۱،۶۲)

اسی طرح قومِ عاد نے حضرت ہود علیہ السلام کی دعوتِ توحید کے جواب میں انہیں یہ کہنا شروع کر دیا:۔ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِىْ سَفَاهَةٍ وَّاِنَّا لَنَظُنُّكَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ٥ بے شک ہم تمہیں بے وقوف سمجھتے ہیں اور بے شک ہم تمہیں جھوٹوں میں گمان کرتے ہیں

(سورۃ الاعراف آیت ۶۶)

ذرا سوچئے! جو ہزاروں جھوٹے خداؤں سے جان چھڑوا کر ایک وحدہٗ لاشریک کے حضور جھکانا چاہتا تھا، جو کائنات کی سب سے بڑی حقیقت کو بیان کر رہا تھا کہ اُعْبُدُوْا

اللّٰہَ مَا لَکُمۡ مِّنۡ اِلٰہٍ غَیۡرُہٗ ؕ اللہ کی بندگی کرو، اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ اس کو وہ ستم شعار لوگ بے وقوف اور جھوٹا کہہ رہے تھے، آہ! کیا عقل و خرد کا اس سے بھی بڑھ کر جنازہ نکل سکتا ہے؟

آپ نے فرمایا:۔

یٰقَوۡمِ لَیۡسَ بِیۡ سَفَاہَۃٌ وَّلٰکِنِّیۡ رَسُوۡلٌ مِّنۡ رَّبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ○ اُبَلِّغُکُمۡ رِسٰلٰتِ رَبِّیۡ وَاَنَا لَکُمۡ نَاصِحٌ اَمِیۡنٌ ○

اے قوم! مجھے بے وقوفی سے کیا علاقہ، میں تو پروردگارِ عالم کا رسول ہوں، تمہیں اپنے رب کی رسالتیں پہنچاتا ہوں اور تمہارا معتمد خیر خواہ ہوں۔ (سورۃ الاعراف آیت ۶۷، ۶۸)

ثابت ہوا کہ نبی بے راہ نہیں ہوتا، نبوت اور ضلالت میں نور اور ظلمت کا سا فرق ہے۔ یعنی نبی کا گمراہ ہونا، بے وقوف ہونا، جھوٹا ہونا، ناممکن اور گمراہ، بے وقوف اور جھوٹے کا نبی ہونا ناممکن ہے۔ اللہ کریم نے نبیِ آخر الزماں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں فرمایا:۔

مَا ضَلَّ صَاحِبُکُمۡ وَمَا غَوٰی ۚ

تمہارا صاحب نہ گمراہ ہوا نہ حق سے پھرا،

(سورۃ النجم آیت ۲)

اہل مکہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مجنوں کہا۔ یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡ نُزِّلَ عَلَیۡہِ الذِّکۡرُ اِنَّکَ لَمَجۡنُوۡنٌ ○ اے وہ شخص جس پر ذکر نازل ہوا بے شک تو دیوانہ ہے

(سورۃ الحجر آیت ۶)

آپ کو جادو کا مارا ہوا کہا:۔ اِنۡ تَتَّبِعُوۡنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسۡحُوۡرًا ○ تم تو ایک جادو کے مارے آدمی کی اتباع کرتے ہو۔ (بنی اسرائیل آیت ۴۷)

آپ کو شاعر، جادوگر اور بے نام ونشان کہا۔ غرض انہوں نے سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بے عیب ذاتِ قدسیہ سے ایسا ایسا عیب منسوب کیا کہ عدل وانصاف کی دُنیا لرزنے لگی۔ اللہ تعالیٰ نے برابر اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی معصومیت بیان کرنے کے لئے آیات بینہ نازل فرمائیں اور تسلی دیتے ہوئے فرمایا:۔

۱۔ اُنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوْا لَكَ الْاَمْثَالَ فَضَلُّوْا فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَبِيْلًا۝

دیکھو انہوں نے تمہیں کیسی تشبیہیں دیں، تو گمراہ ہوئے کہ راہ نہیں پا سکتے۔ (آیت ۴۸)

۲۔ فَلَا يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ اِنَّا نَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ۝

بات کا غم نہ کرو، بیشک ہم جانتے ہیں جو وہ چھپاتے اور ظاہر کرتے ہیں۔ (سورۃ یٰسٓ آیت ۷۶)

۳۔ مَا اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ۝ وَاِنَّ لَكَ لَاَجْرًا غَيْرَ مَمْنُوْنٍ۝ وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ۝ فَسَتُبْصِرُ وَيُبْصِرُوْنَ۝ بِاَيِّكُمُ الْمَفْتُوْنُ۝

تم اپنے رب کے فضل سے دیوانے نہیں ہو اور ضرور تمہارے لئے بے انتہا ثواب ہے اور بے شک تم خلقِ عظیم والے ہو، تو جلدی تم بھی دیکھ لو گے اور وہ بھی دیکھ لیں گے کہ تم میں کون دیوانہ تھا۔ (سورۃ القلم آیت ۲،۳،۴،۵،۶)

۴۔ مَا بِصَاحِبِكُمْ مِنْ جِنَّةٍ اِنْ هُوَ اِلَّا نَذِيْرٌ لَّكُمْ بَيْنَ

يَدَىْ عَذَابٍ شَدِيْدٍo

تمہارے صاحب میں جنوں کی کوئی بات نہیں، وہ تو ایک سخت عذاب سے پہلے ڈر سنانے والا ہے۔(سورۃ السبا آیت ۴۶)

۵۔ وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْبَغِيْ لَهٗ

اور ہم نے ان کو شعر کہنا نہ سکھایا، اور نہ وہ ان کی شان کے لائق ہے، (سورۃ یٰسین آیت ۶۹)

۶۔ اِنَّا كَفَيْنٰكَ الْمُسْتَهْزِئِيْنَ.

بے شک ان ہنسنے والوں پر ہم تمہیں کفایت کرتے ہیں۔
(سورۃ الحجر آیت ۹۵)

۷۔ فَذَكِّرْ فَمَآ اَنْتَ بِنِعْمَتِ رَبِّكَ بِكَاهِنٍ وَّ لَا مَجْنُوْنٍo اَمْ يَقُوْلُوْنَ شَاعِرٌ نَّتَرَبَّصُ بِهٖ رَيْبَ الْمَنُوْنِo

تو اے محبوب! تم نصیحت کرو، کہ تم اپنے رب کے فضل سے نہ کاہن ہو نہ مجنون، یا کہتے ہیں یہ شاعر ہیں، ہمیں ان پر حوادثِ زمانہ کا انتظار ہے۔

قُلْ تَرَبَّصُوْا فَاِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُتَرَبِّصِيْنَo

تم فرماؤ! انتظار کرو، میں بھی تمہارے انتظار میں ہوں۔
(سورۃ الطور آیت ۲۹، ۳۰، ۳۱)

۸۔ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُo

بے شک تمہارا دشمن ہی بے نام ونشان ہے۔
(الکوثر آیت ۳)

ان آیاتِ قدسیہ سے معلوم ہوا کہ اللہ کا محبوب ہر عیب (جادوگری، شاعری، دیوانگی، بے نشانی وغیرہ) سے پاک ہے، معصوم ہے اور ان کمزوریوں، خطاؤں اور لغزشوں کی دنیا سے ماوراء ہے۔ ایسے ہی اللہ تعالےٰ کا ہر نبی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے کہ اَللّٰہُ اَعْلَمُ حَیْثُ یَجْعَلُ رِسٰلَتَہٗ اللہ خوب جانتا ہے جہاں اپنی رسالت رکھے۔ (سورۃ انعام آیت ۱۲۴)

نبوت سراسر وہبی چیز ہے۔ اگر اب بھی کوئی اللہ تعالیٰ کی عطا میں شک کرے اور کہے کہ نبی بھی گمراہ ہوسکتا ہے یا نبی میں بھی کوئی نقص ہوسکتا ہے تو گویا اُس نے قانونِ قدرت، علوِ رسالت اور شانِ نبوت کا تمسخر اُڑایا۔ قرآنِ پاک کا تمسخر اُڑانے والے لوگوں کے بارے میں عبرت انگیز ارشاد ہے:۔

اَللّٰہُ یَسْتَھْزِئُ بِھِمْ وَیَمُدُّھُمْ فِیْ طُغْیَانِھِمْ یَعْمَھُوْنَ ؕ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَۃَ بِالْھُدٰی۔ اللہ سزا دے رہا ہے انہیں اس مذاق کی اور ڈھیل دیتا ہے انہیں تاکہ اپنی سرکشی میں بھٹکتے رہیں، وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہدایت کے عوض گمراہی کو خرید لیا۔ (سورۃ البقرہ آیت ۱۵، ۱۶)

نبی کی اس معصومیت کا خود، خدا حافظ و ناصر ہوتا ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا:۔ مَا کَانَ لَنَآ اَنْ نُّشْرِکَ بِاللّٰہِ مِنْ شَیْءٍ ؕ ذٰلِکَ مِنْ فَضْلِ اللّٰہِ عَلَیْنَا وَعَلَی النَّاسِ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَشْکُرُوْنَ ؕ ہمیں زیبا نہیں دیتا کہ کسی چیز کو اللہ کا شریک ٹھہرائیں، یہ اللہ کا ہم پر فضل ہے، اور لوگوں پر، مگر اکثر لوگ شکر نہیں کرتے۔ (سورۃ یوسف آیت ۳۸)

اسی طرح فرمایا:۔ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَۃٌ بِالسُّوْٓءِ اِلَّا مَارَحِمَ رَبِّیْ بے شک نفس تو برائی کا بڑا حکم دینے والا ہے مگر جس پر میرا رب رحم کرے (وہ اس کے قابو میں نہیں آسکتا) (آیت ۵۳)

ہمارے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں فرمایا:۔ وَلَوْلَا اَنْ ثَبَّتْنٰکَ لَقَدْ کِدْتَّ تَرْکَنُ اِلَیْھِمْ شَیْئًا قَلِیْلًا ۝ اور اگر ہم تمہیں ثابت قدم نہ رکھتے تو قریب تھا تم ان کی طرف کچھ تھوڑا سا جھکتے۔ (سورۃ بنی اسرائیل آیت ۷۴)

یاد رہے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام لائق اطاعت بن کر آتے ہیں، اُن کی زندگی گمراہی سے عبارت نہیں ہوتی، سارے جہان کے لئے نمونہ ہوتی ہے لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ بے شک ضرور تمہارے لئے رسولِ خدا کی سیرتِ طیبہ کامل نمونہ ہے (سورۃ الاحزاب)

اگر راہبر ہی راستے کے پیچ وخم سے ناواقف ہو تو پیچھے پیچھے چلنے والوں کا کیا بنے گا؟ اللہ تعالیٰ نے تمام نبیوں کو معصوم بنایا، ان کی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دیا۔ ان کے فرمان کو اپنا فرمان کہا۔

مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ. جس نے رسول کی پیروی کی، اُس نے اللہ کی پیروی کی جیسی آیاتِ مبارکہ اس مضمون کی دلیل ہیں۔

عصمتِ پیغمبر کی بڑی وجہ:

اللہ تعالیٰ کا نبی اس لئے معصوم عن الخطاء ہوتا ہے کہ اُس کا کوئی قول ایسا نہیں ہوتا جو وحیِ الٰہی سے باہر ہو اور کوئی فعل ایسا نہیں ہوتا جو وحیِ الٰہی کی روشنی میں نہ ہو۔

وحی کیا ہے؟

وحی اُن ذرائع کو کہا جاتا ہے جن سے اللہ تعالیٰ اپنا پیغام بندوں تک پہنچاتا ہے اس کا لغوی معنیٰ اشارہ کرنا، لکھنا، پیغام دینا، دِل میں ڈالنا، چھپا کر بولنا وغیرہ ہے۔

قرآنِ پاک میں وحی کے تین ذرائع کا ذکر ہے:۔

ا۔ اشارۂ سریع:۔

اس کے لئے وحی کا لفظ لغوی معنیٰ کے ساتھ آیا ہے۔ یعنی سریع (لطیف) اشارہ سے بات سمجھا دینا۔ اِسے القاء اور الہام بھی کہتے ہیں اس کی تین قسمیں ہیں:۔

(ا) جبلی ادراك:۔ قرآن میں بتایا گیا ہے کہ رب نے شہد کی مکھی کو اس بات کی وحی کی کہ پہاڑوں، درختوں اور عمارات میں گھر بناؤ اور طرح طرح کے پھل کھاؤ۔

وَاَوْحٰی رَبُّکَ اِلَی النَّحْلِ اَنِ اتَّخِذِیْ مِنَ الْجِبَالِ بُیُوْتًا وَّمِنَ الشَّجَرِ وَ مِمَّا یَعْرِشُوْنَ ٥ ثُمَّ کُلِیْ مِنْ کُلِّ الثَّمَرَاتِ فَاسْلُکِیْ سُبُلَ رَبِّکِ ذُلُلاً

(سُورۃ النحل آیت ۶۸، ۶۹)

انسانی رُوح کے بارے میں ارشاد ہے فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰهَا. اللہ تعالیٰ نے انسان کو بدی اور تقوے کا الہام کر دیا۔ (سورۃ الشمس آیت ۸)

اس مقام پر وحی اور الہام سے مُراد وہ ادراک ہے جو سرشت میں پیدا کر دیا جاتا ہے۔

(ب) کسی مفہوم کا دل میں وارد ہونا:۔ اس صورت میں الفاظ نازل نہیں ہوتے، دِل میں کسی فکر و استدلال کے بغیر بے تامل ایک واضح خیال اُترتا ہے مثلاً:۔

وَاَوْحَیْنَآ اِلٰی اُمِّ مُوْسٰی اَنْ اَرْضِعِیْهِ ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کی ماں کو الہام کیا کہ اسے دُودھ پلاؤ۔ (سورۃ القصص آیت ۷)

اور فرمایا:۔ وَاِذْ اَوْحَیْتُ اِلَی الْحَوَارِیّٖنَ اَنْ اٰمِنُوْا بِیْ وَ بِرَسُوْلِیْ. اور جب میں نے حواریوں کو الہام کیا کہ مجھ پر اور میرے رُسول پر ایمان لاؤ۔ (سورۃ المائدہ آیت ۱۱۱) یہ الہام غیر نبی کو بھی ہو سکتا ہے۔ جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ ماجدہ

اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں کو ہوا۔ جو بالاتفاق نبی نہیں تھے۔

غیر نبی کا الہام قطعی نہیں ہوتا اور نہ دین میں حجت، چاہے اس کا وصول کرنے والا کتنی ہی بڑی ہستی کا مالک کیوں نہ ہو۔ نبی کا الہام قطعی، واضح اور غیر مبہم ہوتا ہے۔ دین میں حُجت ہوتا ہے اور اس کی اشاعت و تبلیغ نبی پر واجب ہوتی ہے۔ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا عَلٰی رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ. جان لو، ہمارے رُسول پر صرف کھول کر پیغام پہنچا دینا ہے (۵/۹۲)

ج۔ رُویائے صادقہ:۔ انبیاء کرام کے علاوہ دُوسرے بندوں کو بھی سچے خواب آتے ہیں فرق یہ ہے کہ نبی کا خواب قطعی ہوتا ہے۔ شک وشُبہ کی کوئی گنجائش نہیں ہوتی۔ غیر نبی کے خواب میں قطعیت نہیں پائی جاتی۔

۲۔ تکلیم الٰہی:۔

اس صُورت میں اللہ تعالیٰ بغیر واسطہ کے خود نبی سے ہم کلام ہوتا ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پسِ پردہ کلام فرمایا اور حضور سرورِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے معراج کی رات دوبدو۔

موسیٰ زہوش رفت بیک پر تو صفات
تُو عین ذات می نگری در تبسمی

۳۔ ارسالِ مَلَکْ:۔

اس صورت میں فرشتہ اللہ تعالیٰ کا پیغام لے کر نازل ہوتا ہے۔ اس وحی کے لئے تنزیل کا لفظ بھی مستعمل ہے۔ وَاِنَّهٗ لَتَنْزِیْلُ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ o نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِیْنُ o اور وہ یقیناً رب العالمین کی تنزیل ہے جس کے ساتھ جبریلِ امین نازل ہوئے۔

(سورۃ الشعراء آیت ۱۹۲،۱۹۳)

(یہ تفصیل "تعارفِ قرآن" از پروفیسر محمد اقبال صاحب سے لی گئی ہے)

وحی کی مندرجہ بالا بحث ونظر سے معلوم ہوا کہ وحی کی قطعی اقسام صرف نبی کے ساتھ مخصوص ہیں۔ غیر نبی کے لئے وحی کا لفظ صرف لغوی معنیٰ میں رائج ہے۔ نبی ساری عمر اسی وحی قطعی پہ چلتا ہے۔ فرمایا:۔

اِتَّبِعْ مَآ اُوْحِیَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ ج لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ج اس پر چلو جو تمہارے رب کی طرف سے وحی ہوتی ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں (سورۃ الانعام آیت ۱۰۶)

قُلْ اِنَّمَآ اَتَّبِعُ مَا یُوْحٰٓی اِلَیَّ مِنْ رَّبِّیْ تم فرماؤ میں تو اسی کی پیروی کرتا ہوں جو میری طرف میرے رب سے وحی ہوتی ہے (سورۃ الاعراف آیت ۲۰۳)

وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی ٥ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی ٥ اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے، وہ تو نہیں مگر وحی جو انہیں کی جاتی ہے (سورۃ النجم آیت ۳،۴)

فَاسْتَمْسِکْ بِالَّذِیْٓ اُوْحِیَ اِلَیْکَ ج اِنَّکَ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ٥ تو مضبوطی سے تھامے رہو اسے جو تمہاری طرف وحی کی گئی، بے شک تم سیدھی راہ پر ہو۔

(سورۃ الزخرف آیت ۴۳)

اس وحی کی بھی اللہ تعالیٰ حفاظت فرماتا اور اپنے پیارے پیغمبر کی بھی وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِکَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِیٍّ اِلَّآ اِذَا تَمَنّٰٓی اَلْقَی الشَّیْطٰنُ فِیْٓ اُمْنِیَّتِهٖ ج فَیَنْسَخُ اللّٰهُ مَا یُلْقِی الشَّیْطٰنُ ثُمَّ یُحْکِمُ اللّٰهُ اٰیٰتِهٖ اور ہم نے تم سے پہلے جتنے رسول یا نبی بھیجے سب پر یہ واقعہ گزرا ہے کہ جب انہوں نے پڑھا تو شیطان نے ان کے پڑھنے میں لوگوں پر کچھ اپنی طرف سے ملا دیا۔ تو مٹا دیتا ہے اللہ اس شیطان کے ڈالے ہوئے کو، پھر اللہ اپنی آیتیں پکی کر دیتا ہے۔ (سورۃ الحج آیت ۵۲)

یہ پیغمبرِ آخر الزماں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہ نازل ہونے والی وحی کا عظیم اعجاز ہے

کہ اللہ تعالیٰ نے اسے حفظ دوام عطا فرمایا: اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوۡنَ.
(بے شک ہم نے اس ذکر کو نازل فرمایا اور ہم ہی اس کی حفاظت فرمانے والے ہیں) اِسی امرِ قطعی کی دلیل ہے۔ تورات، زبور اور انجیل میں انبیاء کرام حضرات موسیٰ، داؤد، عیسیٰ علیہم السلام کے بعد تحریف کردی گئی مگر قرآنِ حکیم آج بھی روزِ اوّل کی طرح ہر قسم کے تغیر و تبدل سے پاک ہے۔

وجاہت پیغمبر:

تاریخِ عالم کا مطالعہ کر کے دیکھیں تو معلوم ہو گا کہ ہر دور میں صاحبِ نبوت سارے زمانے سے نرالی وجاہت وشوکت کا مالک ہوتا ہے وہ صاحبِ عزت ہے اور اُس کے تابع فرمان بھی عزت والے بن جاتے ہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:۔ وَلِلّٰهِ الۡعِزَّةُ وَلِرَسُوۡلِهٖ وَلِلۡمُؤۡمِنِيۡنَ وَلٰكِنَّ الۡمُنٰفِقِيۡنَ لَا يَعۡلَمُوۡنَ بے شک عزت تو اللہ اور اُس کے رسول اور اہلِ ایمان کے لئے ہے مگر منافق لوگ اس کو نہیں جانتے۔ (وہ یہی کہتے ہیں کہ ہر چھوٹا بڑا اللہ کے نزدیک ذرہ ناچیز سے بھی کمتر ہے) قرآنِ پاک میں جابجا انبیاء کرام کے تذکرے منقول ہیں اور وہ اُن کی شوکت کا اعلان بڑے اہتمام کے ساتھ فرماتا ہے۔

حضرت آدم علیہ السلام کی وجاہتِ علمی کے بارے میں ارشاد ہے۔

وَعَلَّمَ اٰدَمَ الۡاَسۡمَآءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمۡ عَلَى الۡمَلٰٓئِكَةِ فَقَالَ اَنۡۢبِـُٔوۡنِىۡ بِاَسۡمَآءِ هٰٓؤُلَآءِ اِنۡ كُنۡتُمۡ صٰدِقِيۡنَ ٥ اور اللہ تعالیٰ نے آدم کو تمام اشیاء کے نام سکھائے پھر سب اشیاء فرشتوں پر پیش کر کے فرمایا، سچے ہو تو ان کے نام تو بتاؤ۔

(سورۃ البقرہ آیت ۳۱)

فرشتوں نے لَا عِلۡمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمۡتَنَا (ہمیں کچھ علم نہیں جتنا کہ تو نے ہمیں

سکھایا) کہہ کر حضرت آدم علیہ السلام کی وجاہتِ علمی کا اعتراف کرلیا اور جواُن پر اللہ تعالیٰ کی خاص عنایت تھی اُس کو تہِ دل سے تسلیم کرلیا۔ اب سب جانتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام کی ان وجاہتوں کا انکار کرنے والا ''عابد و زاہد'' ہونے کے باوجود کس ذلت میں ہمیشہ کے لئے پھینک دیا گیا۔ جگہ جگہ اللہ کریم نے اپنے انبیاء کرام کی وجاہت کا یوں ذکر فرمایا:۔

اِنَّ اللّٰہَ اصۡطَفٰۤی اٰدَمَ وَ نُوۡحًا وَّ اٰلَ اِبۡرٰہِیۡمَ وَ اٰلَ عِمۡرٰنَ عَلَی الۡعٰلَمِیۡنَ.

بے شک اللہ نے چُن لیا آدم اور نوح اور آلِ ابراہیم اور آلِ عمران کو سارے جہان سے۔ (سورۃ آلِ عمران آیت ۳۳)

قَالَ یٰمُوۡسٰۤی اِنِّی اصۡطَفَیۡتُکَ عَلَی النَّاسِ بِرِسٰلٰتِیۡ وَ بِکَلَامِیۡ.

فرمایا اے موسیٰ! میں نے تجھے اپنی رسالتوں اور اپنے کلام کے لئے تمام انسانوں سے چُن لیا۔

(سورۃ الاعراف آیت ۱۴۴)

وَتِلۡکَ حُجَّتُنَاۤ اٰتَیۡنٰہَاۤ اِبۡرٰہِیۡمَ عَلٰی قَوۡمِہٖ ؕ نَرۡفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنۡ نَّشَآءُ ؕ اِنَّ رَبَّکَ حَکِیۡمٌ عَلِیۡمٌ ۝ وَوَہَبۡنَا لَہٗۤ اِسۡحٰقَ وَیَعۡقُوۡبَ ؕ کُلًّا ہَدَیۡنَا ۚ وَ نُوۡحًا ہَدَیۡنَا مِنۡ قَبۡلُ وَمِنۡ ذُرِّیَّتِہٖ دَاوٗدَ وَ سُلَیۡمٰنَ وَ اَیُّوۡبَ وَ یُوۡسُفَ وَ مُوۡسٰی وَ ہٰرُوۡنَ ؕ وَ کَذٰلِکَ نَجۡزِی الۡمُحۡسِنِیۡنَ ۝ وَ زَکَرِیَّا وَیَحۡیٰی وَ عِیۡسٰی وَ اِلۡیَاسَ ؕ کُلٌّ مِّنَ الصّٰلِحِیۡنَ ۝ وَاِسۡمٰعِیۡلَ

وَالْيَسَعَ وَ يُوْنُسَ وَ لُوْطًا ط وَكُلًّا فَضَّلْنَا عَلَى الْعٰلَمِيْنَ o

اور یہ ہماری دلیل ہے کہ ہم نے ابراہیم کو اس کی قوم عطا فرمائی، ہم جسے چاہیں درجوں بلند کریں۔ بے شک تمہارا رب علم و حکمت والا ہے۔ اور ہم نے انہیں اسحٰق اور یعقوب عطا کیے، ان سب کو ہم نے راہ دکھائی اور ان سے پہلے نوح کو راہ دکھائی اور اس کی اولاد میں سے داؤد اور سلیمان اور ایوب اور یوسف اور موسیٰ اور ہارون کو۔ اور ہم ایسا ہی اجر دیتے ہیں نیکو کاروں کو۔ اور زکریا اور یحییٰ اور عیسیٰ اور الیاس کو، یہ سب ہمارے قرب کے لائق ہیں۔ اور اسماعیل اور یسع اور یونس اور لوط کو، اور ہم نے ہر ایک کو تمام جہانوں پر بزرگی عطا فرمائی۔ (سورۃ الانعام آیت ۸۳ تا ۸۶)

اب ملاحظہ فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے برگزیدہ نبیوں پر کیسے کیسے انداز سے سلام بھیج رہا ہے۔

سَلٰمٌ عَلٰى اِبْرٰهِيْمَ o سلام ہو ابراہیم پر۔

(سورۃ الصّٰفّٰت آیت ۱۰۹)

سَلٰمٌ عَلٰى مُوْسٰى وَ هٰرُوْنَ o سلام ہو موسیٰ و ہارون پر۔

(ایضاً آیت ۱۲۰)

سَلٰمٌ عَلٰى اٰلِ يَاسِيْنَ o سلام ہو الیاس پر۔ (ایضاً آیت ۱۳۰)

ان سلاموں سے پہلے اور آخر میں ان نبیوں کی عظمتوں کو بڑے عمدہ پیرائے میں بیان فرمایا ہے:۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں فرمایا:۔ وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ

اِبْرَاهِیْمَ اِنَّہٗ کَانَ صِدِّیْقًا نَبِیًّا. کتابِ پاک میں ابراہیم کو یاد کرو بے شک وہ سچے پیغمبر تھے۔ ایک مقام پر انہیں اَوَّاہٌ حَلِیْمٌ کے لقب سے یاد فرمایا کَانَ حَنِیْفًا مُسْلِمًا بھی انہیں کا نام ہے یعنی ہر باطل سے جدا رہنے والا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں فرمایا:۔ وَجِیْھًا فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ دُنیا و آخرت میں وجاہت والے۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام کے بارے میں فرمایا:۔ مُصَدِّقاً بِکَلِمَۃٍ مِّنَ اللّٰہِ وَ سَیِّدًا وَّ حَصُوْرًا وَّ نَبِیًّا مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ. اللہ کی طرف سے ایک کلمہ کی تصدیق کرنے والے، سردار، عورتوں سے بچنے والے اور صالح نبی۔ (آلِ عمران)

سُورۃ الشعراء میں کچھ انبیاء کرام کا تذکرہ ہے۔ ان کی قومیں ان کو جھٹلایا کرتیں تو وہ جواب دیا کرتے اِنِّیْ لَکُمْ رَسُوْلٌ اَمِیْنٌ بے شک میں تمہارے پاس اللہ کا بھیجا گیا امانت دار ہوں۔ معلوم ہوا کہ نبی وجاہت و امانت والا ہوتا ہے جبکہ اہلِ کفر اس کی ان خصوصیات کا انکار کردیتے ہیں۔

پھر ہمارے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام تو اچھوتی شان کے مالک ہیں، تمام وجاہتیں، تمام عظمتیں، تمام رفعتیں اللہ تعالٰے نے اپنے محبوبِ کریم کو عطا فرمائیں۔ اِنَّـآ اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ بے شک ہم نے آپ کو خیرِ کثیر عطا فرمائی۔ وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ اور ہم نے آپ کا ذکر آپ کے لئے بلند کردیا۔ عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا عنقریب آپ کا رب تعالیٰ آپ کو مقامِ محمود پر فائز کرے گا۔ وَلَلْاٰخِرَۃُ خَیْرٌ لَّکَ مِنَ الْاُوْلٰی بے شک پچھلی گھڑی آپ کے لئے پہلی گھڑی سے بہتر ہے۔ وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

حضور اللہ کا احسانِ عظیم ہیں۔

حضور اللہ کی نعمتِ عظمیٰ ہیں۔

حضور اللہ کا ذکرِ عظیم ہیں۔

محبوبِ مکرم ہیں، رسولِ کریم ہیں۔

یہ تمام اُمورِ وجاہت تو بالکل صریحاً آیاتِ قرآنی سے ثابت ہیں۔ نجانے معترضین کو یہ آیاتِ قدسیہ کیوں دکھائی نہیں دیتیں؟ ایسی دلیلوں کے ہوتے ہوئے بھی انبیاء کرام خصوصاً محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عظمت کا انکار وہی کرسکتا ہے جس کی عقل ودانش کا جنازہ نکل گیا ہو۔ ان کی بارگاہِ قدسیہ کو عرشِ عظیم بھی سلامی پیش کرتا ہے ان کے گھر کا پانی بھرنا ملائکہ کرام اپنے لئے باعثِ تکریم سمجھتے ہیں۔ ان کی زیارتِ ظاہری سے عام انسان مقامِ صحابیت پر فائز ہو جاتا ہے۔ یہ اہلِ انعام ہیں اور اہلِ انعام کے راستے پر گامزن ہونے کی دعا ہر اہلِ اسلام ہر نماز میں مانگتا ہے صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ان کے راستے پر چلا جن پر تو نے اپنا انعام فرمایا۔ کیا کسی "چوڑے چمار" پر بھی اللہ تعالےٰ نے انعام فرمایا جوان مبارک ہستیوں کو "تقویۃ الایمان" میں منکرین کے امام[1] نے اُس سے کمتر لکھا ہے۔ اور آج تک یہ لوگ ایسی کفریہ عبارتوں کو شائع کرتے چلے آرہے ہیں۔

عقل ہوتی تو خدا سے نہ لڑائی لیتے

یہ گھٹائیں اُسے منظور بڑھانا تیرا

علوم پیغمبر:

اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبر کو علمِ غیب کی دولت بھی عطا فرماتا ہے۔ علمائے لغت نے تو نبی کا معنیٰ ہی "غیب کی خبریں دینے والا" بیان کیا ہے۔ اب قرآنِ حکیم کی مندرجہ ذیل آیاتِ قدسیہ پر غور کیجئے۔

---

[1] مولوی اسماعیل دہلوی

فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖۤ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ پس اللہ اپنا غیب کسی پر ظاہر نہیں فرماتا مگر اپنے پسندیدہ رسول پر (فرماتا ہے) (سورۃ الجن)

مَا كَانَ اللّٰهُ لِیُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَیْبِ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ یَجْتَبِیْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ یَّشَآءُ

اللہ کی یہ شان نہیں کہ تمہیں علم غیب عطا کرے ہاں وہ چن لیتا ہے اپنے رسولوں میں سے جسے چاہے۔ (سورۃ آل عمران)

حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ

میں اللہ کی طرف سے وہ علم رکھتا ہوں جو تم نہیں رکھتے۔ (سورۃ الاعراف)

حضرت یعقوب علیہ السلام نے بھی یہی ارشاد فرمایا ''میں اللہ کی طرف سے وہ کچھ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔ (سورۃ یوسف)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا وَ اُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَ مَا تَدَّخِرُوْنَ فِیْ بُیُوْتِكُمْ

میں تمہیں خبر دیتا ہوں جو تم کھا کر آئے ہو اور جو کچھ تم گھروں میں چھپا کر آئے ہو۔

اللہ کریم نے ہمارے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں ارشاد فرمایا وَ عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ

اور ہم نے تمہیں وہ کچھ سکھا دیا جو تم نہیں جانتے تھے

(سورۃ النساء)

وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٍ.

اور یہ نبی غیب بتانے میں بخیل نہیں (سورۃ التکویر)

ہر چیز کا علم قرآن پاک میں موجود ہے (وَلَا رَطْبٍ وَلَا يَابِسٍ إِلَّا فِي كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ) اور اس قرآنِ پاک کو ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جانتے ہی نہیں بلکہ امت کو اس کی تعلیم بھی دیتے ہیں (وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ اور انہیں کتاب کی تعلیم دیتے ہیں) اگر کوئی معلم کتاب سے پوری طرح واقف ہی نہیں تو وہ دوسروں کو کیسے اس کی تعلیم دے سکے گا، معلوم ہوا کہ آپ ہر چیز کا کما حقہٗ ادراک رکھتے ہیں اور آپ کی ہی وجہ سے ساری امتِ مرحومہ قرآنِ پاک سے منور ہوتی آ رہی ہے۔ان کے علاوہ اور بھی آیاتِ مبارکہ موجود ہیں جن کی روشنی میں یہ تصور ابھرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نبی علمِ غیب بھی جانتے ہیں اور علمِ شہادت بھی۔

تکریمِ بارگاہِ نبوت:

ایمان اور اسلام کی رُوح نبی کی تعظیم وتوقیر اور اس کی بارگاہ کے آداب کو ملحوظِ خاطر رکھنا ہے۔گستاخِ بارگاہِ نبوت کبھی بھی ایمان واسلام کی دولتِ بے بہا سے مشرف نہیں ہوسکتا۔قرآنِ پاک فرماتا ہے:۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَ

رَسُوْلِہٖ وَاتَّقُوا اللّٰہَ ط اِنَّ اللّٰہَ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ o یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَکُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَ لَا تَجْھَرُوْا لَہٗ بِالْقَوْلِ کَجَھْرِ بَعْضِکُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُکُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ o

اے ایمان والو! اللہ اور رسول سے آگے نہ بڑھو۔ اور اللہ سے ڈرو۔ بے شک اللہ سنتا جانتا ہے۔ اے ایمان والو! اپنی آوازیں اونچی نہ کرو۔ اس غیب بتانے والے نبی کی آواز سے اور ان کے حضور بات چلا کر نہ کرو۔ جیسے ایک دوسرے کے سامنے چلاتے ہو کہ کہیں تمہارے عمل ضائع نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر تک نہ ہو۔

(سورۃ الحجرات)

معلوم ہوا کہ بارگاہِ نبوت میں ادنیٰ سی توہین کفر ہے اور کفر سے اعمال اکارت ہو جاتے ہیں۔ قرآنِ پاک میں واضح طور پر موجود ہے:۔

لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰہِ وَ رَسُوْلِہٖ وَ تُعَزِّرُوْہُ وَ تُوَقِّرُوْہُ۔

تاکہ اے لوگو تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لے آؤ اور رسول کی تعظیم و توقیر کرو۔ (سورۃ الفتح آیت ۹)

ایک جگہ اور فرمایا:۔

لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَیْنَکُمْ کَدُعَآءِ بَعْضِکُمْ بَعْضًا۔

رسول کے پکارنے کو آپس میں ایسا نہ ٹھہراؤ۔ جیسا تم ایک دوسرے کو پکارتے ہو۔ (سورۃ النور ۶۳)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم کے بارے میں پیش گوئی فرمائی تھی۔

وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِیْ اُنْزِلَ مَعَہٗ اُولٰٓئِکَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ

اور "جو" اس کی تعظیم کریں اور اسے مدد دیں اور اس نور کی پیروی کریں جو اس کے ساتھ اترا وہی بامراد ہوں گے۔

(سورۃ الاعراف ۱۵۷)

قرآن پاک میں یہ تصور بھی ملتا ہے کہ اللہ کے نبی کو ستانا باعث عذاب ہے۔

وَالَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰہِ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ.

اور جو رسول اللہ کو ایذا دیتے ہیں۔ ان کے لئے دردناک عذاب ہے (سورۃ التوبہ ۶۱)

سورۃ الاحزاب میں ایسے لوگوں کے لئے ارشاد ہے:۔

لَعَنَهُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ.

ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا وآخرت میں (آیت ۵۷)

انہیں آیات کو مدنظر رکھتے ہوئے صحابہ کرام، اولیائے عظام اور علمائے اعلام نے شاتم رسالت اور گستاخ نبوت کی سزا قتل قرار دی ہے کیونکہ ایسے بدبخت انسان کا رشتہ ایمان سے منقطع ہو جاتا ہے۔

نبی کی عطا، اللہ کی عطا ہے:

قرآن پاک نے واضح فرمایا کہ اگر کسی خوش نصیب کو اللہ کا نبی کچھ عطا فرماتا ہے تو یہ درحقیقت اللہ ہی کی عطا ہے۔ اللہ ہی کا فضل وکرم ہے۔ یہ شرک وکفر نہیں۔ بلکہ اللہ نے

اپنی عطا کے ساتھ ساتھ اپنے نبی کی عطا کا بھی ذکر فرمایا۔ ملاحظہ فرمائیں

اَنْ اَغْنٰھُمُ اللّٰہُ وَ رَسُوْلُہ مِنْ فَضْلِہٖ

اللہ اور اس کے رسول نے اپنے فضل سے انہیں غنی کر دیا

(توبہ)

فرمایا وَلَوْ اَنَّھُمْ رَضُوْ مَا اٰتٰھُمُ اللّٰہُ وَ رَسُوْلُہٗ

اور کیا تھا اگر وہ اللہ اور اس کے رسول کی عطا پر راضی ہو

جائے۔ (التوبہ)

فرمایا اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاَنْعَمْتَ عَلَیْہِ

اللہ نے اس آدمی پر انعام فرمایا اور اے نبی تو نے بھی اس

پر انعام فرمایا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو قاسمِ نعمت بنا کر بھیجا اور آپ کے صدقہ سے دیگر انبیاء و اولیاء بھی صاحبانِ عطا ہوئے۔ یہ اہل اللہ دنیا و آخرت میں اختیارات کے مالک بنائے گئے ہیں۔ قرآنِ پاک فرماتا ہے:۔

وَلَقَدْ کَتَبْنَا فِی الزَّبُوْرِ مِنْ بَعْدِ الذِّکْرِ اَنَّ الْاَرْضَ

یَرِثُھَا عِبَادِیَ الصّٰلِحُوْنَ۔

اور بے شک ہم نے زبور میں نصیحت کے بعد لکھ دیا کہ

اس زمین کے وارث میرے نیک بندے ہوں گے۔ (الانبیاء)

یہ آیہ قدسیہ بتا رہی ہے کہ اگر اہل اللہ وارث بنائے گئے ہیں تو پھر یقیناً ان کے دربار میں جانے والا نیاز کیش خالی ہاتھ واپس نہیں آئے گا۔ یہ ان کی شان کے خلاف ہے۔

ہے اُن کے واسطے کے خدا کچھ عطا کرے

حاشا غلط غلط یہ ہوس بے بصر کی ہے

نبی کا حکم، اللہ کا حکم ہے:

بعض حضرت کا یہ خارجیوں اور باغیوں والا نظریہ ہے کہ اللہ کے حکم کے سوا کسی کا حکم نہیں یا یوں کہتے ہیں کہ اللہ کے سوا کسی کو نہ مان۔ حالانکہ قرآن کے تصورِ نبوت میں یہ بات بالکل روشن ہے کہ نبی کا حکم ماننا اہلِ ایمان کے لئے ایسے ہی ہے جیسے اللہ کا حکم ماننا۔ ذرہ برابر بھی فرق ڈالنے والا تباہ و برباد ہو جاتا ہے۔ فرمایا

فَلَا وَرَبِّکَ لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوْکَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَهُمْ ثُمَّ لَا یَجِدُوْا فِیْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَیْتَ وَ یُسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا.

اے نبی تمہارے رب کی قسم وہ ایماندار نہیں ہو سکتے۔ جب تک آپس کے جھگڑے میں تمہیں حاکم نہ بنائیں۔ پھر جو کچھ تم حکم صادر فرماؤ۔ اپنے دلوں میں اس سے رکاوٹ نہ پائیں اور جی سے مان لیں۔ (سورۃ النساء ۶۵)

فرمایا:۔ وَمَا کَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَی اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗٓ اَمْرًا اَنْ یَّکُوْنَ لَهُمُ الْخِیَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ط

اور کسی مومن اور مومنہ کو یہ نہیں پہنچتا کہ جب اللہ اور رسول کچھ حکم فرمائیں تو انہیں اپنے معاملہ کا کچھ اختیار رہے۔

(سورۃ الاحزاب ۳۶)

فرمایا اے ایمان والو!

اِسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَ لِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ.

اللہ اور اس کے رسول کے بلانے پر حاضر ہو جب رسول تمہیں اس چیز کے بارے میں بلائیں جو تمہیں زندگی بخشے گی۔

(سورۃ الانفال ۲۴)

نبی کا عمل، اللہ کا عمل ہے:

بیعتِ رضوان میں حضور نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم نے صحابہ کرام علیہم الرضوان کی قصاصِ عثمانِ غنی (رضی اللہ تعالےٰ عنہ) پہ بیعت لی تو خدا تعالےٰ نے اس عمل کو اپنی طرف منسوب کیا۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ.

وہ جو بیعت کرتے ہیں وہ تو اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے۔

ہجرتِ مدینہ کے موقع پر آپ نے کنکریاں کفارِ مکہ کی طرف پھینکیں تو اس عمل کو بھی خدا تعالیٰ نے اپنا عمل قرار دیا۔

وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى.

اے نبی تم نے وہ کنکریاں نہیں پھینکیں مگر پھینکیں تو اللہ نے پھینکیں ہیں۔

اسی طرح جب اللہ کا پیغمبر کلام فرماتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کلام کو اپنی طرف

منسوب فرماتا ہے۔

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى. اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى

اور نبی اپنی مرضی سے نہیں بولتا مگر اللہ کی وحی کے مطابق بولتا ہے۔

اسی طرح نبی کی رضا اللہ کی رضا قرآن کے تصورِ نبوت سے ثابت ہے۔

بارگاہِ نبی، بارگاہِ کبریا ہے:

قرآنِ پاک نے غلامانِ مصطفےٰ کو ارشاد فرمایا:۔ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَآؤُوْكَ......

اگر وہ گناہ کریں، اے نبی تیری بارگاہ میں حاضر ہو کر معافی چاہیں اور تو ان کی شفاعت چاہے تو ان کی شفاعت کرے تو ضرور اللہ کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں گے۔

ایک جگہ ارشاد فرمایا:۔

قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ.

فرمادیجئے اے میرے غلامو! اگر اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھو تو اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہونا۔

اللہ کی رحمت کیا ہے؟

ازروئے قرآن ہمارے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی اللہ کی رحمت کے مظہرِ کامل ہیں:۔

وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ

اور ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا۔

اور فرمایا وَبِالْمُؤْمِنِیْنَ رَؤُوْفٌ رَّحِیْمٌ

اہلِ ایمان کے لئے رافت ورحمت کا پیکر ہیں۔

معلوم ہوا کہ آپ کی رافت ورحمت اللہ کی رافت ورحمت ہے اور آپ کی بارگاہ اللہ کی بارگاہ ہے۔

بخدا خدا کا یہی ہے در نہیں اور کوئی مفر مقر
جو وہاں سے ہو یہیں آ کے ہو جو یہاں نہیں وہ وہاں نہیں

(اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قبل تمام انبیاء کرام کی بارگاہیں بھی اللہ کی بارگاہ کا پرتو ہوا کرتی تھیں۔ جس نے ان اہلِ نبوت کو چھوڑ کر زندگی بسر کرنے کی کوشش کی وہ ناکام رہا۔ اور ظن وتخمین کے گہرے اندھیروں میں ڈوب کر رہ گیا۔ گویا ہر دور میں انسان کی کامیابی کا راز بارگاہِ نبوت کے ساتھ وابستگی میں ہی پوشیدہ رہا ہے۔ اور دراصل یہی رُوحِ ایمان بھی ہے۔

تبرکاتِ نبوت:

صاحب نبوت سراپا برکت ہوتا ہے۔ جو چیز اس کے جسمِ اطہر کے ساتھ منسوب ہو جاتی ہے وہ بھی باعثِ برکت بن جاتی ہے حجازِ مقدس کا ذرہ ذرہ اور بیت المقدس کا چپہ چپہ اس لئے قابلِ تعظیم ہے کہ وہاں اللہ تعالیٰ کے پیارے انبیاء کرام علیہم السلام جلوہ گر ہوئے اور ان مقامات کو عزت وشرف کی دولت عطا کی۔ قرآن کریم نے تبرکاتِ نبوت

کے تصور کو بھی تفصیل کے ساتھ اجاگر کیا ہے۔ سورۃ یوسف میں ہے کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے والد ماجد حضرت یعقوب علیہ السلام کے بارے میں سنا کہ وہ ان کی ہجر وفراق میں رو رو کر ظاہری آنکھوں کی روشنی کھو بیٹھے ہیں۔ تو آپ نے اپنے بھائیوں سے فرمایا:۔

اِذْهَبُوْا بِقَمِيْصِيْ هٰذَا فَاَلْقُوْهُ عَلٰى وَجْهِ اَبِيْ يَاْتِ بَصِيْرًا۔

میرا یہ قمیض لے جاؤ اور ابا حضور کی آنکھوں پر لگاؤ۔ ان کی آنکھیں کھل جائیں گی۔

معلوم ہوا کہ مقبولانِ بارگاہ کے تبرکات میں بھی یہ اثر ہوتا ہے کہ وہ باعثِ شفا اور دافعِ بلا ہوتے ہیں۔ حیرت ہے جو خالقِ مطلق حکیم کی دوائی میں شفا ڈال سکتا ہے وہ اپنے محبوب بندے کے تبرک میں شفا نہیں ڈال سکتا؟ یہی وہ مسئلہ ہے جو عقل کے اندھوں کو معلوم نہیں ہو سکتا۔

سُورۃ صٓ میں ہے کہ حضرت ایوب صابر علیہ السلام بیمار ہو گئے۔ ایک طویل عرصہ اسی حالت میں رہے۔ آخر اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہوا۔

اُرْكُضْ بِرِجْلِكَ هٰذَا مُغْتَسَلٌۢ بَارِدٌ وَّ شَرَابٌ

زمین پر پاؤں مارو۔ یہ ہے ٹھنڈا چشمہ نہانے اور پینے کو۔

آپ نے اس ٹھنڈے چشمے سے پانی لے کر غسل کیا اور اسے پیا تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو شفا عطا فرمائی۔ وہ چشمہ بھی تو آپ کے قدموں کی برکت تھی اور حضرت کا تبرک تھا۔ جسے اللہ تعالیٰ نے باعثِ شفا بنا دیا۔ اسی طرح آبِ زم زم شریف بھی ایک معصوم پیغمبر علیہ السلام کے قدموں کا ''دھوون'' ہے۔ جسے تمام مسلمان اپنی رُوحانی وجسمانی بیماریوں کا

علاج سمجھتے ہیں۔ قرآنِ پاک میں تبرکاتِ نبوت کا ایک اور واضح بیان موجود ہے۔ بنی اسرائیل کے پاس ایک صندوق تھا۔ جس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام کے تبرکات محفوظ تھے۔ دورانِ جنگ وہ صندوق اسلامی عسا کر کے آگے آگے رہتا اور اللہ کریم اس کی برکت سے اہلِ اسلام کو فتح ونصرت کے مواقع عطا فرماتا۔ بعد میں بنی اسرائیل کی نااہلی کی وجہ سے وہ صندوق کھو گیا اور ان پر سختیوں کا وقت مسلط کر دیا گیا۔ پھر جب جالوت نامی بادشاہ سے جہاد کا وقت آیا تو حضرت شموئیل علیہ السلام نے طالوت نامی نوجوان کو بنی اسرائیل کا سردار اور سپہ سالار مقرر فرمایا اور اس کی سرداری اور سپہ سالاری کی دلیل وہی صندوق ٹھہرایا جو اُن سے کھو چکا تھا۔ اللہ کریم کے حکم سے فرشتے وہ صندوق لے کر بارگاہِ نبوت میں حاضر ہو گئے۔ قرآنی تصریح ملاحظہ فرمائیں۔

وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ اِنَّ اٰيَةَ مُلْكِهٖٓ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ التَّابُوْتُ فِيْهِ سَكِيْنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ بَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ اٰلُ مُوْسٰى وَاٰلُ هٰرُوْنَ تَحْمِلُهُ الْمَلٰٓئِكَةُ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ. (البقرہ:۲۴۸)

اور ان سے ان کے نبی نے فرمایا اس (طالوت) کی بادشاہی کی نشانی یہ ہے کہ آئے تمہارے پاس صندوق جس میں تمہارے رب کی طرف سے دلوں کا چین ہے اور کچھ بچی ہوئی چیزیں ہیں۔ معزز موسیٰ اور معزز ہارون کے ترکہ کی اُٹھاتے لائیں گے اُسے فرشتے، بے شک اس میں بڑی نشانی ہے تمہارے لئے اگر ایمان رکھتے ہو۔

مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ صندوق میں انبیاء کرام علیہم السلام کی قدرتی

تصویریں، توریت کی تختیاں، موسیٰ علیہ السلام کا عصا، کپڑے اور نعلین مبارک اور حضرت ہارون علیہ السلام کا عمامہ شریف اور کچھ من کے ٹکڑے رکھے ہوئے تھے۔ان تبرکات کی وجہ سے مسلمان ہر میدان میں کامران ہوتے اور کامیابی کے پرچم لہراتے تھے۔

سورۃ طٰہٰ میں واقعہ منقول ہے کہ سامری نے ایک بچھڑا بنایا اور اس پر جبرائیل علیہ السلام کے گھوڑے کے قدموں کی مٹی ڈال دی۔

فَقَبَضْتُ قَبْضَةً مِّنْ اَثَرِ الرَّسُوْلِ فَنَبَذْتُهَا.

تو ایک مٹھی بھر لی فرشتے کے نشان سے پھر اسے ڈال دیا۔

(آیت ۹۶)

اسی مٹی کا یہ اثر ہوا کہ اس بے جان بچھڑے میں جان پیدا ہوگئی اور سامری نے اس کو خدا بنالیا۔ (معاذ اللہ) اس واقعہ سے حضرت جبریل علیہ السلام کے فیوض تو ظاہر ہو گئے۔بس فرق اتنا رہا کہ اہلِ ایمان اس سے اور طرح فائدہ اٹھاتے ہیں۔اور اہلِ کفر اوّل تو ان فیوض کو مانتے نہیں اور اگر مانیں بھی تو اسے گمراہی کا ایک ذریعہ بنالیتے ہیں۔

صفاتِ نبوت

صاحبِ نبوت اپنی ذاتِ اور صفات کے اعتبار سے تمام اہلِ جہان سے منفرد اور نرالے مقام پر فائز ہوتا ہے جیسے اس کی ذات، ذاتِ واجب کی دلیل ہوتی ہیں۔ویسے ہی اس کی صفات، صفاتِ واجب کی دلیل ہوتی ہیں۔ہمارے اس مؤقف کی تائید قرآنِ پاک کی متعدد آیاتِ مبارکہ سے ہوتی ہے۔

نبی کی سماعت:

(۱) حضرت سلیمان علیہ السلام نے تین میل کے فاصلہ سے چیونٹی کی آواز سنی اور

فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا مِّنْ قَوْلِهَا اور اس کے قول پر مسکرا دیئے (نمل)

تین میل سے چیونٹی کی آواز سننا یقیناً سماعت نبی کا کام ہے یا اس کے خوانِ نعمت کے کسی پروردہ غلام کا۔ اسی مقام پر یہ مسئلہ بھی حل ہو جاتا ہے کہ اگر حضرت سلیمان علیہ السلام تین میل سے چیونٹی کی غیر محسوس آواز سن سکتے ہیں تو پھر ہمارے آقا علیہ الصلوٰۃ والتسلیم بھی غلاموں کا پڑھا جانے والا دُرود پاک سُن سکتے ہیں۔ اگر کوئی کہے کہ زندہ کی سماعت پر مُردہ کی سماعت کو کیسے قیاس کیا جا سکتا ہے؟ تو ہم عرض کریں گے کہ ہمارا محبوب بھی زندہ ہے۔ جو ان کو مُردہ تصور کرے وہ خود مُردہ ہے۔ اس کی عقل و شعور کا جنازہ نکلا ہوا ہے۔

نبی کا تصرف:

(۲) صاحب نبوت اللہ کے عطا کردہ اختیار سے صاحب تصرف ہوتا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مٹی کا پرندہ بناتے اور پھونک مار کر اُڑا دیتے۔ مُردوں کو زندہ کرتے اور اندھوں کو آنکھیں دیتے اور برص والوں کو شفاء دیتے۔ اللہ تعالےٰ نے یہ تمام تصرفات اپنے پیارے نبی کو عطا فرما رکھے تھے حضرت سلیمان علیہ السلام کے حکم سے ہواؤں کا رُخ مُڑ جاتا۔ حضرت داؤد علیہ السلام کے ہاتھ میں لوہا موم کی طرح پگھل جاتا۔ اسی طرح عصائے کلیم کے حیران کُن واقعات بھی صفحاتِ قرآنِ کریم کی زینت بنے ہُوئے ہیں۔ حضرت خلیل علیہ السلام کی آواز پر ٹکڑوں میں بٹے ہُوئے پرندے زندہ ہو کر دوڑے ہوئے چلے آتے ہیں۔ (البقرہ)

کہیں زندہ اُونٹنی خشک پہاڑ کے پیٹ سے جنم لے رہی ہے۔ صاحب نبوت تو مرتبۂ کمال کا حامل ہوتا ہے۔ اس کے صحابی کا تذکرہ قرآنِ پاک میں ملتا ہے کہ سینکڑوں میل دور سے تختِ بلقیس آنکھ جھپکنے سے پہلے بارگاہِ سلیمان میں حاضر کر دیتا ہے (النمل)

یہ سب کچھ اللہ تعالےٰ کا فضل و کرم ہے اور اسی کے عطا کردہ تصرفات و کمالات ہیں۔ مگر نجانے بعض کم عقلوں کو کیا ہو گیا جو ہر وقت اہل اللہ کی تنقیص میں مصروف رہنا اصلِ ایمان سمجھتے ہیں۔ حالانکہ یہی بات ''بے ایمانی'' کا پیش خیمہ ثابت ہو سکتی ہے۔ بلکہ ہے۔

نبی کی بصارت:

قرآنِ پاک میں ہے کہ حضرت خلیل علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کی بادشاہیاں دکھائیں۔

وَكَذٰلِكَ نُرِىٓ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ.

اور اسی طرح ہم نے ابراہیم علیہ السلام کو زمین و آسمان کی بادشاہیاں دکھائیں۔ (الانعام)

دیکھئے صاحب نبوت کی بصارت کا عالم کہ زمین و آسمان کے تمام رازہائے سربستہ آنِ واحد میں کھلتے ہوئے نظر آتے ہیں۔

سُورۃ النجم میں ہمارے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوتِ بصارت کا ذکر ہے

مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى ○ لَقَدْ رَاٰى مِنْ اٰيٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى ○

آنکھ نہ کسی طرف پھری نہ حد سے بڑھی۔ بے شک اپنے رب کی بہت بڑی نشانیاں دیکھیں۔

مفسرین کرام نے صراحت فرمائی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے معراج شریف کی رات دیدارِ کبریا سے اپنی آنکھوں کو مشرف پایا اور عالمِ ملکوت و عالم لاہوت کے

اسرار ملاحظہ فرمائے۔

سُورۃ یوسف میں حضرت یوسف علیہ السلام کی بصارت کا ذکر ہے:۔

لَوۡلَا اَنۡ رَاٰیٰ بُرۡهَانَ رَبِّهٖ

اگر اپنے رب کی دلیل نہ دیکھ لیتے۔

مفسرین فرماتے ہیں کہ جب زلیخا نے آپ کو"راہِ راست" سے ہٹانے کی کوشش کی تو آپ نے حضرت یعقوب علیہ السلام کو دیکھا۔آپ اللہ کی دلیل بن کر اپنے صاحبزادے کو نظر آئے۔اب دیکھیے وہ دلیل صرف صاحب نبوت کو نظر آئی۔زلیخا کو نہیں۔

معلوم ہوا کہ صاحب نبوت کی بصارت عام لوگوں سے کہیں زیادہ اور منفرد ہوتی ہے۔بلکہ غائب کی چیزوں کو بآسانی دیکھ رہی ہوتی ہے۔اسی سُورۃ میں منقول ہے کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام کی قمیض لائی جارہی تھی تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے پہلے ہی خبر دے دی

اِنِّیۡ لَاَجِدُ رِیۡحَ یُوۡسُفَ

بے شک میں یُوسف کی خوشبو محسوس کر رہا ہوں۔

یہ خوشبو صرف صاحب نبوت کو آرہی تھی یا اس کا ادراک صاحب نبوت کو ہی تھا۔عام لوگوں کو نہیں۔اگر ہوتا تو یہ کیوں کہتے:۔

تَاللّٰهِ اِنَّکَ لَفِیۡ ضَلٰلِکَ الۡقَدِیۡمِ.

اللہ کی قسم آپ تو یوسف کی پہلی محبت میں ڈوبے ہوئے ہیں۔

معلوم ہوا کہ صاحب نبوت دوسروں سے قطعی منفرد ہوتا ہے۔دوسروں کو چاہیے کہ اس کی باتوں کا اقرار کرلیں۔

نبی قاسمِ ہدایت ہوتا ہے:

اللہ تعالیٰ کی عطا سے صاحبِ نبوت ہدایت کی دولت تقسیم فرماتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ارشادِ باری ہے:۔

اِنَّکَ لَتَدْعُوْ هُمْ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْم

بے شک آپ ضرور انہیں ہدایت والے راستے کی طرف بلاتے ہیں (سورۃ المؤمنون)

اور فرمایا:۔ وَدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَ سِرَاجًا مُّنِيْرًا

اور اللہ کی طرف دعوت دینے والے اور چمکتے سورج (الاحزاب)

اور فرمایا: وَيُزَكِّيْهِمْ وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ

اور انہیں پاک کرتے اور کتاب وحکمت کی تعلیم دیتے ہیں اور دیں گے۔ اور فرمایا:۔

لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ

کہ تم لوگوں کو اندھیروں سے اُجالے میں لاؤ۔ (ابراہیم)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ارشاد ہے کہ:۔

''ہم نے موسیٰ کو نشانیاں دے کر بھیجا کہ وہ اپنی قوم کو اندھیروں سے نکال کر اُجالوں میں لے آئیں۔'' (ابراہیم)

بلکہ ہر نبی اپنی قوم کے لئے قاسمِ ہدایت بن کر جلوہ گر ہوتا ہے۔

نبی شارع ہوتا ہے:

نبی کی بشریت کی بڑی وجہ یہ ہے کہ وہ بشریت کا راہبر بن کر آتا ہے پہلے کام وہ خود کرتا ہے اور پھر اس کی تعلیم اُمت کو دیتا ہے۔ اس طرح اس کے قول وفعل میں تضاد نہیں پایا جاتا۔ وہ جس کو حرام کہتا ہے وہ حرام ہو جاتا ہے اور جس کو حلال کہتا ہے وہ حلال ہو جاتا ہے۔

وَلِاُحِلَّ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِىْ حُرِّمَ عَلَيْكُمْ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: کہ میں حلال کروں تمہارے لئے بعض چیزیں جو تم پر حرام تھیں۔ (آلِ عمران)

اور آپ نے ہمارے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں پیشگوئی فرمائی۔

وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَ يُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ (الاعراف)

اور ستھری چیزیں ان کے لئے حلال فرمائے گا اور گندی چیزیں انہیں حرام کرے گا۔

قرآنِ پاک نے ان ظالموں کو قتل کرنے کا حکم دیا ہے جو صاحبِ نبوت کے اس کمال کو تسلیم نہیں کرتے۔ لڑو ان سے جو اللہ اور آخرت پر ایمان نہیں لائے۔

وَلَا يُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ

اور حرام نہیں مانتے اس چیز کو جس کو اللہ اور اس کے رسول نے حرام ٹھہرایا (التوبہ)

ایک جگہ اور فرمایا:۔

وَمَا اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ

فَانْتَهُوْا.

جو کچھ تمہیں رُسول عطا کرے لے لو اور جو منع کرے تو

اُس سے رُک جاؤ۔(سورۃ الحشر)

حیات النبی

دیگر امور کی طرح انبیاء کرام صلوات اللہ علیہم اجمعین کی حیاتِ مبارکہ بھی قرآن سے ثابت ہے۔ سب سے پہلے دیکھئے کہ شہید کو درجۂ شہادت نبی کے توسُّل سے ملتا ہے۔ اگر کوئی نبی پر ایمان نہیں لاتا تو وہ شہید تو کجا کچھ بھی نہیں بن سکتا۔ شہید از رُوئے قرآن زندہ ہے اور اللہ کا رزق کھاتا ہے۔ اس کی زندگی میں شک کرنا اللہ تعالےٰ کو قبول نہیں۔ نجانے متاعِ شعور کہاں کھوگئی جو شہید کو تو زندہ مانتے ہیں مگر شہید کے آقا و مولیٰ کو زندہ نہیں مانتے۔ غور کریں کہ شہید کو شہید کیوں کہا جاتا ہے؟ اس لئے کہ وہ دینِ حق کی حقانیت پر اپنے خون سے گواہی دیتا ہے اور ہمیشہ کے لئے زندہ و جاوید بن جاتا ہے ہمارے آقا بھی گواہ ہیں۔ قرآنِ کریم نے انہیں بھی شہید کا لقب عطا فرمایا ہے حیرت ہے اگر اُمتی کو شہید کہا جائے تو وہ زندہ ہوتا ہے اور اگر نبی کو شہید کہا جائے تو وہ پھر بھی مُردہ ہی رہتا ہے۔

قرآنِ پاک نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے فرمایا:۔

وَسْئَلْ مَنْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِکَ

اور ان سے پوچھئے جو ہم نے آپ سے پہلے رُسول بھیجے۔

(الزخرف)

حالانکہ پہلے رسول وصال پا چکے تھے اور مردہ سے پوچھنے کا حکم بھی عجیب سا لگتا ہے۔ معلوم ہوا کہ انبیاء کرام زندہ ہیں۔ سبھی نے مسجدِ اقصیٰ میں ہمارے آقا سے ملاقات کی

اور پھر ساتوں آسمانوں کے طبقات پہ آپ کا استقبال کیا۔ اسی آیہ مقدسہ میں سابقہ انبیاء کرام سے گواہی لینے کا حکم دیا جارہا ہے۔ تو کیا مُردہ انسان کی گواہی ممکن ہے جو مر گیا وہ کیا گواہی دے گا۔

ایک جگہ ارشاد فرمایا:۔ بے شک ہم نے موسیٰ کو کتاب عطا فرمائی۔

فَلَا تَكُنْ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَآئِهٖ

تو تم ان کے ملنے میں شک نہ کرو (السجدۃ)

یعنی اے محبوب آپ نے جو موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات فرمائی وہ وہم وگمان کا کرشمہ نہیں بلکہ حقیقت ہے۔ اِس لئے کہ مقبولانِ بارگاہِ ایزدگی مرا نہیں کرتے۔ بس موت کا ذائقہ چکھتے ہیں۔ پھر دوبارہ زندہ کردیے جاتے ہیں۔ دیکھتے سنتے ہیں اور حیاتِ ابدی کے مالک بنائے جاتے ہیں ان کی رُوحانی قوتیں ویسی کی ویسی ہی رہتی ہیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے چوتھے آسمان پر سید الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ملاقات کی اور پچاس نمازوں کی پانچ کروائیں۔ کیا کوئی مُردہ شخص یہ کمال دِکھا سکتا ہے۔

امامِ اہلسنت نے اس عقیدے کی کیا خوب ترجمانی فرمائی ہے۔

انبیاء کو اَجل آنی ہے   مگر ایسی کہ فقط آنی ہے

پھر اسی آن کے بعد ان کی حیات   مثلِ سابق وہی جسمانی ہے

روح تو سب کی ہے زندہ انکا   جسم پر نُور بھی روحانی ہے

یہ ہیں حیّ ابدی ان کو رضا

صدقِ وعدہ کی قضا مانی ہے

اس امر کو تو مخالفین نے رٹا ہوا ہے کہ "یا" حرفِ ندا ہے جو زندہ کو مخاطب کرتے وقت استعمال کیا جاتا ہے۔ لہٰذا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) مت کہا کرو۔ کیونکہ وہ تو

زندہ نہیں رہے۔ حالانکہ یہ مخالفین کی دوغلی پالیسی ہے۔ نماز میں اَیُّھَا النَّبِیُّ (اے نبی) کہہ لیتے ہیں مگر نماز کے باہر یہ بات شرک بن جاتی ہے۔ پھر روضۂ پاک کے قریب بھی یارُسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) کہہ لیتے ہیں مگر روضۂ پاک سے ہٹ کر ممنوع ہے۔ کتنا افسوسناک عقیدہ ہے۔ کتنی زہرآلود سوچ ہے۔

اُف رے منکر یہ بڑھا جوشِ تعصب آخر
بھیڑ میں ہاتھ سے کم بخت کے ایمان گیا

حضور کو قرآنِ پاک یاایھا النبی، یا ایھا الرُسول کہہ پکارا ہے۔ یہ آیات منسوخ ہیں، منسوخ ہیں تو دلیل پیش کریں اگر نہیں تو پھر یارُسول اللہ کہیں کہ یہ قرآنِ پاک کی سنت ہے۔

قارئین کرام! مختلف موضوعات کے تحت جو ہم نے قرآنِ حکیم کے تصورِ نبوت کو اُجاگر کیا۔

عقلِ سلیم اس ناقابلِ تردید حقیقت کو تسلیم کیے بغیر نہیں رہ سکتی کہ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ رُسول اور جلیل القدر نبی نہایت عظمت وشوکت کے حامل ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے دُشمن پرکاہ کی حیثیت بھی نہیں رکھتے اس سے بڑھ کر شقاوتِ قلبی اور ہو بھی کیا سکتی ہے کہ دشمنوں کے ردّ و مذمت میں اُترنے والی آیاتِ قدسیہ کو پیشِ نظر رکھ کر محبوبانِ خدا کی شان و عظمت کا انکار کردیا جائے۔

دُعا ہے اللہ کریم شعورِ رسا کی دولت سے مالا مال کرے۔

رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِیْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَا اِنَّکَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ وَ سَلَامٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ. امین

حضور کے مخصوص اوصاف

(۱) حضور کی افضلیت:

ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء کرام سے افضل واعلیٰ ہیں۔فرمایا

تِلْکَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰی بَعْضٍ مِنْهُمْ

مَنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰت، یہ رُسول ہیں،ہم نے ان میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی،اُن میں بعض سے اللہ نے کلام فرمایا اور بعض کے درجے بلند فرمائے (سورت ۲ آیت ۲۵۳)

وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِيّٖنَ عَلٰی بَعْضٍ، اور بے شک ہم نے بعض کو بعض نبیوں پر فضیلت دی (سورت ۱۷ آیت ۵۵)

(۲) حضور کی عالمگیریت:

ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت عالمگیر ہے،فرمایا

قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا،

محبوب فرمادو،اے سارے انسانو! میں تم تمام کی طرف اللہ کا رُسول ہوں (سورت ۷ آیت ۵۸)

وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا کَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِیْرًا وَّ نَذِیْرًا

اور اے نبی ہم نے تمہیں تمام انسانوں کے لئے بشیر و نذیر بنا کر بھیجا۔(سورت ۳۴ آیت ۲۸)

حضور ''رحمتہ للعالمین'' ہیں، حضور ''للعالمین نذیرا'' ہیں۔

آپ کا مرکز بیت اللہ ''ھدی للعالمین'' ہے، آپ کی کتاب قرآنِ پاک ''ذکر للعالمین'' ہے۔

(۳) حضور کی شہادت۔

ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تمام کائنات کے لئے شاہد و شہید یعنی گواہ بن کر آئے۔ فرمایا

وَیَکُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَیْکُمْ شَهِیْدًا اور رسول تم پر گواہ ہیں (سورت ۲ آیت ۱۴۳)

وَجِئْنَا بِکَ عَلٰی هٰٓؤُلَآءِ شَهِیْدًا، تمہیں ہم تمام پر گواہ بنا کر لائیں گے۔(سورۃ ۱۶ آیت ۸۹)

اِنَّا اَرْسَلْنٰکَ شَاهِدًا، ہم نے تمہیں شاہد بنایا۔

نوٹ: یاد رہے کہ شاہد اور شہید کا مطلب حاضر و ناظر ہے۔ ساری کائنات حضور کی نگاہِ نبوت کے سامنے ہے، جیسا کہ فرمایا وَسَیَرَی اللّٰهُ عملکم وَرَسُوْلُهٗ. شاہد کا معنی محبوب بھی ہے، حضور ساری کائنات کے محبوب بن کر آئے۔

(۴) حضور کی براءت:

ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کافروں کی طرف سے لگنے والے اگلے اور پچھلے تمام الزاموں سے براءت و حفاظت نصیب ہوئی، اور فتحِ مبین سے نوازے گئے۔

اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحًا مُّبِیْنًا ۝ لِیَغْفِرَ لَکَ اللّٰہُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِکَ وَمَا تَاَخَّرَ وَیُتِمَّ نِعْمَتَہٗ عَلَیْکَ وَیَھْدِیَکَ صِرَاطًا مُّسْتَقِیْمًا ۝ ہم نے تمہیں روشن فتح دی، تا کہ اللہ تمہارے اگلے پچھلے الزاموں کو دُور کر دے، اور تم پر اپنی نعمت پوری کرے اور تمہیں سیدھے راستے پر گامزن رکھے۔

(سورت ۴۸ آیت ۱، ۲)

نوٹ: بعض کے نزدیک حضور کے صدقے حضور کے اگلوں اور پچھلوں کے گناہ معاف کرنے کی بشارت ہے۔

(۵) حضور کی نصرت:

اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تائید و نصرت کا انبیاء کرام سے بھی وعدہ لیا۔ فرمایا

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَآ اٰتَیْتُکُمْ مِّنْ کِتٰبٍ وَّحِکْمَةٍ ثُمَّ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَکُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِہٖ وَلَتَنْصُرُنَّہٗ اور جب اللہ نے نبیوں سے پکا وعدہ لیا کہ جو تمہیں کتاب و حکمت عطا کروں پھر تمہارے پاس تصدیق کرنے والا رسول آ جائے تو تم ضرور اس پر ایمان لانا اور اُس کی امداد کرنا۔

(سورۃ ۳ آیت ۸۰)

حضور کی بشارت:

ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت سابقہ انبیاء کرام نے تمام دنیا میں

عام فرمائی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْ بَعْدِی اسْمُہٗ اَحْمَدُ. اس رسول کی خوشخبری دیتا ہوں جو میرے بعد ہوگا اور اس کا نام احمد ہے۔

(۷) حضور کی اُمّیت:

ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی بارگاہِ رحمت سے سب کچھ پڑھ کر آئے۔ حضور نے دنیا کے کسی انسان کی کبھی شاگردی نہ کی۔ فرمایا

اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ، جو لوگ اُس رسول، نبی اُمّی کی پیروی کرتے ہیں (سورت ۷ آیت ۱۵۷)

فَاٰمِنُوْا بِاللّٰہِ وَ رَسُوْلِہِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ، تو تم اللہ پر اور اس کے رسول نبی اُمّی پر ایمان لاؤ (سورت ۷ آیت ۱۵۷)

(۸) حضور کی فترت:

ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم زمانِ فترت میں تشریف لائے، فرمایا

قَدْ جَآءَ کُمْ رَسُوْلُنَا یُبَیِّنُ لَکُمْ عَلٰی فَتْرَۃٍ مِّنَ الرُّسُلِ، تمہارے پاس ہمارا رسول فترت (یعنی نبیوں کے بند ہو جانے کے دور) میں آیا جو تم پر (شریعت) واضح کرتا ہے۔

(سورت ۵ آیت ۱۹)

(۹) حضور کی برکت:

ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے تمام اُمتِ مسلمہ عذاب سے مامون ہوگئی۔ فرمایا وَمَا کَانَ اللّٰہُ لِیُعَذِّبَہُمْ وَاَنْتَ فِیْہِمْ اور اللہ کو زیبا نہیں کہ تمہارے ہوتے ہوئے وہ ان کو عذاب میں مبتلا کرے (سورت ۸ آیت ۳۳)

اگر وہ اُس وقت جب اُنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا تھا

تمہارے پاس آ جاتے، پھر اللہ سے معافی مانگتے، اور رسول اُن کے

لئے سفارش کرتا تو وہ ضرور اللہ کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پاتے

(سورت ۴ آیت ۶۴)

(۱۰) حضور کا مقام محمدیت:

ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم "محمد" بن کر آئے فرمایا

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ، محمد اللہ کے رسول ہیں۔ (سورۃ الفتح)

قریب ہے کہ تیرا رب تجھے مقام محمود پر کھڑا کرے۔

(سورت ۱۷ آیت ۷۹)

نوٹ: محمد کا معنی ہے جس کی سب شان و عظمت بیان کریں۔ دنیا میں اور آخرت

میں،

(۱۱) حضور کی قربت:

ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم معراج سے مشرف ہوئے اور اللہ تعالیٰ کے

خاص الخاص قرب سے سرفراز ہوئے۔ فرمایا

پاک ہے وہ جو اپنے عبد خاص کو راتوں رات مسجد حرام

سے مسجد اقصیٰ کی طرف لے گیا، جس کے اردگرد ہم نے برکت رکھی

ہے، تا کہ ہم اُسے اپنی نشانیاں دکھائیں، بے شک وہ سننے والا دیکھنے

والا ہے (سورت ۱۷ آیت ۱)

پھر وہ اور قریب ہوا۔ سو وہ دو کمان کے فاصلے پر ہو گیا، اور

بھی زیادہ قریب، پھر اُس نے اپنے بندے کی طرف وحی کی جو کی،
اُس نے جو دیکھا، دل نے اسے جھوٹ نہ جانا، تو کیا تم اس پر
جھگڑتے ہو جو اُس نے دیکھا، بے شک اُس نے اُسے ایک اور مرتبہ
دیکھا، سدرۃ المنتہیٰ کے پاس، جس کے پاس جنت ماویٰ ہے۔ جب
سدرہ پر چھا گیا جو چھا گیا۔ اُس وقت نظر نہ بہکی نہ حد سے بڑھی، اس
نے ضرور اپنے رب کی عظیم نشانیاں دیکھیں

(سورت ۵۳ آیت ۹ تا ۱۸)

(۱۲) حضور کی محبت:

ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو ان کی جانوں سے بھی زیادہ محبوب ہیں، فرمایا اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ.

(۱۳) حضور کی ختم نبوت:

ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری رسول ہیں۔ فرمایا
وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ وہ اللہ کا رسول اور
نبیوں میں آخری نبی ہے۔ (سورت ۳۳ آیت ۴۰)

نوٹ: منکرینِ ختم نبوت لفظ خاتم کا معنی افضل کرتے ہیں، آخر نہیں، جیسے خاتم الشعراء وغیرہ۔ یہ استدلال باطل ہے اولاً خاتم الشعراء کلام حادث ہے، خاتم النبیین کلام قدیم ہے تو کلامِ حادث پر کلام قدیم کو قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہے۔ ثانیاً نبیّن جمع سالم ہے اور جمع سالم پر الف لام ہو تو استغراقِ حقیقی مراد ہوتا ہے۔ نہ کہ مجازی۔ لہٰذا یہاں لفظ خاتم کا حقیقی معنی مراد ہوگا، مجازی ہرگز نہیں، ثالثاً خاتم کی جو تشریح زبانِ شارع نے ادا فرمائی وہ

زیادہ معتبر ہے، فرمایا میں نبیوں کا خاتم ہوں کہ میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا، اور فرمایا میں عاقب ہوں کہ جس کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ ایسی تصریح کے بعد ختمِ نبوت کا انکار صریح کفر ہے۔ یہ بھی کہتے ہیں کہ لفظ خاتم کا معنی انگشتری ہے۔ جیسے انگلیوں کی زینت انگشتری سے ہے اس طرح نبیوں کی زینت حضور سے ہے، اس کا معنی آخر نہیں ہے۔ اگر خاتم کا معنی یہی ہو تو پھر جس طرح انگشتری کا وجود بالعرض ہے اور انگلیوں کا وجود بالاصالت ہے۔ ایسے حضور کا وجود بالعرض ہوگا اور دیگر نبیوں کا وجود بالاصالت، اب اس پر سب کا اتفاق ہے کہ وجود بالعرض مفضول ہے، جبکہ وجود بالاصالت افضل، یہ معنی تو منکرین کو بھی مفید نہ ہوا۔ کیونکہ حضور بہرحال ان کے نزدیک بھی افضل ہیں اور حضور کا وجود بالعرض نہیں بالاصالت ہے، حضور کی نبوت بالاصالت ہے۔

(۱۴) حضور کی اُمت:

ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت، آخری اُمت ہے اور سب اُمتوں کی سردار ہے، وَكُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاس۔ اور تم لوگوں میں بہترین اُمت ہو، اِس طرح حضور کی امت تمام اُمتوں کی گواہ ہے۔ حضور کی نسبتِ عظیم نے اِسے عظیم بنادیا ہے۔

(۱۵) حضور کی نورانیت:

ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نور بن کر آئے۔ فرمایا قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللّٰهِ نُور۔ اور فرمایا بِاِذْنِهٖ و سِرَاجاً وَّ مُنِيْراً۔

---------oOo---------

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت

حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا ارشاد ہے کان خلقہ القرآن،
قرآن حضور کے اخلاقِ حسنہ کا بیان ہے۔ ذیل میں ہم سیرتِ مصطفٰے کے چند قرآنی گوشے
پیش کرتے ہیں۔

شفیق و مہربان:

اللہ کریم نے فرمایا'' اے لوگو! تمہارے پاس ایک رسول تشریف لائے جو تم میں
سے ہیں جس کو تمہارا نقصان میں رہنا گراں گزرتا ہے۔ جو تمہارے فائدے کا خواہشمند
ہے، ایمان والوں کے ساتھ تو نہایت شفیق اور مہربان ہے (سورۃ التوبہ)
اللہ کریم نے فرمایا'' اور جب آپ اُس شخص سے فرمارہے تھے جس پر اللہ نے
انعام فرمایا اور آپ نے بھی انعام فرمایا (سورۃ الاحزاب)

پیغمبر کتاب و حکمت:

اللہ کریم نے فرمایا'' وہی ہے جس نے عرب کے ناخواندہ لوگوں میں، ان ہی
میں سے ایک رسول بھیجا جو اُن کو اللہ کی آیات پڑھ کر سناتا ہے۔ اور ان کو پاک کرتا ہے۔
اور ان کو کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے۔ (پارہ ۲۸ رکوع ۱۱)

ہدایت پر گامزن:

اللہ کریم نے فرمایا'' اور بے شک آپ ایک سیدھے راستے کی طرف ہدایت

دیتے ہیں۔ (پارہ ۲۵ رکوع ۶)

اللہ کریم نے فرمایا'' تمہارے ساتھ رہنے والا نہ راستہ بھولا اور نہ راہ سے بھٹکا

(پارہ ۲۷ رکوع ۵)

اللہ کریم نے فرمایا'' وہ اللہ ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچا دین دے کر بھیجا کہ سب دینوں پر غالب کر دے (پارہ ۱۰ رکوع ۱۱)

خواہش نفسانی سے پاک:

اللہ کریم نے فرمایا: آپ اپنی خواہش نفسانی سے کوئی کلام نہیں فرماتے وہی کہتے ہیں جس کی وحی نازل ہوتی ہے، (پارہ ۲۷ رکوع ۵)

اللہ کریم نے فرمایا'' آپ بالکل واضح حق پر ہیں، (پارہ ۲۰ رکوع ۲)

انشراحِ صدر والے:

اللہ کریم نے فرمایا'' کیا آپ کی خاطر، ہم نے، آپ کا سینہ کھول نہیں دیا اور آپ کا بوجھ ہلکا کر دیا جس سے آپ کی کمر بوجھل تھی اور ہم نے آپ کے لئے آپ کا ذکر بلند کر دیا۔ (پارہ ۳۰ رکوع ۱۹)

جانوں سے قریب:

اللہ کریم نے فرمایا نبی، اہل ایمان کو ان کی جانوں سے بھی زیادہ قریب ہے (یا عزیز اور محبوب ہے) (پارہ ۲۱ رکوع ۱۷)

خلقِ عظیم کے مالک:

اللہ کریم نے فرمایا، ن قلم کی قسم، اور ان کی جو لکھتے ہیں، آپ اپنے رب کی نعمت سے مجنوں نہیں، اور آپ کا اجر نہ ختم ہونے والا ہے، بے شک آپ اعلیٰ اخلاق پر فائز ہیں

(پارہ ۲۹ رکوع ۳)

بے مثال حیات:

اللہ کریم نے فرمایا'' بے شک میں تمہارے درمیان ایک عمر بسر کر چکا ہوں تو تم عقل سے کام نہیں لیتے ۔ (پارہ ۱۱ رکوع ۷)

حضور کی دُعا، قربِ خدا:

اللہ کریم نے فرمایا'' اور جو کچھ خرچ کرتے ہیں ان کو اللہ کی بارگاہ میں قرب کا ذریعہ اور رسول کی دُعا کو ذریعہ بناتے ہیں، یاد رکھو اُن کا یہ خرچ کرنا قربِ خدا کا باعث ہے، اللہ ضرور ان کو اپنی رحمت میں داخل کرے گا'' (پارہ ۱۱، رکوع ۱)

عفو و درگذر:

اللہ کریم نے فرمایا'' اس کے بعد اللہ کی رحمت کے سبب آپ ان کے ساتھ نرم رہے اور اگر آپ تند خو اور سخت طبیعت ہوتے تو یہ آپ کے پاس سے منتشر ہو جاتے۔ (پارہ ۴ رکوع ۸)

بشیر و نذیر، داعی:

اللہ کریم نے فرمایا'' اے نبی ہم نے آپ کو شاہد بنا کر بھیجا، بشارت سنانے والا اور ڈر سنانے والا بنا کر بھیجا، اللہ کی طرف اس کے حکم کے ساتھ دعوت دینے والا اور چمکتا ہوا (نبوت کا) سورج بنا کر بھیجا۔ مومنوں کو بشارت دیجئے کہ ان پر اللہ کا بہت ہی بڑا فضل ہے۔ (سورۃ الاحزاب)

☆ فرمادو، اے جہان والو! میں تم تمام کی طرف اللہ کا رسول بن کر آیا ہوں۔ (پارہ ۹ رکوع ۱۰)

☆ ہم نے آپ کو تمام انسانوں کی طرف رسول بنا کر بھیجا اور اللہ گواہ کافی ہے۔ (پارہ ۵ رکوع ۸)

☆ مبارک ہے وہ ذات جس نے اپنے بندے پر فرقان نازل فرمایا تا کہ وہ تمام جہانوں کے لئے ڈر سنائے (پارہ ۱۸ رکوع ۱۶)

تیری صورت تیری سیرت زمانے سے نرالی ہے
تیری اک اک ادا پیارے دلیل بے مثالی ہے

حضور کی صورت:

اللہ کریم نے حضور حسنِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن و جمال کا ذکر فرمایا تو کمال فرمایا۔ آیئے حسن مصطفےٰ کے جلوے دیکھئے

۱۔ چہرۂ اقدس: اللہ کریم نے فرمایا **والضحٰی**۔ اس چہرے کی قسم

۲۔ زلف معنبر: اللہ کریم نے فرمایا **واللیل**۔ زُلفِ شب آفرین کی قسم

۳۔ سینہ مبارک: اللہ کریم نے فرمایا **الم نشرح لک صدرک**، کیا ہم نے تمہارے لئے، تمہارا سینہ نہیں کھول دیا۔

۴۔ دستِ انور: اللہ کریم نے فرمایا۔ **ید اللہ فوق ایدیھم**، ان کے ہاتھوں پر "اللہ کا ہاتھ" ہے۔ اللہ کریم نے فرمایا جو آپ کی بیعت کر رہے ہیں وہ تو اللہ کی بیعت کر رہے ہیں۔

۵۔ عمرِ جمیل: اللہ کریم نے فرمایا **لعمرک**۔ آپ کی جان کی قسم

۶۔ زُبانِ پاک: اللہ کریم نے فرمایا **وما ینطق عن الھوی**۔ آپ اپنی خواہش نفسانی سے نہیں بولتے۔

اللہ کریم نے فرمایا **قل ھو اللہ احد**۔ آپ فرما دیجئے کہ اللہ ایک ہے۔

۷۔ صُبحِ جبین: اللہ کریم نے فرمایا و الفجر۔ اس صبح جبین کی قسم

۸۔ عصرِ حبیب: اللہ کریم نے فرمایا و العصر۔ زمان حبیب کی قسم

۹۔ سراپا بُرہان: اللہ کریم نے فرمایا اے لوگو، اللہ کی طرف سے تمہارے پاس برھان آئی اور روشن نور اُترا۔

نگاہِ عشق و مستی میں وہی اول وہی آخر
وہی قرآں وہی فرقاں وہی یٰسیں وہی طٰہٰ

---oOo---

ختم نبوت پر

کفار کے اعتراضات کے جوابات

☆☆☆☆☆

قرآنِ حکیم کا مطالعہ کریں تو یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ قوموں نے انبیاء کرام علیہم السلام پر طرح طرح کے اعتراضات کئے اور اُنہیں ہر میدان میں پریشان کرنے کا کوئی موقع نہ چھوڑا۔ لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ اُن انبیاء کرام نے قوموں کے جملہ اعتراضات کا بڑے اچھے طریقے سے خود ہی رد فرمایا، خدا واحد کے حکم کے مطابق معجزات دکھائے اور اپنی تبلیغ کا حق ادا کیا، ہمارے رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ بہت بڑی خوبی اور آپ کی نبوت و رسالت کا ایک تابناک گوشہ ہے کہ آپ پر ہونے والے اعتراضات کا جواب خود خالق کائنات نے قرآنِ پاک میں نازل فرمایا، کفار اعتراضات کرتے، اللہ اُنہیں جواب ارشاد فرماتا۔ آیئے اِس کی چند مثالیں مشاہدہ کرتے ہیں۔

(۱) آپ رسول ہیں:

کافروں نے اعتراض کیا کہ لَسْتَ مُرْسَلًا آپ رسول بن کر نہیں آئے، اللہ کریم نے جواب دیا

☆ یٰسٓ o وَالْقُرآنِ الْحَکِیْمِ o اِنَّکَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ o عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْم o اے سردار، قرآنِ حکیم کی قسم، تم بے شک رسولوں میں سے ہو، سیدھے راستے پر ہو، (سورۃ یٰسین)

(۲) اللہ نے آپ کو نہ چھوڑا:

کچھ وقت کے لئے نزولِ قرآن کا سلسلہ رُک گیا تو کافروں نے اعتراض کر دیا کہ دیکھو، محمد مصطفٰے کے رب نے اُن کو چھوڑ دیا ہے۔ اللہ کریم نے جواب دیا،

☆ وَالضُّحٰی o وَالَّیْلِ اِذَا سَجٰی o مَا وَدَّعَکَ رَبُّکَ وَمَا قَلٰی قسم رُخِ روشن کی، قسم ہے زلفِ دوتا کی، تمہارے رب نے تمہیں نہ چھوڑا اور نہ وہ ناراض ہوا (سورۃ الضحیٰ)

یاد رہے اِس آیت میں لفظ ضحیٰ اور لیل کے مختلف تصورات بیان کئے گئے ہیں، حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی قدس سرہ نے لکھا ہے

☆ ''بعضے گویند کہ مرادِ ضحیٰ روئے پیغمبر است صلی اللہ علیہ وسلم واز لیل موئے او کہ در سیاہی، ہمچو شب است، بعض کہتے ہیں کہ ''ضحیٰ'' سے مراد حضور کا رُخِ روشن ہے اور ''لیل'' سے مراد زلفِ دوتا ہے، (تفسیر عزیزی)

گویا اللہ تعالیٰ حضور کے رُخ و گیسو کی قسم اُٹھا کر اعلان کر رہا ہے کہ ظالموں نے غلط کہا ہے، بھلا ایسے چہرے والے اور ایسی زلفوں والے محبوب سے بھی کوئی ناراض ہوتا ہے، ظالمو! تم غور نہیں کرتے، اللہ تعالیٰ نے اپنی خوشنودی اور ناراضی کا معیار ہی اس محبوب

کی خوشنودی و ناراضی کو قرار دیا ہے۔

(۳) آپ مجنوں نہیں:

کافروں نے آپ کی نوازشات کو ماننے کی بجائے آپ کو مجنون کہنا شروع کر دیا

☆ ''انہوں نے کہا اے شخص جس پر نصیحت اتاری گئی بے شک تو دیوانہ ہے'' (سورت ۱۵ آیت ۷)

اللہ کریم نے جواب دیا

☆ نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ ۝ مَا اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ ۝ وَاِنَّ لَكَ لَاَجْرًا غَيْرَ مَمْنُوْنٍ ۝ وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ۝ ن، قسم ہے قلم کی، اور جو کچھ وہ رقم کرتے ہیں۔ آپ اپنے رب کی نعمت سے مجنون نہیں، اور آپ کے لئے تو بے شمار اجر ہے۔ اور آپ تو عظیم خلق کے مالک ہیں، (سورۃ ۶۸ آیت ۱ تا ۴)

اس مقام پر بھی اللہ تعالیٰ نے قسم اٹھا کر اپنے محبوب کا دفاع فرمایا، یہ ہر آیت حضور کی بہترین نعت ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ بتانا چاہتا ہے، ظالمو!، جس پر اللہ تعالیٰ کی نعمت تمام ہو، جس کے ہر عمل کا اجر لامتناہی ہو، جو عظیم خلق کے مقام پر فائز ہو، وہ مجنون ہوتا ہے؟ ارے وہ تو جملہ کمالات و اعجازات کا مجموعہ ہے۔ امام بوصیری نے کیا خوب کہا ؎

فَاقَ النَّبِيِّيْنَ فِيْ خَلْقٍ وَّ فِيْ خُلُقٍ
وَلَمْ يُدَانُوْهُ فِيْ عِلْمٍ وَّلَا كَرَمٍ

یعنی حضور خَلق اور خُلق میں تمام انبیاء کرام سے بھی اعلیٰ ہیں، کوئی علم و کرم میں آپ کی برابری نہیں کر سکتا۔

(۴) آپ شاعر نہیں:

کافروں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام بلاغت نظام کو سن کر شاعر کہنا شروع کر دیا۔ اللہ کریم نے جواب دیا

☆ وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا یَنْۢبَغِیْ لَهٗ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ وَّ قُرْاٰنٌ مُّبِیْنٌ. اور ہم نے اُن کو شعر نہیں سکھایا، یہ اُن کی شان کے لائق نہیں، ہاں یہ تو ذکر اور روشن قرآن ہے۔ (سورۃ ۳۶ آیت ۶۹)

☆ اور وہ کسی شاعر کا کلام نہیں ہے، تمہیں بہت تھوڑا یقین ہے، اور نہ کسی کاہن کا کلام ہے، تم بہت کم نصیحت پکڑتے ہو۔ (سورۃ ۶۹ آیت ۴۱، ۴۲)

(۵) آپ ساحر نہیں:

کافروں نے آپ سراپا معجزہ کو دیکھا تو ایمان لانے کی بجائے جادوگر کہنا شروع کر دیا۔ قَالَ الْكٰفِرُوْنَ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ مُّبِیْنٌ۔ (سورۃ ۱۰ آیت ۲) اللہ کریم نے جواب دیا

☆ اور جو بھی رسول اُن کے پاس آتا تھا وہ اُسی کا مذاق اُڑاتے، اسی طرح ہم اس کو گنہگاروں کے دل میں ڈال دیتے ہیں۔ اور وہ رسول پر ایمان نہیں لاتے، یہ پہلوں کی رسم جاری ہے۔ اور اگر ہم آسمان کا دروازہ کھول دیں اور وہ اوپر چڑھ جائیں، تو پھر بھی یہی کہیں گے کہ ہماری آنکھوں پر تو نشہ چھا گیا ہے بلکہ ہم پر تو کسی نے جادو چلا دیا ہے۔" (سورۃ ۱۵ آیت ۱۱ تا ۱۵)

☆ "اے محبوب! اگر ہم تجھ پر کاغذ پر لکھی ہوئی کتاب بھی اتارتے پھر اُس کو اپنے ہاتھوں سے چھو بھی لیتے تو بھی کافر یہی کہتے کہ یہ تو کھلا ہوا جادو ہے" (سورۃ ٦ آیت ٧)

☆ "فَمَا اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّکَ بِکَاھِنٍ وَّلَا مَجْنُوْنٍ، پس تم اپنے رب کی نعمت سے کاہن نہیں اور مجنون نہیں، (سورۃ ۵۲ آیت ۲۹)

☆ "اور بے شک مذاق کرنے والوں کے لئے ہم تیری طرف سے کافی ہیں، جو اللہ کے سوا کسی اور کو خدا مانتے ہیں وہ عنقریب جان لیں گے، (سورۃ ۱۵ آیت ۹۵ تا ۹۷)

☆ "اے محبوب تم اُن کی وجہ سے غم نہ کرو، اور اُن کے مکر سے پریشان خاطر نہ رہو، (سورۃ ۲۷ آیت ۷۰)

☆ جو ان سے پہلے گزرے ہیں، جب کبھی بھی اُن کے پاس رُسول آیا تو یہی کہا کرتے کہ وہ ساحر اور مجنون ہے، (سورۃ ۵۱ آیت ۵۱)

گویا اللہ تعالیٰ یہ تسلی عطا فرما رہا ہے کہ اے محبوب! ان کافروں کا تو شیوہ حیات ہی یہی ہے کہ یہ رسولانِ خدا کو ساحر و مجنون کہتے رہے ہیں، نہ وہ ساحر و مجنوں تھے اور نہ آپ ساحر و مجنوں ہیں۔ بلکہ آپ "الحق المبین" پر گامزن ہیں۔

(٦) اپنی خواہش سے نہیں بولتے:

کافروں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس پر یہ بھی اعتراض کیا،

☆ ''اور انہوں نے اس بات پر تعجب کیا کہ اُن کے پاس ان ہی میں سے ایک ڈر سنانے والا آیا، اور کافر بولے، کہ یہ جھوٹا جادوگر ہے۔ (سورۃ ۳۸ آیت ۴)

اللہ تعالیٰ نے جواب دیا

☆ والنّجم اذا ھوی ○ ماضلّ صاحبکم ما غوی ○ وما ینطق عن الھوی ○ ان ھو الّا وحیٌ یّوحی ○ قسم ہے تابندہ ستارے (محمد مصطفےٰ) کی جب وہ اُترا، تمہارا ساتھی نہ راہ حق سے بھٹکا اور نہ بہکا، اور وہ بولتا ہی نہیں اپنی خواہش سے، یہ تو وحی ہے جو اس کی طرف کی جاتی ہے۔

اس مقام پر بھی اللہ تعالیٰ نے قسم اُٹھا کر اپنے محبوب کی لاثانی صورت و سیرت کی داستان چھیڑی، حضرت پیر کرم شاہ الازہری علیہ الرحمہ کا زور بیان دیکھئے

☆ ''تم ان کے ماضی سے، ان کے خاندانی پس منظر سے، ان کے اطوار و احوال سے اور سیرت و کردار سے اچھی طرح واقف ہو ان کا بچپن تمہارے سامنے گزرا، ان کا عہد شباب اسی ماحول میں تمہارے اس شہر میں بسر ہوا، انہوں نے تمہارے ساتھ اور تمہارے سامنے کاروبار بھی کیا، سماجی، قومی، ملکی مسائل میں تم ان کی فراست کے چشم دید گواہ ہو، ان کی کتاب زیست کا کون سا باب ہے جو تم سے پوشیدہ ہے، کون سا ورق ہے جو تم سے مخفی ہے۔ جب اُن کی ساری زندگی شبنم کی طرح پاکیزہ، پھول کی طرح شگفتہ اور آفتاب کی طرح بے داغ ہے تو تمہیں ان پر ضلالت وغوایت کے الزام لگاتے ہوئے

شرم نہیں آتی، کتنا بارعب، حسین اور مدلل انداز بیان ہے"

(ضیاء القرآن جلد پنجم ص ۱۰)

(۷) آپ کان کے کچے نہیں:

کافروں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراض کیا ھو اذن یعنی وہ کان کے کچے ہیں، اللہ کریم نے جواب دیا

☆ "اور اُن میں بعض وہ ہیں جو نبی اکرم کو ایذاء دیتے ہیں اور کہتے ہیں وہ کان ہیں (یعنی کان کے کچے ہیں) فرما دیجئے تمہاری بہتری کے لئے 'کان' ہے۔ اللہ پر ایمان اور مومنوں کی باتوں پر یقین رکھتا ہے" (سورۃ ۹ آیت ۶۱)

☆ ایک مقام پر فرمایا

"اے محبوب، دیکھو انہوں نے تمہارے لئے کیسی مثالیں گھڑ لیں، پس وہ گمراہ ہو گئے اور ان کے لئے کوئی راستہ نہیں"

(سورۃ ۱۷ آیت ۴۸)

(۸) نسخ پر اعتراض:

کافروں نے آپ پر نازل ہونے والی کتاب مقدس کی بعض آیتوں کے نسخ پر اعتراض کیا تو اللہ کریم نے جواب دیا

☆ "اور اے محبوب جب ہم کسی ایک آیت کو تبدیل کر کے دوسری آیت لاتے ہیں تو اللہ خوب جانتا ہے جو وہ نازل کرتا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ تو بہتان باندھنے والا ہے۔ اُن میں اکثر نہیں جانتے۔

فرمادیجئے اس کو روح قدس نے تیرے رب کی طرف سے حق کے

ساتھ نازل کیا تاکہ وہ ایمان والوں کو ثابت قدم رکھے اور ایمان

والوں کے لئے ہدایت اور بشارت ہے۔(سورۃ ۱۶ آیت ۱۰۱ تا ۱۰۲)

(۹) کسی بڑے پر قرآن نازل کیوں نہیں ہوا:

کافروں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراض کیا کہ یہ قرآن پاک مکہ وطائف کے کسی بڑے انسان پر نازل کیوں نہیں ہوتا۔اللہ کریم نے جواب دیا

☆ ''اھُم یقسمون رحمة ربک، کیا وہ تیرے رب

کی رحمت کو تقسیم کرتے ہیں،ہم نے دنیا کے درمیان اُن کی معیشت

بانٹ دی،اور اُن میں بعض کے بعض پر درجے بلند کر دیئے،تاکہ اُن

میں سے بعض بعض کو محکوم بنالیں،تیرے رب کی رحمت اس مال سے

بہتر ہے جس کو وہ جمع کرتے ہیں''(سورۃ ۴۳ آیت ۳۱)

☆ ''اللہ خوب جانتا ہے کہ اپنی رسالت کہاں رکھے''

(۱۰) آپ کسی کے شاگرد نہیں:

کافروں نے اعتراض کیا کہ انما یعلمہ بشر' ان کو کوئی آدمی قرآن سکھاتا ہے،اللہ کریم نے جواب دیا

☆ لسان الذی یلحدون الیہ اعجمی وھذا لسان

عربی مبین' حالانکہ اس کی زبان جس کی طرف یہ منسوب کرتے ہیں،

عجمی ہے،اور یہ(قرآن)واضح ترین عربی زبان ہے،

(سورۃ ۱۶ آیت ۱۰۳)

یاد رہے کہ قرآنِ حکیم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ''نبی اُمّی'' قرار دیا ہے، یعنی ایسا نبی جو کسی سے نہیں پڑھا، بلکہ وہ بلا واسطہ اپنے رب کریم سے پڑھ کر آیا ہے، فرمایا الرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرآن، رحمٰن نے قرآن سکھایا۔ معلوم ہوا کہ حضور کسی کے محتاج نہیں۔ صرف اپنے رب کریم کے محتاج ہیں۔

(۱۱) آپ موسیٰ جیسے کیوں نہیں:

کافروں نے اعتراض کیا کہ لولا اُوتی مثل ما اُوتی موسی مان ووہ جو کیوں نہیں دیا گیا جو موسیٰ کو دیا گیا،

اللہ کریم نے جواب دیا

☆ کیا انہوں نے اس کا انکار نہیں کیا جو (تم سے) پہلے موسیٰ کو دیا گیا تھا، انہوں نے کہا (تورات و قرآن) دونوں جادو ہیں، جو ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں، اور بولے ہم تو سب کا انکار کرتے ہیں'' (سورۃ ۲۸ آیت ۴۸)

☆ لوگو! بے شک ہم نے تمہارے پاس ایک رسول بھیجا جو تم پر گواہ ہے، جیسا کہ ہم نے فرعون کی طرف ایک رسول بھیجا تھا،

(سورۃ ۷۳ آیت ۱۵)

☆ جو اُس رسول نبی اُمی کی اتباع کریں گے جسے وہ اپنے پاس تورات اور انجیل میں لکھا پائیں گے، وہ اُن کو اچھی باتوں کا حکم دے گا اور بری باتوں سے منع کرے گا اور اُن کے لئے پاکیزہ چیزوں کو حلال کرے گا اور گندی چیزوں کو حرام کرے گا اور اُن کی

گردنوں سے بوجھ اُتار دے گا جو اُن پر مسلط تھا، سو جو لوگ اُس پر ایمان لائیں اُس کی تعظیم کریں اور اس کی تائید کریں اور اس کے ساتھ اترنے والے نور پر چلیں گے، وہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں۔ (سورۃ ۷ آیت ۱۵۷)

☆ "کیا اُن کے لئے یہ نشانی نہیں کہ بنی اسرائیل کے علماء اُس کو جانتے ہیں" (سورۃ ۲۶ آیت ۱۹۷)

☆ "بے شک ہم نے تمہاری طرف وحی نازل کی جس طرح نوح اور دوسرے نبیوں کی طرف نازل کی۔ اور وحی نازل کی ابراہیم اور اسماعیل اور اسحاق اور یعقوب اور ان کی اولاد کی طرف اور عیسیٰ اور ایوب اور یونس اور ہارون اور سلیمان کی طرف، اور ہم نے داؤد کو زبور عطا کی۔ (سورۃ ۴ آیت ۱۶۳)

☆ "اے نبی، تجھ سے وہی بات کی جاتی ہے جو تجھ سے پہلے رسولوں سے کی گئی۔ (سورۃ ۴۱ آیت ۴۳)

قارئین کرام! غور فرمایئے! اللہ تعالیٰ کے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان و منزلت پر کون اعتراض کرتے ہیں اور کون اُن کو جواب دیتا ہے، یہ بھی حضور کا کمال عظمت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی سنت پر عمل کرنے کی توفیق دے اور محبوب کے دشمنوں کا رد بلیغ کرنے کا حوصلہ عطا فرمائے کیونکہ تولّی بے تبرّی ممکن نیست۔

☆☆☆☆☆

خدا کی ہدایات

☆☆☆☆☆
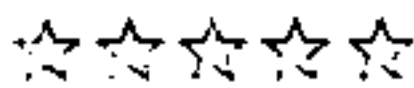
قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جو ہدایات دیں جن کی روشنی میں آپ نے اپنی حیاتِ ظاہری کمال درجہ کی عبدیت واطاعت میں گزاری اور اپنی اُمت وملت کو بتایا کہ میں اللہ تعالیٰ کا "عبد شکور" ہوں، اُسی کی یاد میری زندگی کا سرمایہ حیات ہے۔ اُسی کا غم میرا مونس وغمخوار ہے، اُسی کی محبت میرے دل کا سہارا ہے۔ قرآن حکیم کا مطالعہ کیجئے۔

(۱) تبلیغ احکام کی ہدایات:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا

☆ یاایُّھا الرَّسُوْلُ بلِّغْ ما اُنْزِل اِلَیْک مِنْ ربِّک وانْ لَّمْ تفْعلْ فما بلَّغْت رِسٰلَتَهٗ واللّٰهُ یعْصِمُک مِن النَّاس ط اے پیارے رسول! لوگوں تک پہنچا دے جو تیرے رب کی طرف سے اتارا گیا اور اگر تو نے ایسا نہ کیا تو نے اس کی رسالت نہ پہنچائی اور اللہ لوگوں سے تیری حفاظت فرمائے گا۔

(سورۃ ۵ آیت ۶۷)

حضور فخر انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کبریا کی ہدایت پر اس شان سے ساتھ عمل فرمایا کہ پورا حق ادا کر دیا۔ حجۃ الوداع کے موقع پر ہزاروں قدسی صفات لوگوں نے گواہی پیش کی کہ واقعی آپ نے اللہ کی رسالت پہنچا دی، اللہ کا وعدہ مکمل کر دیا۔ اور اللہ کے نور اور رنگ کو اکناف عالم میں پھیلا دیا کہ اب اس کو دنیا کی کوئی طاقت ختم نہیں کر سکتی۔

(۲) ایثار وللہیت:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا

☆ قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُكِیْ وَ مَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ o لَا شَرِیْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَ اَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ o قُلْ اَغَیْرَ اللّٰهِ اَبْغِیْ رَبًّا وَّهُوَ رَبُّ كُلِّ شَیْءٍ ط وَلَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ اِلَّا عَلَیْهَا وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی ج اے حبیب فرما دے بے شک میری نماز میری قربانی اور میرا جینا اور میرا جانا اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ یہی مجھے حکم ہے اور میں سب سے پہلا مسلمان ہوں۔ فرما دے کیا میں اللہ کے سوا کوئی دوسرا رب تلاش کروں، اور وہی تو ہر چیز کا پالنے والا ہے۔ اور جو کوئی کام کرتا ہے وہ اپنے ہی لیے کرتا ہے۔ اور کوئی دوسرے کا بوجھ نہ اٹھا سکے گا۔

(سورۃ ۶ آیت ۱۶۳)

ان آیات قدسیہ میں اللہ کریم نے اپنے محبوب کریم کو ایثار، خلوص اور للہیت کی ہدایت فرمائی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی کا لمحہ لمحہ اللہ تعالیٰ کے لئے وقف کر دیا

آخری آیت میں یہ بتایا جا رہا ہے کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کے لئے زندگی بسر نہیں کرتے ان کا بوجھ کوئی نہیں اُٹھا سکتا، اور جو اللہ کو مانتے ہیں، احکام شریعت پر عمل کرتے ہیں وہ ایک اپنے عملوں سے ایک دوسرے کو فائدہ پہنچاتے ہیں جیسا کہ مومن کی دعا، مومن کے حق میں قبول ہے، بلندی درجات اور معافیِ سیات کی باعث ہے۔ گنہگاروں کے لئے نیکوکاروں کی شفاعت بھی برحق ہے۔

(۳) قتال کا حکم:

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو اپنے دشمنوں کے ساتھ قتال و جہاد کا حکم دیا۔ یہ حکم پہلے حضور کے لئے ہے بعد میں مسلمانوں کے لئے،

☆ فَقَاتِلْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ لَا تُکَلَّفُ اِلَّا نَفْسَکَ وَ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِیْنَ تو اللہ کی راہ میں لڑو، تم تکلیف نہ دیے جاؤ گے مگر اپنے دم کی اور مسلمانوں کو آمادہ کرو، (سورۃ ۴ آیت ۸۴)

☆ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَ الْمُنَافِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ، اے نبی! کافروں اور منافقوں سے جہاد کرو، اور اُن پر سختی کرو،

(۴) ایمان بالرسل:

اللہ کریم نے فرمایا

☆ "اے محبوب فرما دے ہم اللہ پر ایمان لانے اور اس پر جو ہم پر نازل کیا گیا اور اُس پر جو ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحاق اور یعقوب اور اُن کی اولاد پر نازل کیا گیا، اور اس پر جو موسیٰ اور عیسیٰ کو دیا گیا اور سب نبیوں کو دیا گیا ان کے رب کی جانب سے، ہم ان

کے درمیان تفریق نہیں کرتے اور ہم اسی کی طرف مسلمان ہیں،

(سورۃ ۳ آیت ۸۴)

☆ اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَا اُنْزِلَ اِلَیْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَ الْمُؤْمِنُوْنَ،

رسول ایمان لایا اُس پر جو اُس کے رب کی طرف سے اُس کی طرف

اتارا گیا اور سب ایمان والے، (سورۃ ۲ آیت ۲۸۵)

(۵) آپ اور آپ کے اہل کو نماز کا حکم:

اللہ کریم نے فرمایا

☆ "اے محبوب اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دو اور خود بھی اس

پر مضبوط رہو، ہم تم سے کوئی رزق نہیں مانگتے بلکہ ہم ہی تمہیں رزق

عطا کرتے ہیں، (سورۃ ۲۰ آیت ۱۳۲)

☆ "اے محبوب، رات کے کچھ حصے میں قرآن کے ساتھ

تہجد پڑھو، یہ حکم آپ کے لئے زائد ہے۔ (سورۃ ۱۷ آیت ۷۹)

☆ اے چادر لپیٹنے والے، رات کو قیام کرو مگر تھوڑا، رات کا

آدھا حصہ یا اس سے بھی کم، یا اس پر کچھ زیادہ کردو، اور قرآن کو ٹھہر

ٹھہر کر پڑھا کرو، بے شک ہم تمہاری ذات پر بھاری بات ڈالیں

گے، بے شک رات کو جاگنا، (نفس پر) زیادہ دباؤ ڈالتا ہے اور

بات خوب سیدھی نکلتی ہے، بے شک دن کو تمہیں بہت سے کام ہیں،

اور اپنے رب کا نام یاد کرو اور سب سے ٹوٹ کر اُسی کے ہو رہو،

(سورۃ ۷۳ آیت ۱تا۸)

یـا ایھـا الـمـدثـر کا ترجمہ صوفیہ کرام نے کمال محبت سے یہ کیا ہے " یعنی اے بشریت کی چادر اوڑھ کر مخلوق میں جانے والے محبوب یا اے عبادت وریاضت کا لباس پہننے والے۔ (نور العرفان بحوالہ تفسیر عزیزی ص ۹۱۵)

☆ 'اور اپنے رشتہ داروں کو (عذاب خدا) سے ڈرایئے

(سورۃ ۲۶ آیت ۲۱۴)

(۶) تسبیح واستغفار:

اللہ کریم نے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تسبیح واستغفار کا حکم صادر فرمایا

☆ فسبّح بحمد ربّک واستغفرہُ انّہٗ کان توّابا

پس اپنے رب کی پاکی بیان کرو اور اُس سے مغفرت طلب کرو، بے شک وہ توبہ قبول کرنے والا ہے۔ (سورۃ ۱۱۰ آیت ۳)

یاد رہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا استغفار تعلیم اُمت کے لئے ہے، یا کمال بندگی کے اظہار کے لئے ہے، یا گنہگارانِ اُمت کی بخشش کے لئے ہے، ورنہ آپ تو گناہوں سے پاک ہیں، خطاؤں سے مبرہ ہیں۔

(۷) اعلانِ توحید:

اللہ کریم نے اپنی توحید کا اعلان اپنے محبوب کی زبان سے کروایا، فرمایا

☆ اے محبوب فرمایئے، اللہ ایک ہے، اللہ بے نیاز ہے، نہ اس نے کسی کو جنا، اور نہ اُس کو کسی نے جنا، اور کوئی اس کا ہمسر نہیں،

(سورۃ ۱۱۲ آیت ۱تا۴)

یاد رہے کہ یہ خالص اعلانِ توحید زبانِ مصطفٰے سے کیوں کروایا؟ اس لئے کہ اللہ

تعالیٰ اُس کا عقیدہ توحید قبول کرے گا جو زبانِ مصطفیٰ پر اعتماد کر کے یہ عقیدہ اپنائے گا۔ لفظ قل" نے اس بیانِ توحید میں داستانِ نعت کے رنگ بھی بھر دیئے ہیں ۔

قل کہہ کے اپنی بات بھی منہ سے ترے سنی
اللہ کو کس قدر ہے تری گفتگو پسند

(۸) دشمنانِ خدا سے قطع تعلق:

اللہ کریم نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے دشمنوں، شک کرنے والوں اور دین کے باغیوں سے قطع تعلقی اور بے اعتنائی کا حکم دیا فرمایا

☆ "بے شک تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے حق آیا تو ہرگز شک والوں میں نہ ہونا" (سورۃ ۱۰ آیت ۹۴)

☆ تو کافروں کا کہانہ ماننا اور قرآن سے ان پر جہاد کر، بڑا جہاد۔ (سورۃ ۲۵ آیت ۵۲)

☆ اے غیب کی خبریں دینے والے! اللہ کا اسی طرح خوف رکھنا اور کافروں منافقوں کی نہ سننا، بے شک اللہ علم اور حکمت والا ہے (سورۃ ۳۳ آیت ۱)

☆ تو جھٹلانے والوں کی بات نہ سننا، وہ تو اس آرزو میں ہیں کہ کسی طرح تم نرمی کرو تو وہ بھی نرم پڑ جائیں، اور ہر ایسے کی بات نہ سننا جو بڑا قسمیں کھانے والا ہے (سورۃ ۶۸ آیت ۸ تا ۱۰)

☆ اور بے شک وحی کی گئی تمہاری طرف اور تم سے اگلوں کی طرف کہ اگر تم نے اللہ کا شریک کیا تو ضرور تمہارا سب کیا ہوا عمل

ضائع ہو جائے گا اور ضرور تم خسارہ پانے والوں میں ہو جاؤ گے۔
بلکہ اللہ ہی کی بندگی کرو اور شکر گزاروں میں شامل ہو جاؤ۔

(سورۃ ۳۹ آیت ۶۵، ۶۶)

یاد رہے کہ بعض مقامات میں خطاب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوتا ہے اور مراد سننے والے ہوتے ہیں۔ آخری آیت میں مراد اگر حضور ہی ہوں تو یہ ممکن کو ناممکن پر موقوف کرنا ہے جیسے قرآنِ کریم میں ہے کہ اگر رب کے فرزند ہوتو پہلے اس کی پوجا میں کرو۔

(نور العرفان ص ۷۴۲)

☆ اور اگر ہم تمہیں ثابت قدم نہ رکھتے تو تم ان کی طرف تھوڑا سا جھکتے اور ایسا ہوتا تو ہم تم کو دونی عمر اور دو چند موت کا مزہ دیتے اور پھر تم ہمارے مقابلے میں کوئی مددگار نہ پاتے، اور بے شک قریب تھا کہ وہ تمہیں زمین سے ڈگا دیں کہ تمہیں اس سے باہر کر دیں اور ایسا ہوتا تو وہ تمہارے پیچھے نہ ٹھہرتے مگر تھوڑا۔

(سورۃ ۱۷ آیت ۷۴ تا ۷۶)

یاد رہے کہ ان آیاتِ کریمہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ عصمت اور کمالِ استقامت بیان کیا گیا ہے، آپ اللہ تعالیٰ کے فضل سے دشمنانِ خدا کی طرف تھوڑا سا بھی نہ جھکے، یہاں بھی کلام کا آغاز ''لولا'' سے ہوا، یعنی جس طرح کائنات میں دو خداؤں کا ہونا محال ہے اور فساد کا برپا ہونا محال ہے ایسے ہی حضور کا کافروں کی طرف جھکنا محال ہے اور حضور کو عذاب ہونا محال ہے۔

☆ تم ان کی معافی چاہو یا نہ چاہو، اگر تم ستر بار ان کی معافی چاہو گے تو اللہ ہرگز انہیں نہیں بخشے گا، یہ اس لئے کہ وہ اللہ

اور اس کے رسول سے منکر ہوئے اور اللہ فاسقوں کو راہ نہیں دیتا،

(سورۃ ۹ آیت ۸۰)

یاد رہے کہ اس آیت میں منافقین کے ساتھ شدید نفرت کا اظہار کیا جا رہا ہے۔ اس میں حضور کی انتہائی عظمت پائی جاتی ہے کہ حضور کے دشمن کے لئے کوئی مغفرت نہیں۔ کوئی راستہ نہیں۔ حضور کا دشمن، اللہ تعالیٰ کا دشمن ہے۔ اس آیت کا مضمون تو چھا اور ہے مگر بعض لوگوں نے اسے حضور کی بے اختیاری کی دلیل بنالیا ہے۔

☆ فلا تطع المکذبین، جھٹلانے والوں کی ہرگز نہ سننا،

(سورۃ ۶۸ آیت ۸)

☆ ولا تکونن من المشرکین، شرک کرنے والوں سے دور رہنا، (سورۃ ۲۸ آیت ۸۷)

☆ کلا لا تطعہ واسجد واقترب، ہرگز ہرگز ان کی نہ سننا تم سجدہ کرو اور (رب) کا قرب اختیار کرو،

(سورۃ ۹۶ آیت ۱۹)

(۹) پریشان نہ ہوں:

اللہ کریم نے اپنے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی سے نوازا اور فرمایا

☆ فلا یحزنک قولھم انا نعلم ما یسرون وما یعلنون پس ان کی بات سے غمگین نہ ہوں، ہم جانتے ہیں جو وہ چھپاتے اور ظاہر کرتے ہیں۔ (سورۃ ۳۶ آیت ۷۶)

☆ اے محبوب! جو کفر اختیار کرے تو اس کا کفر تمہیں غمناک

نہ کرے، اُن کو ہماری طرف لوٹنا ہے۔ پھر ہم ان کو ان کے عمل جتائیں گے بے شک اللہ سینوں کے راز جانتا ہے۔

(سورۃ ۳۱ آیت ۲۳)

☆ اے محبوب! آپ، کفر میں دوڑنے والوں سے پریشان نہ ہونا، (سورۃ ۳ آیت ۱۷۵)

☆ بے شبہ ہم جانتے ہیں کہ تجھے وہ بات غمناک کرتی ہے جو وہ کہتے ہیں، سو وہ تجھے نہیں جھٹلاتے لیکن اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے ہیں، اور بے شک تجھ سے پہلے رسول بھی جھٹلائے گئے تو انہوں نے جھٹلائے اور ستائے جانے پر صبر کیا یہاں تک کہ ان کے پاس ہماری امداد آگئی، اور اللہ کی باتوں کو کوئی تبدیل نہیں کر سکتا، اور بے شک تیرے پاس رسولوں کی خبریں آ چکی ہیں، (سورۃ ٦ آیت ۳۳ تا ۳۴)

☆ اپنی نگاہیں اُن کی طرف نہ پھیلانا جس کے ذریعے ہم نے کئی جماعتوں کو فائدہ دیا، اور نہ ان پر غم کرنا اور ایمان والوں کے لئے اپنے بازو جھکا دیجئے، (سورۃ ۱۵ آیت ۸)

☆ اور ہم جانتے ہیں کہ ان کے کچھ کہنے پر آپ کا دل پریشان ہوتا ہے، تو آپ اپنے رب کی پاکی بیان کرتے رہیے اور سجدہ والوں میں شامل رہیے۔ (سورۃ ۱۵ آیت ۹۸، ۹۹)

(۱۰) لوگوں سے مستغنی:

اللہ کریم نے اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو لوگوں سے ہر طرح مستغنی رکھا فرمایا

☆ ''اور میں تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا، اور وہ تو جہانوں کے لئے نصیحت ہے،(سورۃ ۶ آیت ۹۲)

☆ ''اے محبوب، کیا تم کوئی ان سے مال طلب کرتے ہو (ہرگز نہیں) پس تمہارے رب کا مال ہی بہتر ہے اور وہی بہترین رزق دینے والا ہے،(سورۃ ۲۳ آیت ۷۲)

☆ وما انت بتابع قبلتھم، آپ ان کے قبلے کی پیروی کرنے والے نہیں۔(سورۃ ۲ آیت ۱۴۵)

☆ ''فرمائیے، میں تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا مگر کوئی شخص یہ کرے کہ اپنے رب کے راستے پر گامزن ہو جائے،

(سورۃ ۲۵ آیت ۵۷)

☆ فرمائیے جو کچھ اجر میں نے تم سے مانگا ہو تو وہ تمہیں ہی مبارک، میرا اجر تو اللہ کے ذمے ہے، وہی اللہ ہر چیز پر گواہ ہے

(سورۃ ۳۴ آیت ۴۷)

☆ پھر اگر وہ منہ موڑیں تو فرمائیے مجھے اللہ کافی ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، میں نے اسی پر بھروسہ کیا اور وہی عظیم عرش کا رب ہے(سورۃ ۹ آیت ۱۲۸)

(۱۱) ایمان والوں پر نظر:

اللہ کریم نے اپنے محبوبِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایمان والوں پر نظر کرم رکھنے کی تلقین فرمائی، فرمایا

☆ اور آپ اُن لوگوں کے ساتھ رہیے جو صبح و شام اپنے رب کی عبادت کرتے ہیں اور اُسی کی رضا چاہتے ہیں۔ اور ان سے اپنی چشمانِ رحمت کو نہ پھیرنا، کیا تم دنیا کی زندگی کا سنگار چاہو گے اور اُس کا کہانہ ماننا جس کا دِل ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا اور وہ اپنی خواہش کے پیچھے چلا اور اُس کا کام حد سے گزر گیا۔

(سورۃ ۱۸ آیت ۲۸)

معلوم ہوا کہ عبادت گزار ہونے کے باوجود، ایمان والے مصطفےٰ کریم کی نگاہ رحمت کے محتاج ہیں۔ اگر حضور کی نگاہ رحمت پھر جائے تو عبادت کا مزہ گیا، ریاضت کی لذت گیا، یہ سب چیزیں تو اُس نگاہِ رحمت کی مرہون و ممنون ہیں۔

تیری نگاہِ ناز سے دونوں مراد پا گئے
عقل، غیاب، جستجو، عشق، حضور، اضطراب

☆ ورحمۃ للذین اٰمنوا منکم، اور ایمان والوں کے لئے نبی سراپا رحمت ہے۔ (سورۃ ۹ آیت ۶۱)

رسالتِ محمدی کے قرآنی دلائل

☆☆☆☆☆

ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری نبی اور رسول ہیں۔قرآنِ حکیم نے اِس عقیدے کو عقلی دلائل کے ساتھ خوب مزین فرمایا کہ عقلِ سلیم کے لئے انکار کی کوئی گنجائش نہیں۔آیئے رسالتِ محمدی پر قرآنی دلائل کے مناظر کا مشاہدہ کریں۔

(۱)حضور کالافانی کردار:

قرآنِ پاک نے محبوبِ پاک صاحب لولاکِ صلی اللہ علیہ وسلم کے لافانی کردار کو آپ کی نبوت ورسالت کی دلیل قرار دیا ہے،فرمایا

☆ ''اور بے شک میں نے تم میں ایک عمر بسر فرمائی،تو کیا تم عقل سے کام نہیں لیتے۔

یعنی اے ظالمو، ہٹ دھرمو! تم غور کرو،تم خود مجھے صادق اور امین کہتے ہو، میرے کردار کے ہر گوشے کو لافانی سمجھتے ہو، پھر بھی میری رسالت کو جھٹلاؤ گے تو کیا عقل سے کام لوگے، ہرگزنہیں، جب میں دنیا کے بارے میں غلط بات نہیں کہتا تو خدا کے بارے میں کیسے غلط بات کہہ سکتا ہوں،لہٰذا سوچو،۔

شاید کہ اُتر جائے ترے دِل میں مری بات

(۳) اہلِ کتاب کا جاننا:

اللہ پاک نے اپنی کتاب تورات وانجیل اور زبور میں خوب ذکرِ مصطفےٰ کے پھول بکھیرے اور اُن کی خوشبو سے دِل والوں کے دِل معطر کیے، حضرت موسیٰ نے حضور کا ذکر کیا، حضرت عیسیٰ نے حضور کی بشارت سنائی، حضرتِ داؤد نے حضور کے نغمے آلاپے، یہ اُمور حضور کی رسالت ونبوت کے شواہد تھے جن کو اہلِ کتاب جانتے تھے، وہ آخری نبی کے منتظر تھے۔ اب قرآنِ پاک کا نظارہ کیجئے، فرمایا

☆ "اور جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی وہ اس نبی کو ایسے پہچانتے ہیں جیسے اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں اور بے شک اُن میں سے ایک فریق جان بوجھ کر حق کو چھپاتا ہے، اور وہ خوب جانتے ہیں، (سورۃ ۲ آیت ۱۴۶)

☆ اور بے شک جن لوگوں کو کتاب دی گئی وہ خوب جانتے ہیں کہ وہ ان کے رب کی طرف سے برحق ہے، (سورۃ ۲ آیت ۱۴۴)

☆ اور جو کافر لوگ کہتے ہیں کہ تم رسول نہیں، اُن سے فرمایئے کہ میرے اور تمہارے درمیان اللہ اور وہ آدمی جس کے پاس کتاب کا علم ہے کافی گواہ ہے، (سورۃ ۱۳ آیت ۴۳)

☆ کیا اُن کے پاس یہ نشانی کافی نہیں کہ بنی اسرائیل کے عالم اُسے جانتے ہیں، (سورۃ ۲۶ آیت ۱۹۷)

☆ "اللہ اُن لوگوں کو کیوں ہدایت عطا کرے جو ایمان لانے کے بعد کافر ہو گئے اور یہ گواہی بھی دے چکے کہ رسول حق ہے، اور

اُن کے پاس روشن دلیلیں آ چکیں، اور اللہ ظالموں کو ہدایت عطا نہیں فرماتا۔ (سورۃ ۳ آیت ۸۵)

☆ اور وہ وقت بھی یاد کیجئے جب مریم کے لختِ جگر عیسیٰ نے بنی اسرائیل سے فرمایا کہ میں اللہ کا رسول ہوں تمہاری طرف، جو تورات کی تصدیق کرتا ہوں اور اپنے بعد آنے والے رسول کی بشارت دیتا ہوں، اُس کا نام احمد ہے پھر جب وہ رُسول ان کے پاس روشن دلیلیں لے کر جلوہ گر ہوا تو بولے، یہ تو کھلا جادو ہے،

(سورۃ ۶۱ آیت ۶)

(۳) سابقہ کتابوں میں ذکر:

اللہ تعالیٰ نے پہلی کتابوں میں حضور کا ذکر فرمایا یہ آپ کی رسالت و نبوت کی بہت بڑی دلیل ہے۔ فرمایا

☆ وَاِنَّهٗ لَفِیْ زُبُرِ الْاَوَّلِیْنَ، اور بے شک وہ اگلے صحیفوں میں مذکور ہے۔ (سورۃ ۲۶ آیت ۱۹۶)

☆ اَلَّذِیْ یَجِدُوْنَ مَکْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِی التَّوْرٰاةِ وَ الْاِنْجِیْلِ، وہ اُسے اپنے پاس تورات اور انجیل میں لکھا پاتے ہیں،

(سورۃ ۷ آیت ۱۵۷)

☆ ذٰلِکَ مَثَلُهُمْ فِی التَّوْرٰاةِ وَمَثَلُهُمْ فِی الْاِنْجِیْلِ وہ اُن کی مثال تورات میں بھی ہے اور انجیل میں بھی ہے،

(۴) پوشیدہ باتوں کو ظاہر کرنا:

اہلِ کتاب حضور دانائے غیوب کے سامنے بھی تورات و انجیل کے احکامات

چھپانے سے گریز نہیں کرتے تھے، حضور اُن کے فریب زدہ کردار اور کتمانِ حق کے شرمناک اطوار کو بخوبی جانتے تھے، حضور کا ان پوشیدہ باتوں کو ظاہر کر کے اہلِ کتاب کو لاجواب کرنا رسالت اور نبوت کی دلیل ہے، فرمایا

☆ "اے اہلِ کتاب! تمہارے پاس ہمارا رُسول آ چکا ہے، وہ بہت سی باتیں ظاہر کر دیتا ہے جو تم چھپاتے ہو اور بہت سی باتوں سے درگزر کرتا ہے، بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور آیا اور روشن کتاب آئی" (سورۃ ۵ آیت ۱۵)

(۵) قرآن کا اُترنا:

قرآنِ پاک جیسی لاجواب اور بے مثال کتاب کا نازل ہونا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اس کلامِ جلالت مآب کو اپنے قلب منیب پر برداشت کرنا رسالت اور نبوت کی دلیل ہے، فرمایا

☆ کیا انہیں کافی نہیں کہ ہم نے تجھ پر کتاب نازل فرمائی جو ان پر تلاوت کی جاتی ہے بے شک اس میں ایمان والوں کے لئے رحمت اور نصیحت موجود ہے، (سورۃ ۲۹ آیت ۵۱)

☆ اگر ہم قرآن کسی پہاڑ پر نازل فرماتے تو وہ اللہ کی خشیت سے ضرور ریزہ ریزہ ہو جاتا، یہ مثالیں ہیں جو ہم بیان کرتے ہیں کہ تم فکر اختیار کرو،

☆ تو کیا انہوں نے اِس بات میں غور ہی نہیں کیا کہ اُن کے پاس وہ چیز آئی جو اُن کے اگلے باپ دادوں کے پاس نہیں آئی،

انہوں نے اپنے اس رسول کو پہچانا نہیں کہ اس کا انکار کرتے ہیں۔ یا وہ کہتے ہیں کہ اس کو جنون ہے، وہ تو ان کے پاس حق لے کر آیا ہے اور اکثر اس حق سے کراہت کھا رہے ہیں۔ اور اگر حق اُن کی خواہشوں کے تابع کر دیا جائے تو زمینوں اور آسمانوں میں ضرور فساد برپا ہو جائے، بلکہ ہم تو ان کے پاس ان کی نصیحت لائے ہیں، پس وہ اپنی نصیحت سے منہ پھیر رہے ہیں۔ یا تو ان سے کوئی مال طلب کرتا ہے (ہرگز نہیں) سو تیرے رب کا دیا ہوا مال بہتر ہے، اور وہی بہترین رزق دینے والا ہے۔ اور تو اُن کو ضرور سیدھے راستے کی طرف بلاتا ہے، (سورۃ ۲۳ آیت ۶۸ تا ۷۳)

☆ فرمایئے اگر سارے جن اور انسان اس پر جمع ہو جائیں کہ اس قرآن جیسا لے آئیں تو وہ ہرگز نہ لا سکیں گے اگرچہ ایک دوسرے کے مددگار بن جائیں (سورۃ ۱۷ آیت ۸۸)

☆ مبارک ہے وہ جس نے اپنے عبد خاص پر فرقان کو نازل فرمایا تاکہ وہ تمام جہانوں کے لئے ڈر سنانے والا ہو جائے،

☆ اور اگر تمہیں اس میں کوئی شک نظر آتا ہے جو ہم نے اپنے بندے پر نازل فرمایا تو اس کی طرح ایک سورت ہی بنا لاؤ، تم تمام ساتھی مل جاؤ اللہ کے سوا، اگر تم سچے ہو، (سورۃ ۲ آیت ۲۳)

☆ ''کیا وہ یہ کہتے ہیں کہ یہ شاعر ہے، جس کے بارے میں ہم گردشِ زمانہ کا انتظار کر رہے ہیں، فرمایئے تم ضرور انتظار کرو، میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرتا ہوں۔ کیا ان کی عقلیں انہیں اس بات

کا حکم دیتی ہیں یا وہ گمراہ لوگ ہیں۔ یا وہ کہتے ہیں کہ اسے نبی نے خود بنالیا ہے، بلکہ ایمان نہیں لاتے، پس لے آئیں اِس (قرآن) کی مثل ایک ہی بات اگر وہ سچے ہیں۔ (سورۃ ۵۲ آیت ۳۰)

☆ "اِس کلام کو شیطانوں نے نازل نہیں کیا، اور نہ یہ اُن کے لئے ہے اور نہ وہ ایسا کر ہی سکتے ہیں۔ وہ تو اس سے سننے سے معزول کر دیئے گئے ہیں، (سورۃ ۲۶ آیت ۲۱۰، ۲۱۱)

☆ اور وہ شیطان مردود کا کلام نہیں، سو تم کدھر جا رہے ہو، (سورۃ ۸۱ آیت ۲۵، ۲۶)

☆ اگر وہ (رسول) بعض باتیں خود بنا کر ہماری طرف منسوب کر دیتا تو ہم ضرور اُس کا دایاں ہاتھ پکڑ لیتے،

(سورۃ ۶۹ آیت ۴۴)

(۶) غیب کی خبریں:

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو جو غیب کی بے شمار خبریں عطا فرمائیں وہ ایک ایک سچ ثابت ہوئی۔ یہ نبوت و رسالت کی مبینہ دلیل ہے، فرمایا

☆ "اللہ غیب کو جاننے والا جو اپنا غیب کسی پر ظاہر نہیں کرتا لیکن اپنے رسولوں میں سے جسے چن لے (اُس پر ظاہر کرتا ہے)"

☆ "اور یہ نبی غیب بیان کرنے میں بخل سے کام نہیں لیتا"

☆ "بے شک اللہ نے اپنے رُسول کا خواب سچا کر دکھایا کہ تم ضرور اللہ نے چاہا تو مسجدِ حرام میں داخل ہو جاؤ گے اپنے سر منڈاتے

اور بال کترا تے ہوئے، بے خوف ہو کر، تو تم لوگ نہیں جانتے تھے اُس کو اللہ جانتا تھا، تو اُس نے اس سے پہلے ہی ایک فتح عطا فرما دی، (سورۃ ۴۸ آیت ۲۷)

☆ ''عنقریب یہ جماعت شکست کھائے گی اور یہ لوگ پیٹھ دکھا کر بھاگ جائیں گے، (یہ جنگِ بدر میں کافروں کی شکست کی طرف اشارہ ہے)

☆ ''روم مغلوب ہو گیا، قریبی ملک میں اور وہ اپنے مغلوب ہونے کے بعد بہت جلد غالب ہوں گے، چند سال میں، پہلے اور بعد میں اللہ ہی کا علم ہے، اور اس دِن ایمان والے خوش ہوں گے اللہ کی فتح سے، وہ جسے چاہے فتح عطا کرے اور وہی غالب ہے، رحم کرنے والا ہے۔ (سورۃ ۳۰ آیت ۱ تا ۴)

☆ وہ خدا ہے جس نے اپنا رُسول ہدایت اور دینِ حق کے ساتھ بھیجا تا کہ اُسے سب دینوں پر غالب کرے اور اللہ کافی ہے گواہی دینے والا، (سورۃ ۴۸ آیت ۲۸) (اِس میں غلبہ اسلام کی خبر ہے)

☆ بے شک وہ خدا جس نے تم پر قرآن فرض کیا وہ ضرور تمہیں واپسی کے مقام (یعنی مکہ) میں لانے والا ہے۔ فرما دے میرا رب اس کو بھی خوب جانتا ہے جو ہدایت لایا اور اس کو بھی خوب جانتا ہے جو کھلی گمراہی میں ہے، (سورۃ ۲۸ تا ۵۸)

☆ ''جہاد میں پیچھے رہ جانے والے غریبوں سے فرما دیجئے

کہ بہت جلد تمہیں ایک سخت جنگجو قوم کی طرف بلایا جائے گا، تم اُن سے جنگ کرو گے۔ (سورۃ ۴۸ آیت ۱۶)

اِس جنگجو قوم سے مراد اہلِ یمامہ کے لشکر ہیں جو مسیلمہ کذاب کو اپنا نبی مان کر کافر ہو چکے تو خلافتِ صدیقی میں اُن سے شدید لڑائی ہوئی جس میں بہت سے صحابہ کرام شہید ہو گئے۔ اِتنے حفاظ کرام نے جام شہادت نوش کیا کہ حفاظتِ قرآنِ خطرے میں پڑ گئی، تب قرآنِ پاک جمع کیا گیا کہ کتابی صورت میں محفوظ ہو جائے۔ یہ آیت خلافتِ صدیقی کی بھی کھلی دلیل ہے۔

☆ ابولہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹ گئے، اور وہ تباہ ہو گیا، اس کا مال اور اس کی اولاد اس کے کچھ کام نہ آئی، وہ عنقریب بھڑکتی آگ کا ایندھن بنے گا، (سورہ لہب)

(۷) خدا کی گواہی:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت پر خود رب کائنات کی شہادت ایک مبینہ دلیل ہے۔ فرمایا

☆ قُلْ اَیُّ شَیْءٍ اَکْبَرُ شَهَادَةً، قُلِ اللّٰهُ شَهِیْدٌ بَیْنِیْ وَ بَیْنَكُمْ فرمائیے کونسی شہادت سب سے بڑی ہے، فرمائیے میرے اور تمہارے درمیان اللہ گواہ ہے، (سورۃ ٦ آیت ۱۹)

(۸) معجزات کا صدور:

حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ مبارک پر بہت سے معجزوں کا ظہور ہوا جو اُن کی نبوت و رسالت کی دلیل ہے۔ فرمایا

☆ "اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ، قیامت قریب آ گئی اور چاند پھٹ گیا۔ اور اگر وہ کوئی نشانی دیکھتے ہیں تو اعراض کرتے ہیں اور کہتے ہیں (یہ) جادو ہے، جو ہمیشہ سے جاری ہے۔ اور انہوں نے اُسے جھٹلایا اور اپنی خواہشوں کی پیروی کی اور ہر کام کا ایک وقت مقرر ہے، (سورۃ ۵۴ آیت ۱ تا ۳)

اِس آیت کریمہ میں ایک عظیم الشان معجزہ شق القمر کا ذکر ہے۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ نبی اللہ تعالیٰ کے حکم سے زمین و آسمان کا تاجدار ہے، جہاں چاہے اپنا تصرف دکھا سکتا ہے۔ یہ شان اہلِ عقل سلیم کے لئے دلیلِ تسلیم ہے، ؎

فرش کیا عرش پہ جاری ہے حکومت تیری

☆ (اے محبوب) تجھ سے پہلے رسول بھی آدمی تھے جن کی طرف ہم نے وحی فرمائی تو اگر تم نہیں جانتے تو جاننے والوں سے پوچھ لو، دلیلوں اور کتابوں کے ذریعہ سے اور اے محبوب ہم نے تجھے نصیحت فرمائی تاکہ تو لوگوں سے وہ کچھ بیان کردے جو ان کی طرف اتارا گیا تاکہ وہ فکر سے کام لیں، (سورۃ ۱۶ آیت ۴۳، ۴۴)

☆ بے شک ہم نے کھلی دلیلوں کے ساتھ اپنے رُسول بھیجے اور اُن کے ساتھ کتاب اور میزان اُتاری تاکہ لوگ انصاف پر قائم رہیں، (سورۃ ۵۷ آیت ۲۵)

اِن آیات سے مراد دِلیل معجزہ ہے جس کے ذریعے اللہ کے رُسول اللہ کے دشمنوں کولا جواب کرتے تھے، اللہ نے ہمارے رُسولِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کو سراپا معجزہ بنا کر بھیجا فرمایا لَقَدْ جَاءَ كُمْ بُرھَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ ، بے شک تمہارے رب کی طرف سے تمہاری

طرف برھان آ گئی۔ جس منصف مزاج نے آپ کی زیارت کی، آپ کی سیرت کا مطالعہ کیا، ایک نظر دیکھنے سے پکارا اُٹھا یہ کسی جھوٹے کا چہرہ نہیں، یہ تو سراپا صدق دکھائی دے رہا ہے۔ پھر قرآنِ پاک حضور کا سب سے بڑا اعجاز ہے، فرمایا

☆ اَوَلَمْ یَکْفِهِمْ اَنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَیْکَ الْکِتٰبَ یُتْلٰی عَلَیْهِمْ کیا انہیں یہ کافی نہیں کہ ہم نے تجھ پر کتاب نازل فرمائی جو اُن کے سامنے تلاوت کی جاتی ہے، (سورۃ ۲۹ آیت ۵۱)

(۹) نبی اُمّی ہونا:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نبی اُمی ہونا بھی آپ کی نبوت و رسالت کی دلیلِ کامل ہے۔ فرمایا

☆ وہ خدا ہے جس نے اُمیوں میں رسول مبعوث فرمایا

☆ اے محبوب! قرآن کے نزول سے پہلے تم کوئی کتاب نہیں پڑھتے تھے اور نہ اُسے اپنے دائیں ہاتھ سے لکھتے تھے، اگر ایسا ہوتا تو پھر ان باطل پرستوں کو شک کی گنجائش ہوتی۔ بلکہ وہ (قرآن) تو روشن آیتیں ہیں اُن کے سینوں میں محفوظ ہو گئی ہیں جنھیں علم دیا گیا اور ہماری آیتوں کا انکار تو صرف ظالم لوگ ہی کرتے ہیں (سورۃ ۲۹ آیت ۴۸ تا ۴۹)

(۱۰) بے مثال استقامت:

جس طرح امام شافعی کی کتابیں پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ عظیم فقیہ تھے، اُرسطو کے احوال دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ فلسفی تھا نبی کے بے مثال حالات و آثار کا

مطالعہ کرنے سے کیا اس حقیقت کا علم ضروری حاصل نہیں ہو جاتا ہے کہ وہ نبی ہے، پھر نبی الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات وآثار، آپ کا انتہائی ناگفتہ بہ حالات میں استقامت کے جوہر دکھانا، عزیمت کے راستے پر ثابت قدم رہنا، ہمیشہ صداقت وامانت کا پرچم بلند کرنا۔ اللہ تعالیٰ کی ذات پر اِس قدر یقینِ کامل کہ اگر دائیں ہاتھ پر سورج رکھ دیا جائے اور بائیں ہاتھ پر چاند، تو پھر بھی اُس سے ہی اپنا تعلق برقرار رکھنا، کیا یہ صاحب عقل کے لئے دلائلِ نبوت نہیں۔ فرمایا،

☆ اِنَّکَ لَتَھْدِیْٓ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ، آپ سیدھے راستے کی ہدایت کرتے ہیں، (سورۃ ۴۲ آیت ۵۲)

☆ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ، آپ سیدھے راستے پر ہیں (سورۃ ۳۶ آیت ۴)

☆ کَذٰلِکَ لِنُثَبِّتَ بِہٖ فُؤَادَکَ وَرَتَّلْنٰہُ تَرْتِیْلًا (ہم نے یہ قرآن اِس طرح نازل کیا) کہ اس سے تمہارا دِل خوب جمائے رکھیں اور ہم نے اسے ٹھہر ٹھہر کر پڑھا، (سورۃ ۲۵ آیت ۳۲)

☆ مَاضَلَّ صَاحِبُکُمْ مَاغَوٰی، تمہارا رفیق نہ گمراہ ہوا اور نہ کبھی بہکا (سورۃ ۵۳ آیت ۲)

☆ اے محبوب ہم رسولوں کی خبریں تم پر اس لئے بیان کرتے ہیں کہ اس ذکر سے تمہارا دِل مضبوط رہے، اور اس حق میں تمہارے پاس مومنوں کے لئے موعظت اور نصیحت آچکی ہے، اور ایمان نہ لانے والوں سے فرمایئے، تم اپنی جگہ عمل کرتے رہو اور ہم (اپنی جگہ) عمل کرتے ہیں۔ تم بھی انتظار کرو، ہم بھی انتظار کرتے

ہیں۔(سورۃ ۱۱ آیت ۱۲۰ تا ۱۲۲)

(۱۱) مباہلہ کا چیلنج:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا تعالیٰ کے حکم سے اہلِ کتاب کو مباہلہ کا چیلنج دیا۔ اہلِ کتاب فرار ہو گئے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو فتح عطا فرمائی جو آپ کی نبوت و رسالت کی رہتی دنیا تک دلیل ہے۔ فرمایا

☆ ''اے محبوب! تیرے پاس علم آ جانے کے بعد بھی کوئی شخص تیرے ساتھ اس بارے میں جھگڑے تو فرما دے کہ ہم اور تم اپنے بیٹوں اور تمہارے بیٹوں، اور اپنی عورتوں اور تمہاری عورتوں اور اپنی جانوں اور تمہاری جانوں کو بلا لیں پھر (اللہ کے حضور) عرض کریں اور جھوٹ بولنے والوں پر اللہ کی لعنت بھیجیں، بے شک یہی بیان ہے جو برحق ہے، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور اللہ ہی ہے جو غالب ہے اور حکمت والا ہے۔ پھر اگر وہ منہ پھیریں تو بے شک اللہ فساد کرنے والوں کو خوب جانتا ہے (سورۃ ۳ آیت ۶۰ تا ۶۲)

(۱۲) تزکیہ نفس کی تعلیم:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لاتعداد غلاموں کو تزکیہ نفس کی دولت سے مالا مال کیا، انہیں حکمتِ بالغہ سے سرشار فرمایا اور انہیں علم کے نور سے آراستہ کیا۔ دلوں کو زندہ کرنا، ضمیروں کو طہارت باختنا مردہ جسم زندہ کرنے سے بھی زیادہ مشکل ہے، حضور کا تہذیب نا آشنا لوگوں کو قیصر و کسریٰ کا امام بنانا حضور کا کمالِ نبوت اور برہانِ رسالت ہے۔ پھر قیامت تک کے لوگوں کے لئے تزکیہ نفس کی لذتیں عام کرنا اور لاکھوں انسانوں کو مقام

ولایت پر فائز کر کے اپنی لامحدود نبوت کی لامحدود دلیلیں فراہم کرنا آپ کی نبوت کی دلیل ہے۔ یاد رہے کہ اولیاء کرام کی بے شمار کرامتیں اور باطل شکن عادتیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزے ہیں۔ اب قرآنِ پاک سنئے۔

☆ بے شک اللہ نے مومنوں پر احسان فرمایا جب اس نے اُن میں، اُنہی سے ایک رسول بھیجا جو اُن پر اُس کی آیتیں تلاوت کرتا ہے، اور اُنہیں پاک کرتا ہے، اور اُنہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے، اگرچہ وہ اس سے پہلے کھلی گمراہی کا شکار تھے،

(سورۃ ۳ آیت ۱۶۴)

☆ وہ تمہیں وہ کچھ سکھاتا ہے جو تم نہیں جانتے تھے،

(سورۃ ۲ آیت ۱۵۱)

☆☆☆☆☆

حضور کی تعلیمات

☆☆☆☆☆

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے اسلام و ایمان کی روشن تعلیمات کو عام فرمایا تا کہ بھٹکے ہوئے انسان، انسانیت کے راستے پر چلنا شروع ہو جائیں اور انہیں آخرت کی منزلِ مراد نصیب ہو جائے، ہم چند تعلیمات کا ذکر کرتے ہیں ۔

وہ دانائے سُبل ختم رسل مولائے کل جس نے
غبارِ راہ کو بخشا فروغِ وادیِ سینا

ایمان کی دولت:

کائنات کی سب سے بڑی دولت ایمان ہے جو صرف اور صرف حضور جانِ ایمان کی نسبت سے حاصل ہوتی ہے، اسی دولت پر اُخروی نجات کا دارومدار ہے۔ اس لئے قرآنِ پاک نے اِس کی بار بار تاکید فرمائی

☆ فَـاٰمِنُـوا بِـاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ الَّذِيْ يُؤْمِنُ بِـاللّٰهِ وَ كَلِمٰتِهٖ وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ، پس اللہ اور اُس کے رسول نبی اُمی پر ایمان لاؤ جو اللہ اور اُس کی باتوں پر یقین رکھتا ہے اور اُسی کی اتباع کرو تا کہ تم ہدایت یاب ہو جاؤ (سورۃ ۷ آیت ۱۵۸)

☆ ''فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ'' تو ایمان لاؤ اللہ اور اُس کے تمام رسولوں پر اور اگر تم ایمان لے آؤ اور تقویٰ اختیار کرلو تو تمہارے لئے عظیم ثواب ہے۔(سورۃ ۳ آیت ۱۷۸)

☆ ''کُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ'' سب ایمان لائے اللہ پر اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں اور اس کے تمام رسولوں پر، ہم اس کے رسولوں میں فرق نہیں کرتے۔(سورۃ ۲)

☆ اور جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں لاتے اُن کے لئے ہم نے دردناک عذاب تیار کیا ہے۔(سورۃ ۱۷ آیت ۱۰)

اِن آیاتِ قدسیہ سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کو، اُس کے رُسولوں کو، اس کے فرشتوں کو، اُس کی کتابوں کو اور اُس کے یوم آخرت کو دل وزبان سے تسلیم کرنے کا نام ایمان ہے۔ کسی ایک کا انکار سب کا انکار تصور کیا جائے گا۔ جیسا کہ منافقوں کے بارے میں فرمایا گیا، اور جو لوگ کہتے ہیں ہم اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لائے اور وہ ہرگز مومن نہیں، (سورۃ ۲) اِس کی وجہ یہ ہے کہ وہ یا تو دِل سے ایمان نہیں لائے اور یا پھر باقی پہلوؤں کا انکار کرتے تھے، بالخصوص منافقوں کو حضورؐ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات سے قطعاً کوئی محبت نہیں تھی، اس لئے حضور سے نفرت کرنے کی وجہ سے وہ توحید و آخرت کے میدان میں بھی ناکام ہوگئے۔

اِسلام کی عظمت:

حضرتِ آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم تک تمام انبیاء کرام نے اِسلام کی تبلیغ فرمائی۔ اللہ کے نزدیک دین ہے تو بس اسلام ہے اِس لئے

ایمان کی دولت حاصل کرنے کے بعد انسان کو اسلام میں مکمل داخل ہو جانے کا حکم دیا گیا ہے۔فرمایا

☆ ''اور تم اپنے رب کی طرف رجوع کرو اور اُس کے لئے اِسلام لے آؤ اس سے پہلے کہ تم پر عذاب آئے پھر تمہاری کوئی مدد نہ ہوگی (سورۃ ۳۹ آیت ۵۴)

☆ ''فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ،پس تم مسلمان ہو کر ہی مرنا (سورۃ ۲ آیت ۱۳۲)

☆ فَمَنْ اَسْلَمَ فَاُولٰٓئِکَ تَحَرَّوْا رَشَدًا پس جو اسلام لایا تو وہی ہیں جنھوں نے اچھا راستہ چنا (سورۃ ۷۲ آیت ۱۴)

☆ جو کوئی اسلام کے سوا کوئی اور دین تلاش کرے تو وہ دین اُس سے ہرگز قبول نہ کیا جائے گا اور وہ آخرت میں خسارہ اُٹھانے والوں میں شامل ہوگا (سورۃ ۳ آیت ۸۴)

☆ ''آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا، اور تم پر اپنی نعمت تمام کر دی اور تمہارے لئے دینِ اسلام سے راضی ہوا،
(سورۃ ۵ آیت ۳)

☆ اَفَنَجْعَلُ الْمُسْلِمِیْنَ کَالْمُجْرِمِیْنَ ٥ مَالَکُمْ کَیْفَ تَحْکُمُوْنَ ٥ تو کیا ہم مسلمانوں کو مجرموں کی طرح رکھیں گے، تمہیں کیا ہوا یہ کیسا فیصلہ کرتے ہو، (سورۃ ۶۸ آیت ۳۵ تا ۳۶)

☆ کیا جس کا سینہ اللہ نے اسلام کے لئے کشادہ کر دیا تو وہ اپنے رب کی طرف سے (ملنے والے) نور پر ہے۔
(سورۃ ۳۹ آیت ۲۲)

اگر کوئی پوچھے کہ ایمان کیا ہے تو مختصر جواب ہے حضور کی محبت اور اگر کوئی پوچھے کیا اسلام کیا ہے تو مختصر جواب ہے حضور کی اطاعت، ہم نے عرض کیا ہے۔

میرا ایمان کیا ہے بس محبت کملی والے کی

میرا اسلام کیا ہے بس اطاعت کملی والے کی

اسلام کے ارکان:

اللہ کریم نے اپنے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اسلام کے ارکان بتائے۔ جن کو ادا کرنے سے انسان سچا مسلمان بنتا ہے۔

(i) کلمہ شریف: کلمہ شریف کے دو حصے ہیں، اقرار توحید اور اقرار رسالت۔ فرمایا

☆ "فاعلم انہ لا الہ الا اللہ جان لو، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ (سورۃ ۴۷ آیت ۱۹)

☆ محمد رسول اللہ، محمد اللہ کے رسول ہیں

(سورۃ ۴۸ آیت ۲۹)

تو گویا کلمہ شریف لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اسلام کا پہلا رکن ہے۔

(ii) نماز: نماز اسلام کا دوسرا رکن ہے جس کے مذہبی، سماجی، معاشرتی، طبی ثمرات سے اہل اسلام مستفیض ہوتے ہیں۔ اس کا بار بار حکم دیا گیا ہے۔ فرمایا

☆ "الذین ھم علی صلاتھم دائمون۔ وہ اپنی نمازوں پر ہمیشگی اختیار کرتے ہیں۔ (سورۃ ۷۰ آیت ۲۳)

☆ "بے شک نماز بے حیائیوں اور گناہوں سے روکتی ہے

(سورۃ ۲۹ آیت ۴۵)

☆ شیطان تمہیں اللہ کی یاد اور نماز سے روکتا ہے۔

(سورۃ ۵ آیت ۹۱)

☆ جو غیب پر ایمان لاتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں۔

(سورۃ ۲ آیت ۳)

☆ اُس دن اپنے رب کی طرف جانا ہوگا، تو نے نہ تصدیق کی اور نہ نماز پڑھی بلکہ جھٹلایا اور منہ پھیرا (سورۃ ۷۵ آیت ۳۰ تا ۳۲)

☆ واقیموا الصلوٰۃ اور نماز قائم کرو (سورۃ ۳ آیت ۴۳)

(iii) زکوۃ: زکوۃ اسلام کا تیسرا رکن ہے، جس کی بدولت اہل اسلام کی معیشت و سنوارا جاتا ہے، نماز کے ساتھ زکوۃ کی بھی بہت تلقین ہے۔ فرمایا

☆ "ومما رزقنٰھم ینفقون، اور ہمارے دیئے ہوئے مال سے خرچ کرتے ہیں، (سورۃ ۲ آیت ۳)

☆ الذین لا یؤتون الزکوۃ وھم بالاخرۃ ھم کٰفرون۔ جو لوگ زکوۃ نہیں ادا کرتے وہ آخرت کے بھی منکر ہیں

(سورۃ ۴۱ آیت ۷)

☆ جو لوگ اپنے رب کی خوشنودی کے لئے زکوۃ دیتے ہیں تو وہی اپنے مال کو دگنا کرنے والے ہیں۔ (سورۃ ۳۰ آیت ۳۹)

☆ فریضۃً من اللہ۔ (زکوۃ) اللہ کی طرف سے فرض ہے

(سورۃ ۹ آیت ۶۰)

(iv) روزہ: اسلام کا چوتھا رکن ہے روزہ جو رمضان المبارک کی صورت میں ہر مسلمان عاقل و بالغ پر فرض ہے۔ اس کے بہت سے طبی اور معاشرتی ثمرات ہیں۔ فرمایا

☆ اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کئے گئے جس طرح تم سے اگلوں پر فرض کئے گئے تا کہ تم پرہیزگار بن جاؤ،

(سورۃ ۲ آیت ۱۸۳)

☆ ایّاما معدُوٰاتٍ، یہ گنتی کے دِن ہیں (ایضاً آیت ۱۸۴)

☆ جو کوئی یہ مہینہ (رمضان) پائے تو وہ اُس کے روزے ضرور رکھے، (ایضاً آیت ۱۸۵)

☆ کھاؤ اور پیو جب تک صاف نظر آئے تم کو فجر کا سفید دھاگا رات کے کالے دھاگے سے، پھر تم روزہ کو رات آنے تک پورا کرو، (سورۃ ۲ آیت ۱۸۷)

(۷) حـــج: اسلام کا پانچواں رکن حج ہے۔ جو اسلام کے اندر تمام مسلمانوں کو اتحاد و وحدت کا درس دیتا ہے، رنگ و نسل اور زبان ولباس کے بت توڑ کر ایک ملت میں گم ہونے کی تلقین کرتا ہے۔ یہ فرض ہے فرمایا

☆ اور اللہ کے لئے لوگوں پر بیت (اللہ) کا حج فرض ہے جو اُس تک جانے کی طاقت رکھتا ہو، (سورۃ ۳ آیت ۹۶)

☆ اَلْحجُّ اَشْہُرٌ مَعْلُوْمٰتٌ، حج کے مقررہ مہینے ہیں،

(سورۃ ۲ آیت ۱۹۷)

☆ جس نے ان مہینوں میں حج فرض کر لیا تو حج میں نہ عورتوں کے سامنے صحبت کا تذکرہ ہو، نہ کوئی گناہ، نہ کسی سے جھگڑا، اور تم جو بھلائی کرو، اللہ جانتا ہے، اور توشہ لو، سب سے بہتر توشہ پرہیزگاری ہے، اور مجھ سے ڈرتے رہو، اے عقل والو۔ (سورۃ ۲ آیت ۱۹۷)

اخلاق کی تعلیم

☆☆☆☆☆

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی لازوال تعلیمات میں اخلاق کو اہم درجہ حاصل ہے۔ تاجدارِ ختم نبوت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہونے والی کتاب زندہ نے اچھے اور برے اخلاق کو واضح کیا نیز اچھے اخلاق اپنانے اور برے اخلاق چھوڑنے کا حکم دیا۔ ذیل میں پہلے چند اچھے اخلاق بیان کیے جاتے ہیں اور ان کی قرآنی ترغیب رقم کی جاتی ہے۔ بعد میں چند برے اخلاق بیان کیے جائیں گے اور اُن کی قرآنی وعید رقم کی جائے گی۔

اچھے اخلاق:

اچھے اخلاق انسان کا بہترین سرمایہ ہیں، اسلام نے فرمایا تخلقوا باخلاق اللّٰہ۔ اللہ کے اخلاق اپناؤ۔ قرآنِ پاک میں ہے، اللہ کے رنگ سے بہتر کس کا رنگ ہے۔ آیئے اچھے اخلاق کا مطالعہ کیجئے

☆ وایای فارھبون ۔اور تم مجھی سے ڈرتے رہو۔

(سورۃ ۲ آیت ۱۰)

☆ اور اللہ سے ڈرو، جان لو کہ اللہ سخت عذاب والا ہے

(سورۃ ۲ آیت ۱۹۶)

☆ ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سیدھی بات کیا کرو

(سورۃ ۳۳ آیت ۷۰)

☆ واعبدوا اللہ ولا تشرکوا بہ شیئا ، اور اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہراؤ۔

(سورۃ ۴ آیت ۳۶)

☆ پس تم اسی کی عبادت کرو اور اسی پر توکل رکھو۔

(سورۃ ۱۱ آیت ۱۲۳)

☆ اپنے رب کی عبادت کرو جہاں تک کہ تمہیں موت آ جائے (سورۃ ۱۵ آیت ۹۹)

☆ بلکہ تم اللہ ہی کی عبادت کرو اور شکر گزاروں میں شامل ہو جاؤ (سورۃ ۳۹ آیت ۶۶)

☆ جو میری عبادت کرنے سے غرور کرتے ہیں وہ عنقریب دوزخ میں داخل ہوں گے۔ (سورۃ ۴۰ آیت ۶۰)

☆ وثیابک فطھر ، اور اپنے لباس کو پاک رکھو۔

(سورۃ ۷۴ آیت ۴)

☆ کھڑے ، بیٹھے ، اپنی کروٹوں پر لیٹے (ہر حال میں) اللہ کو یاد کرو (سورۃ ۴ آیت ۱۰۳)

☆ فاستعذ باللہ ، پس تم اللہ کی پناہ مانگو ، (سورۃ ۴۰ آیت ۵۶)

☆ واستغفروا اللہ ، اور اللہ سے معافی مانگو

(سورۃ ۲ آیت ۱۹۹)

☆ اور جو بُرا کام کر بیٹھے یا اپنی جان پر ظلم کرلے پھر اللہ سے معافی مانگے تو وہ اللہ کو بخشنے والا مہربان پائے گا (سورۃ ۴ آیت ۱۱۰)

☆ وسبّح بحمد ربّک بالعشیّ والابکار اور صبح و شام اپنے رب کی تعریف کے ساتھ اس کی پاکی بیان کرو۔ (سورۃ ۴۰ آیت ۵۵)

☆ ولذکر اللّٰہ اکبر، اور اللہ کا ذکر بہت ہی بڑی (نعمت) ہے۔

☆ اے ایمان والو! اللہ کی طرف توبہ کرو، خالص توبہ، (سورۃ ٦٦ آیت ۸)

☆ استعینوا بالصّبر والصّلوٰۃ، صبر اور نماز سے امداد لو۔ (سورۃ ۲)

☆ ففرّوٓا الی اللّٰہ، پس اللہ کی طرف دوڑو۔ (سورۃ ۵۱ آیت ۵۰)

☆ وتبتّل الیہ تبتیلا، اُس کی طرف توجہ کرکے سب سے الگ ہو جاؤ (سورۃ ۷۳ آیت ۹)

☆ جو توبہ نہیں کرتے وہی تو ظالم ہیں، (سورۃ ۴۹ آیت ۱۱)

☆ بیشک جو اپنے رب کے خوف سے لرزتے ہیں، وہ اپنے رب کی آیتوں پر ایمان لاتے ہیں۔ اور جو اپنے رب کے ساتھ شریک نہیں ٹھہراتے، اور وہ جو بھی دیتے ہیں اور ان کے دل اس سے ڈرتے ہیں کہ وہ اپنے رب کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ وہی

لوگ ہیں جو نیکیوں میں جلدی کرتے اور وہ اُن کے لئے آگے نکل جاتے ہیں۔ (سورۃ ۲۳ آیت ۵۷ تا ۶۱)

☆ اُس سے بہتر کون ہے جو لوگوں کو اللہ کی طرف بلاتا ہے۔

☆ خیرات کرو، یہ تمہارے حق میں بہتر ہے

(سورۃ ۲ آیت ۲۸۰)

☆ اچھی بات کہنا اور معاف کر دینا اُس خیرات سے بہتر ہے جس کے پیچھے ایذاء ہو، (سورۃ ۲ آیت ۲۶۳)

☆ اور اللہ کو قرضِ حسنہ دو، (سورۃ ۷۳ آیت ۲۰)

☆ مُحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسَافِحِيْنَ، تم پاکدامن ہونہ کہ بدکردار۔

☆ اے ایمان والو! اپنے گھروں کے سوا دوسرے گھروں میں داخل نہ ہوا کرو یہاں تک تم اجازت مانگ لو اور سلام کرلو اُن کے رہنے والوں پر، یہ تمہارے لئے بہتر ہے تاکہ تم نصیحت پکڑلو،

(سورۃ ۲۴ آیت ۲۷)

☆ مومنوں سے فرمادے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں، یہ ان کے لئے زیادہ پاکیزگی کا باعث ہے، بے شک اللہ جانتا ہے جو وہ کرتے ہیں (سورۃ ۲۴ آیت ۳۰)

☆ واقِيْمُوا الشَّهادة لله، اور اللہ کے لئے درست گواہی دیا کرو، (سورۃ ۶۵ آیت ۲)

☆ اور گواہی نہ چھپاؤ، اور جو اُسے چھپائے گا بے شک وہ

دل کا بہت گنہگار ہے۔(سورۃ ۲ آیت ۲۸۳)

☆ اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتوں کو ان کے اہل تک پہنچاؤ (سورۃ ۴ آیت ۵۸)

☆ نیکی اور پرہیزگاری کے کاموں میں باہم مدد کیا کرو، گناہ اور زیادتی میں کسی کی مدد نہ کرو۔(سورۃ ۵ آیت ۲)

☆ درگزر اختیار کرو، نیکی کا حکم دو، جاہلوں سے دور رہو۔ (سورۃ ۷ آیت ۱۹۹)

☆ (حضرت لقمان نے فرمایا) اے بیٹے! نماز پڑھ، نیکی کا حکم کر، برائی سے روک، مصیبت پر صبر کر، بیشک یہ بڑی ہمت کے کام ہیں۔(سورۃ ۳۱ آیت ۱۷)

☆ عدل کرو، اللہ عدل والوں سے پیار کرتا ہے۔ (سورۃ ۴۹ آیت ۹)

☆ مسلمان بھائی بھائی ہیں، اپنے بھائیوں کے درمیان صلح کرادیا کرو۔(سورۃ ۴۹ آیت ۱۰)

☆ نصیحت کرتے رہو۔(سورۃ ۵۱ آیت ۵۵)

☆ اور سچے لوگوں کے ساتھ رہا کرو۔

برے اخلاق:

حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی نورانی تعلیمات میں برے اخلاق اور گندی عادات کی گنجائش نہیں، اسلام انسان کو ہر اعتبار سے صاف ستھرا دیکھنا چاہتا ہے۔ کیونکہ ان

کی وجہ سے دو جہان میں خسارا ہی خسارا ہے۔ آیئے دیکھتے ہیں کہ قرآن پاک نے کس طرح برے اخلاق سے انسان کو روکا ہے۔

☆ وَلَا تَعْثَوْا فِی الْاَرْضِ مُفْسِدِیْنَ، اور زمین میں فساد نہ پھیلاتے پھرو، (سورۃ ۲۹ آیت ۳۶)

☆ بے شک اللہ فسادیوں سے محبت نہیں کرتا (سورۃ ۲۸ آیت ۷۷)

☆ اور ظالموں کا برا ٹھکانہ ہے، (سورۃ ۳ آیت ۱۵۰)

☆ لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَی الظّٰلِمِیْنَ، ظلم کرنے والوں پر اللہ کی لعنت (سورۃ ۷ آیت ۴۴)

☆ اللہ خیانت کرنے والے گنہگار سے محبت نہیں کرتا (سورۃ ۴ آیت ۱۰۷)

☆ اے ایمان والو! اللہ اور رسول سے خیانت نہ کرو اور اپنی امانتوں میں بھی خیانت نہ کرو (سورۃ ۸ آیت ۲۷)

☆ بے حیائی کے کاموں جو ان سے ظاہر ہیں اور جو چھپے ہیں کے پاس بھی نہ جاؤ (سورۃ ٦ آیت ۱۵۲)

☆ شراب اور جوے میں بہت بڑا گناہ ہے۔ (سورۃ ۲ آیت ۲۱۹)

☆ خرابی ہے کم تولنے والوں کے لئے، (سورۃ ۸۳ آیت ۱)

☆ انصاف کیساتھ ماپ تول پورا کرو، (سورۃ ٦ آیت ۱۵۲)

☆ اور سیدھے ترازو سے تولو، (سورۃ ۲٦ آیت ۱۸۲)

☆ اور جو لوگ پاکباز عورتوں پر تہمت لگائیں پھر اس پر چار گواہ نہ لاسکیں تو تم اُن کے اسی کوڑے لگاؤ، اور کبھی اُن کی گواہی قبول نہ کرو اور وہی بدکردار ہیں (سورۃ ۲۴ آیت ۴)

☆ تہمت لگانے والے دنیا و آخرت میں ملعون ہیں (سورۃ ۲۴ آیت ۲۳)

☆ چور مرد اور چور عورت دونوں کے ہاتھ کاٹ ڈالو، (سورۃ ۵ آیت ۳۸)

☆ زانی عورت اور زانی مرد، ہر ایک کو سو سو کوڑے لگاؤ اور اللہ کے دین کے مقابلے میں تم کو ان پر رحم نہ آئے۔ اگر تم اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتے ہو اور ان کی سزا کے وقت ایمان والوں کی ایک جماعت موجود ہونی چاہیے (سورۃ ۲۴ آیت ۲)

☆ ولا تقتلوا انفسکم، اور اپنی جانوں کو قتل نہ کرو، (سورۃ ۴ آیت ۲۹)

☆ اور جو کسی مسلمان کو جان بوجھ کر قتل کرے گا اس کی جزا دوزخ ہے اور وہ ہمیشہ اس میں رہے گا اور اللہ کا اس پر غضب ہوگا، اور اس کی لعنت ہوگی اور اللہ نے اس کے لئے بڑا عذاب تیار کر رکھا ہے (سورۃ ۴ آیت ۹۳)

☆ جس نے کسی کو ناحق یا زمین میں فساد برپا کرنے کے لئے قتل کیا ایسے ہے جیسے اُس نے تمام انسانوں کو قتل کر دیا۔

☆ بے شک جو لوگ چھپاتے ہیں وہ بات ہم نے روشن

دلیلوں اور ہدایت میں سے نازل فرمائی اس کے بعد کہ ہم اُسے
لوگوں کے لیے اس کتاب میں بیان کر چکے، وہی لوگ ہیں جن پر
اللہ لعنت بھیجتا ہے اور تمام لعنت کرنے والے بھی ان پر لعنت بھیجتے
ہیں۔ (سورۃ ۲ آیت ۱۵۹)

☆ جس نے سود کھایا تو ایسے ہی دوزخی لوگ ہیں، وہ ہمیشہ
اس میں رہیں گے۔ (سورۃ ۲ آیت ۲۷۵)

☆ جھوٹ بولنے والوں پر اللہ کی لعنت۔

☆ اس سے بڑا ظالم کون ہے جو اللہ پر جھوٹ باندھتا ہے۔

حضرات گرامی، اسلام کا یہ نظامِ اخلاق انسان کو صراطِ مستقیم پر چلاتا ہے، اور یہ
عقیدہ پیدا کرتا ہے کہ ایک دن انسان سے ہر کام کے بارے میں سوال ہوگا، اُسے چاہئے
کہ آج ہی سے اس کی تیاری کر لے۔ قرآنِ پاک فرماتا ہے

سو جس کا اعمال نامہ اُس کے دائیں ہاتھ میں ہوگا وہ خوشی
سے پکار اُٹھے گا آؤ میرا اعمال نامہ پڑھو، میں یقین رکھتا تھا کہ میں
اپنے حساب سے ملنے والا ہوں، سو وہ بہترین عیش میں ہوگا، اعلیٰ
جنت میں جس کے خوشے جھکے ہوئے ہوں گے، کھاؤ اور پیو، یہ
بہترین بدلہ ہے اُس کا جو تم نے گزرے ہوئے دنوں میں سرانجام
دیا۔ اور جس کو اُس کا اعمال نامہ بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا، وہ کہے
گا، کاش مجھے میرا اعمال نامہ نہ دیا جاتا، اور میں نہ جانتا کہ میرا حساب
کیا ہے۔ (سورۃ ۶۹ آیت ۱۹ تا ۲۶)

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے حفظ و امان میں رکھے۔ آمین بجاہ سید المرسلین۔

قرآنِ حکیم کا تصورِ ولایت

اِنتساب

اللہ تعالیٰ کے پاکباز بندوں کے نام

جِن کو اللہ تعالیٰ

نے

دو جہاں کا وارث قرار دیا ہے۔

ابتدائیہ

اللہ تعالیٰ کا لاکھ شکر ہے کہ اُس بندہ نواز نے اپنے اس قلیل البضاعت بندے کے مقالہ ''قرآن کا تصور نبوت'' کو از حد پذیرائی عطا فرمائی۔ رضا اکیڈمی لاہور نے اسے خوبصورت انداز میں شائع کیا اور اہلِ ذوق کی بصری و قلبی تسکین کا اہتمام کیا۔ اہلِ ذوق کے بہت سے خطوط موصول ہوئے جن کی برکت سے میرے حوصلے دو چند ہوئے۔ اب اُسی طرز نگارش، اور اُسلوبِ فکر کو سامنے رکھتے ہوئے ''قرآن کا تصورِ ولایت'' تحریر کر رہا ہوں۔

ہمارے معاشرے میں کچھ لوگ ایسے ہیں جو درسِ قرآن دے کر یا تفسیر قرآن لکھ کر اولیاء کرام کے رفیع درجات اور عظیم کمالات کے خلاف ایک مسموم فضا قائم کر رہے ہیں۔ جبکہ کچھ لوگ ایسے ہیں جو سادہ مزاج لوگوں کے دلوں میں موجود اولیاء کرام کی محبت وارادت سے ناجائز فائدہ اٹھا کر انہیں لوٹ رہے ہیں، ان کے نازک جذبوں سے سنگین مذاق کر رہے ہیں، عجیب صورتِ حال ہے۔ پہلی قسم کے نزدیک اہلِ ولایت کا اِنکار توحید کا اہم تقاضا ہے اور دوسری قسم کے نزدیک ان کے خود ساختہ خیالات اور فرسودہ عملیات کا نام ''مقامِ ولایت'' ہے ع

خُداوندا یہ تیرے سادہ دِل بندے کدھر جائیں

زیرِ نظر کتاب اِن دو قسموں کو درست منزل کی طرف گامزن کرنے کی ایک اپنی سی کوشش ہے جو قرآنِ پاک کے مطالعہ کا فیضان ہے۔ مجھے اُمید ہے کہ میرے کرم فرما میری اس عاجزانہ کوشش کو بھی دُعاؤں کے جھرمٹ میں قبول کریں گے اور اِس کہر آلود معاشرے میں اس کی زیادہ سے زیادہ اشاعت کا بندوبست کریں گے۔ میری دُعا ہے۔

محرومِ تماشا کو پھر دیدۂ بینا دے
دیکھا ہے جو کچھ میں نے اوروں کو بھی دکھلا دے

---------oOo---------

الحمد للّٰہ الغفار والصلوٰۃ والسلام علیٰ حبیبہ المختار

والہٖ الاطہار واصحابہ الکبار

امابعد

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

قرآنِ حکیم نے شروع سے لے کر آخر تک دو جماعتوں کا ذکر فرمایا ہے

رحمان کے دوست

شیطان کے دوست

شیطان کے دوستوں کو کوئی اختیار حاصل نہیں...... مکھی کا پر نہیں بنا سکتے...... دیکھتے بھی نہیں، سنتے بھی نہیں، بولتے بھی نہیں، کچھ دیتے بھی نہیں، مشکل کشائی حاجت روائی کے قابل بھی نہیں، جانوروں کی طرح بلکہ اُن سے بھی گئے گزرے، غفلت کا شکار، شفاعت بھی نہیں کر سکتے، اِس دُنیا میں بھی ذلیل وخوار، اُس آخرت میں بھی ذلیل وخوار...... ان کو کسی عمل کا کوئی فائدہ نہیں ہوسکتا، اُن کے حق میں کوئی مغفرت نہیں۔ قرآنِ حکیم نے ان کے بارے میں اِن تصورات کو اس طرح اجاگر کیا ہے کہ ان کے متعلق کسی خوش فہمی کا موقع نہیں چھوڑا۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا رحمان کے دوستوں کے بھی یہی اوصاف ہیں، کیا یہ دونوں جماعتیں برابر ہیں۔ اگر برابر ہیں تو رحمان کی دوستی کا کیا اجر ملا۔ اُس کی بندگی

کرنے کا کیا ثواب ہوا،

اِس سوال کا جواب بھی قرآنِ حکیم نے کھول کھول کر بیان فرمایا ہے۔

☆ فرمایا اَفَمَنْ كَانَ مُوْمِنًا لَمَنْ كَانَ فَاسِقًا لَا يَسْتَو'ن کیا مومن، فاسق کے مانند ہے، وہ برابر نہیں (سورت ۳۲ آیت ۱۸)

☆ فرمایا اَمْ نَجْعَلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحَاتِ كَالْمُفْسِدِيْنَ فِی الْاَرْضِ اَمْ نَجْعَلُ الْمُتَّقِيْنَ كَالْفُجَّارِ کیا ہم ایمان والوں اور اچھے اعمال والوں کو زمین میں فساد برپا کرنے والوں کے برابر کر دیں گے، یا ہم پرہیز گاروں کو بدکاروں کی طرح کر دیں گے (ہرگز نہیں) (سورت ۳۸ آیت ۲۸)

☆ وَمَا يَسْتَوِی الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ۝ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَلَا الْمُسِيْٓءُ قَلِيْلًا مَّا تَتَذَكَّرُوْنَ ۝ اور اندھا اور بینا ایک جیسے نہیں ایمان اور اچھے اعمال والے، گنہگاروں کی طرح نہیں، تم بہت تھوڑا غور کرتے ہو،

(سورت ۴۰ آیت ۵۸)

☆ فرمایا لَا يَسْتَوِی اَصْحٰبُ النَّارِ وَاَصْحٰبُ الْجَنَّةِ جہنمی اور جنتی برابر نہیں ہو سکتے۔ (سورۃ الحشر)

اب اہلِ انصاف فیصلہ کریں کہ جب رحمان کے دوست اور شیطان کے دوست برابر نہیں تو پھر شیطان کے دوستوں کے رد میں نازل ہونے والی آیاتِ مبارکہ کو رحمان کے دوستوں پر چسپاں کرنا قرآن فہمی کی کونسی قسم ہے۔ کیا یہ قرآنِ حکیم کی روشن تعلیمات میں مغالطہ آفرینی کی مذموم کوشش نہیں اور اہلِ ایمان کو صراطِ ایمان سے ہٹانے کی مکروہ سازش نہیں۔ آیئے اب قرآن کا تصورِ ولایت دیکھئے یعنی دیکھئے کہ قرآن، رحمان کے دوستوں کا مقامِ رفیع کس طرح بیان فرماتا ہے۔ پہلے ہم لفظِ ولی کے متعلق وضاحت کرتے ہیں۔

ولی باب فعیل ہے۔ بابِ فعیل کی یہ صفت ہے کہ وہ کبھی فاعل ہوتا ہے اور کبھی مفعول، ولی کا معنی محبت کرنے والا یا جس کے ساتھ محبت کی جائے۔ تصرف کرنے والا یا ہمہ تن اللہ کے تصرف میں رہنے والا۔ اصطلاحِ شرع میں ایمان کے اعلیٰ مقام پر فائز حسنِ عمل سے بہرہ ور اور کمالِ تقویٰ کے سزاوار انسان کو ولی یا رحمان کا دوست کہتے ہیں۔ اولیاء ولی کی جمع ہے۔ اب قرآنِ حکیم کی زیارت کیجئے۔

☆ خبردار بیشک اللہ کے دوستوں کو کوئی خوف نہیں اور کوئی حزن نہیں، وہ ایمان لائے اور متقی بنے، اُن کے لئے دنیا و آخرت میں بشارت ہے۔ اللہ کے کلمے تبدیل نہیں ہوتے اور وہ بڑی کامیابی ہے۔ (سورت یونس)

☆ جو لوگ ایمان لائے اللہ اور اس کے رسولوں پر، وہی لوگ سچے ہیں

(سورت ۵۷ آیت ۱۹)

☆ وَاَمَّا مَنْ اٰمَنَ وَ عَمِلَ صَالِحاً فَلَهٗ جَزَآءَ الْحُسْنٰی اور جو ایمان لایا اور اچھا عمل کیا اس کے لیے نیک جزا ہے (سورت ۱۸ آیت ۸۸)

☆ وَاِنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُؤمِنِیْنَ اور بے شک اللہ ایمان والوں کے ساتھ ہے۔

(سورت ۸ آیت ۱۹)

☆ لَهُمْ اَجْرُهُمْ وَ نُوْرُهُمْ، ان کے لیے اجر ہے اور نور ہے۔

(سورت ۵۷ آیت ۹)

☆ اللہ نے ایمان اور نیک اعمال والوں سے وعدہ فرمایا کہ انہیں ضرور ضرور زمین پر خلافت عطا فرمائے گا۔ جیسا کہ پہلوں کو عطا فرمائی۔ (سورت ۲۴ آیت ۵۴)

☆ وَیَجْعَلْ لَّکُمْ نُوراً تَمْشُوْنَ بِهٖ، وہ تمہارے لیے نور پیدا کردے گا جس کے ساتھ تم چلو گے (سورت ۵۷ آیت ۲۸)

☆ نُورُهُمْ يَسْعٰى بَيْنَ اَيْدِيهِمْ وَ بِاَيْمَانِهِمْ ان کا نور اُن کے آگے اور ان کے دہنی طرف چلتا ہے (اور چلتا ہوگا) (سورت ٦٦ آیت ٨)

☆ ہم ایمان اور نیک اعمال والوں کو صالحین میں داخل کریں گے

(سورت ٢٩ آیت ٨)

☆ ہم نے زبور میں ذکر کے بعد لکھا کہ اَنَّ الْاَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِیَ الصَّالِحُوْنَ، بے شک میرے نیک بندے ہی زمین کے وارث ہیں (سورت انبیاء)

☆ طُوْبٰى لَهُمْ وَ حُسْنُ مَاٰبٍ ان کے لئے بشارت اور اچھا انجام ہے

(سورت ١٣ آیت ٢٩)

☆ اَنَّ لَهُمْ اَجْراً حَسَناً o مَاكِثِيْنَ فِيْهِ اَبَداً ان کے لئے اچھا اجر ہے اور وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے (سورت ١٨ آیت ٢، ٣)

☆ جو بات کو سنتے ہیں اور اس میں اچھی بات پر عمل کرتے ہیں یہی لوگ ہدایت والے اور عقل والے ہیں (سورت ٣٩ آیت ١٧)

☆ وَيَسْتَجِيْبُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَيَزِيْدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ اور وہ ان کی بات مانتا ہے جو ایمان والے اور اچھے عمل والے ہیں اور اپنے فضل سے انہیں زیادہ بھی دے گا (سورت ٤٢ آیت ٢٦)

☆ لَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ان کے لئے بے شمار ثواب ہے (سورت ٤١ آیت ٨)

☆ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَّ اَجْرٌ كَبِيْرٌ، ان کے لئے مغفرت اور بہت زیادہ اجر ہے

(سورت ٣٥ آیت ٧)

☆ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَّ رِزْقٌ كَرِيْمٌ ان کے لئے مغفرت اور رزق کریم ہے

(سورت ٣٤ آیت ٤)

☆ جس نے نیک عمل کیے، مرد ہو یا عورت اور وہ ایمان دار ہے تو ہم اُسے ضرور پاکیزہ زندگی عطا کریں گے (سورت ۱۶ آیت ۹۷)

☆ جو کوئی اچھا عمل کرے اور وہ ایمان والا بھی ہو فلا کُفْرَانَ لِسَعْيِهِ وَإِنَّا لَهُ كَاتِبُونَ تو ہم اس کی کوشش کو ضائع نہ کریں گے، اور بیشک ہم اس کے لئے لکھنے والے ہیں (سورۃ ۲۱ آیت ۹۴)

☆ واللہ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ، اور اللہ نیکوکاروں سے محبت کرتا ہے۔
(سورت ۵ آیت ۹۳)

☆ ایمان اور اچھے عمل والا ظلم سے ڈرے گا نہ کسی قسم کے دباؤ سے
(سورت ۲۰ آیت ۱۱۲)

☆ واُولٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْن اور وہی لوگ فلاح والے ہیں
(سورت ۲ آیت ۵)

☆ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا، عنقریب رحمان ان کے لیے (لوگوں کے دِلوں میں) محبت ڈال دے گا۔ (سورت ۱۹ آیت ۹۶)

☆ اُولٰئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ وہی لوگ بہترین مخلوق ہیں (سورت ۹۸ آیت ۹)

☆ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ المتقِيْن، بیشک اللہ پرہیزگاروں سے محبت کرتا ہے
(سورت ۹ آیت ۷)

یہ تمام اور اس مضمون کی اور بہت سی آیاتِ مبارکہ ایمان دار، اہلِ عمل و تقویٰ اور اصحابِ کردار لوگوں کی شان و عظمت بیان کر رہی ہیں۔ اب قرآنِ حکیم کی روشنی میں اہلِ ولایت کی نشانیاں ملاحظہ کیجئے۔

۱۔ اللہ کے ولی تو پرہیزگار ہی ہیں

۲۔ جو زمین میں نہ بڑائی چاہتے ہیں نہ فساد (سورت ۲۸ آیت ۸۳)

۳۔ جب انہیں شیطانی وسوسہ پہنچتا ہے تو وہ اللہ کو یاد کرتے ہیں اور فوراً بینا ہو جاتے ہیں (سورت ۷ آیت ۲۰۱)

۴۔ وہ خدا سے خوش اور خدا ان سے خوش ہوتا ہے، (سورت ۹۸ آیت ۸)

۵۔ نماز قائم رکھتے ہیں اور ہمارے دیئے ہوئے سے خرچ کرتے ہیں (سورت ۲ آیت ۳)

۶۔ صبر کرنے والے، سچ بولنے والے، تابع فرمان، خرچ کرنے والے اور صبح کے وقتوں میں معافی مانگنے والے (سورت ۳ آیت ۱۶)

۷۔ جب فرشتے ان کو موت دیتے ہیں تو وہ پاک ہوتے ہیں

(سورت ۱۶ آیت ۳۲)

۸۔ رسول اللہ کی بارگاہ میں اپنی آوازوں کو پست رکھتے ہیں۔

۹۔ جو نمازوں کی حفاظت رکھتے ہیں، وہی وارث ہیں (سورت ۲۳ آیت ۹)

۱۰۔ نیکی کے ساتھ بدی کو دفع کرتے ہیں (سورت ۱۳ آیت ۲۲)

۱۱۔ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں (سورت ۹ آیت ۷۱)

۱۲۔ اچھائی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں (ایضاً)

۱۳۔ رحمٰن کے بندے (دوست) زمین پر عاجزی سے چلتے ہیں، جب جاہل ان سے ہم کلام ہوتے ہیں تو کہتے ہیں سلام، اپنے رب کے لئے قیام اور سجدے میں راتیں بسر کرتے ہیں، اور کہتے ہیں اے ہمارے رب ہم سے دوزخ کا عذاب دور کر، بیشک اس کا عذاب جھلنے والا ہے۔ بے شک وہ بُری جگہ اور بُرا ٹھکانہ ہے

(سورت ۲۵ آیت ۶۳ تا ۶۶)

۱۴۔ وَالَّذِيْنَ يُمَسِّكُوْنَ بِالْكِتَابِ: جو کتاب کو مضبوطی سے پکڑتے ہیں (سورت ۷ آیت ۱۷۰)

۱۵۔ رات کا بہت تھوڑا حصہ سوتے ہیں (سورت ۵۱ آیت ۱۷)

۱۶۔ جب ان کو آیتوں کے ساتھ نصیحت کی جاتی ہے تو وہ سجدے میں گر جاتے ہیں (سورت ۳۲ آیت ۱۵)

۱۷۔ ان کے پہلو خوابگاہوں سے دور رہتے ہیں اور اپنے رب کو خوف و طمع سے پکارتے ہیں (سورت ۳۲ آیت ۱۶)

۱۸۔ اللہ کی رضا چاہتے ہیں۔

۱۹۔ نمازوں میں خشوع سے کام لیتے ہیں (سورت ۲۳ آیت ۲)

۲۰۔ خرید و فروخت ان کو اللہ کے ذکر سے غافل نہیں کرتی، وہ اس دن سے ڈرتے ہیں جس دن دِل اور آنکھیں الٹ جائیں گی (سورت ۲۴ آیت ۳۷)

۲۱۔ اللہ کے ذکر سے ان کے دِل کانپ اٹھتے ہیں، مصیبتوں میں صبر کرنے والے ہیں (سورت ۲۲ آیت ۳۵)

۲۲۔ اپنے رب کے خوف سے لرزتے ہیں، اپنے رب کی آیتوں پر ایمان لاتے ہیں، اپنے رب کے ساتھ شریک نہیں ٹھہراتے، وہ جو دیتے ہیں ان کے دِل اس سے ڈرتے ہیں کہ وہ اپنے رب کی طرف لوٹنے والے ہیں، نیکیوں کے حصول میں جلدی کرتے ہیں اور ان کے لئے آگے بڑھ جاتے ہیں (سورت ۲۳ آیت ۵۷ تا ۶۱)

۲۳۔ قیامت کے دِن کی تصدیق کرتے ہیں، اپنے رب کے عذاب سے ڈرتے ہیں اور بیشک ان کے رب کا عذاب نڈر ہونے کی چیز نہیں۔ اپنی شرمگاہوں کی

حفاظت کرتے ہیں (سورت ۷۰)

۲۴۔ غلط بات سے منہ پھیرتے ہیں (سورت ۲۳ آیت ۳)

۲۵۔ وہ اپنی امانت اور وعدے کی حفاظت کرتے ہیں (سورت ۷۰ آیت ۳۲)

۲۶۔ کسی کو ناحق قتل نہیں کرتے اور زنا سے ہمیشہ باز رہتے ہیں (سورت ۲۵)

۲۷۔ توبہ کرنے والے، عبادت کرنے والے، حمد بیان کرنے والے، خدا کی راہ میں دوڑنے والے رکوع کرنے والے، سجدے کرنے والے، نیکی کا حکم دینے والے، برائی سے روکنے والے، اللہ کی حدوں کی حفاظت کرنے والے، (سورت ۹ آیت ۱۱۲)

۲۸۔ ایک دوسرے کو حق کی تاکید اور صبر کی تلقین کرتے ہیں (سورت ۱۰۳ آیت ۳)

۲۹۔ ایک دوسرے کو رحم کی ہدایت کرنے والے، (سورت ۹۰ آیت ۱۷)

اہل ولایت کے مذکورہ اوصاف و نشانات کی بدولت اُن کو بیش بہا کمالات سے بھی سرفراز کیا جاتا ہے کہ وہ اس کائنات میں اللہ تعالیٰ کی قدرتوں اور فیاضیوں کی برہان بن جاتے ہیں۔ جیسا کہ حدیثِ قدسی میں ہے کہ جب میرا بندہ نوافل کے ذریعے میرے قریب ہوتا ہے تو میں اُس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے، کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے، ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے، پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے، (صحیح بخاری شریف) ایک روایت میں ہے کہ میں اس کی زبان بن جاتا ہوں جس سے وہ بولتا ہے، اور یہ بھی فرمایا میں اُسے ضرور ضرور عطا کرتا ہوں جب وہ مجھ سے کچھ مانگتا ہے۔ یہی لوگ ہیں جن کی وجہ سے دنیا کو بارش، رزق اور دیگر نعمتوں سے نوازا جاتا ہے، جن کو صرف پہچاننے کی برکت سے گنہگاروں کو نجات نصیب ہوتی ہے۔ جن کی زیارت کرنے سے، جن پر خرچ کرنے سے، جن سے محبت کرنے سے اللہ کی محبت واجب

ہو جاتی ہے۔ جو کوئی قسم اٹھا کر بات کر لیں تو اللہ ان کی قسم کی ضرور لاج رکھتا ہے۔ یہ تمام تصورات صحیح احادیثِ نبویہ میں موجود ہیں، آیئے قرآنِ حکیم کی روشنی میں تحقیق کریں کہ ان کو کیسے کیسے کمالات اور مافوق الفطرت صفات سے مزین کیا گیا ہے۔

وہ اِمداد کرتے ہیں:

یاد رہے کہ شیطان کے دوست کسی کی کوئی مدد نہیں کر سکتے اور نہ کوئی ان کی مدد کر سکتا ہے، جیسا کہ ارشادِ باری ہے وَمَنْ یُضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَلَهٗ وَلِیًّا مُّرْشِداً...... وَمَالَهُمْ مِنْ نَاصِرِیْنَ...... وَمَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ نَصِیْرٍ...... لَیْسَ لَهُمْ مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَلِیٍّ وَّلَا شَفِیْعٍ...... وَلَیْسَ لَهٗ مِنْ دونِهٖ اَوْلِیَاءُ...... اور بھی اس مضمون کی کافی آیاتِ مبارکہ ہیں۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ کیا رحمان کے دوست بھی بے یار و مددگار ہیں۔ اور وہ بھی کسی کی امداد کرنے سے عاجز و قاصر ہیں۔ قرآنِ حکیم کی سنئے۔ فرمایا

☆ اِنَّمَا وَلِیُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا، بے شک تمہارا مددگار اللہ، اس کا رسول اور ایمان والے ہیں۔ (المائدہ)

☆ وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ نَصِیْراً، اے مولا ہمارے لیے اپنی طرف سے کوئی مددگار بنا۔ (النساء)

☆ وَتَعَاوَنُوْا عَلَی الْبِرِّ وَالتَّقْوٰی، نیکی اور پرہیزگاری میں مدد کرو۔ (المائدہ)

☆ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں نے کہا، نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ، ہم ہیں (دین) خدا کے مددگار (آل عمران)

☆ حضرت ذوالقرنین علیہ السلام نے فرمایا اَعِیْنُوْنِیْ بِقُوَّةٍ، اپنی قوت سے میری مدد کرو (الکہف)

☆ اِنَّ اللّٰہَ ھُوَ مَوْلَاہُ وَ جِبْرِیْلُ وَ صَالِحُ الْمُؤْمِنِیْنَ، بے شک اللہ اس کا مددگار ہے، جبریل اور نیک مومن اس کے مددگار ہیں۔ (التحریم)

☆ وَاَیَّدْنٰہُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ اور ہم نے اس کی روحِ قدس (جبریل) کے ذریعے مدد کی (البقرہ)

نوٹ: حضرات ذرا سوچئے کہ اگر اللہ کریم جبریل امین کے ذریعے مدد فرمائے، میدانِ بدر میں ہزار فرشتوں کے ذریعے مدد فرمائے، بلکہ اصحابِ فیل کے مقابلے میں اہلِ مکہ کی لشکرِ ابابیل کے ذریعے مدد فرمائے تو کفر و شرک نہیں، عینِ ایمان، عینِ قرآن ہے، اگر وہی مستعانِ حقیقی حضور غوثِ اعظم، حضور داتا گنج بخش، حضور خواجہ اجمیری، حضور مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہم جیسے بزرگانِ ملت کے ذریعے کسی کی مدد فرمادے تو کیا کفر و شرک ہوگا۔ یہ سب افرادِ قدسیہ اسی کی امداد و نفرت کے اسباب ہیں، مظاہر ہیں۔ بس اتنی سی بات سمجھنے کی بجائے عقلِ غلط بیں نے بتوں اور شیطان کے دوستوں کا رد کرنے والی آیتوں کو ان رحمان کے دوستوں کی امداد کے انکار کے لئے استعمال کرنا شروع کر دیا ہے، اور ظلم یہ کہ اس کو تفہیم القرآن، تدبر القرآن معارف القرآن اور مفہوم القرآن کا نام دے دیا ہے۔

☆ یٰۤاَیُّھَا النَّبِیُّ حَسْبُکَ اللّٰہُ وَمَنِ اتَّبَعَکَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ، اے پیارے نبی، اللہ آپ کو کافی ہے اور آپ کی اتباع کرنے والے مومن آپ کو کافی ہیں۔ (انفال)

☆ اَلْاَخِلَّاءُ یَوْمَئِذٍ بَعْضُھُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِیْنَ قیامت کے دن دوست آپس میں دشمن ہو جائیں گے مگر متقی لوگ، (وہ ایک دوسرے کی مدد کریں گے)

☆ اُولِی الْاَیْدِیْ وَالْاَبْصَارِ، ہاتھوں اور آنکھوں والے۔

☆ يَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اللہ اور اس کے رسول (کے دین) کی مدد کرتے ہیں۔

وہ برکت والے ہیں:

رحمان کے دوست برکت والے ہوتے ہیں، بلکہ ان کے جسم سے جو چیز منسوب ہوتی ہے وہ بھی برکت والی ہوتی ہے۔ ان کے آستانے برکت والے ہوتے ہیں۔ حدیثِ بخاری کے مطابق سو آدمیوں کا قاتل بھی اُن کے شہر کا رخ کر لے تو اسے بھی مغفرت سے نواز دیا جاتا ہے۔ اب قرآنِ حکیم کا تصور دیکھئے، فرمایا

☆ فَاَخْرَجْنَا مَنْ كَانَ فِيْهَا مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ، تو ہم نے اس شہر سے ایمان والوں کو نکال لیا۔ (الذاریٰت)

نوٹ:۔ اس آیتِ کریمہ میں قومِ لوط کا ذکر ہے۔ کہ جب تک اس شہر میں صالحین موجود تھے اُن کی برکت سے عذاب دور رہا۔ جب عذاب دینا مقصود ہوا تو ان کو وہاں سے نکال لیا۔ جس جگہ رحمان کے دوست رہتے ہوں وہاں عذاب آئے یہ رحمتِ رحمان کے خلاف ہے۔

☆ اِنَّ رَحْمَةَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ، بے شک اللہ کی رحمت محسنین کے قریب ہے۔

☆ واذ قال موسیٰ لقومه ان اللّٰه يامركم ان تذبحوا بقرة، اور جب موسیٰ نے اپنی امت سے فرمایا بیشک اللہ تمہیں حکم دیتا ہے ایک گائے ذبح کرنے کا۔ (البقرہ)

نوٹ:۔ اس واقعہ میں ایک گائے کا ذکر ہے۔ جو ایک قاتل کو تلاش کرنے کے لئے ذبح کی گئی۔ بنی اسرائیل نے اس گائے کے متعلق سوالات میں جوں جوں اضافہ کیا، احکام میں

اور شرائط میں بھی اضافہ ہوتا چلا گیا، اس کی وجہ کیا تھی، مفسرِ قرآن علامہ احمد سعید کاظمی علیہ الرحمتہ نے مفسرین کے حوالے سے لکھا ہے

اس میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک حکمت تھی وہ یہ کہ بنی اسرائیل میں ایک صالح انسان تھا جس کا صرف ایک چھوٹا سا لڑکا تھا اور اس کی چھوٹی سی بچھیا تھی جسے وہ مرد صالح جنگل میں لے گیا اور اس نے بارگاہ الوہیت میں عرض کی کہ اے اللہ یہ بچھیا میں اپنے شیر خوار بچے کے لئے اس کے بڑے ہونے تک تیرے سپرد کرتا ہوں۔ چنانچہ اس کے بڑے ہونے تک وہ بچھیا بھی جنگل میں جوان ہو گئی اور بنی اسرائیل کو شدتِ سوالات کے بعد جس گائے کے ذبح کرنے کا حکم دیا گیا وہ یہی گائے تھی جو زر کثیر کے عوض انہیں حاصل کرنا پڑی اور وہ زر کثیر اس صالح اِنسان کے ایسے نیک و صالح لڑکے کو ملا جو انتہائی غربت و افلاس میں مبتلا تھا اور اس کے باوجود وہ شب و روز عباداتِ الٰہی میں مشغول رہتا تھا اور اپنی والدہ کا انتہائی فرماں بردار اور خدمت گزار تھا (تبیان القرآن)

معلوم ہوا کہ رحمان کے بندے دُنیا سے چلے جائیں تو بھی اُن کی برکات و حسنات سے ان کے متوسلین فیضیاب ہوتے ہیں۔ نیز اللہ کریم اپنے دوستوں سے منسوب چیزوں کا ذکر بھی بڑے اہتمام سے فرماتا ہے۔ جیسے، اس سورت کا نام اور عنوان ہی بقرہ رکھوا دیا۔ یعنی گائے۔

قرآنِ پاک نے حضرت سیدہ مریم رضی اللہ عنہا کا ذکر فرمایا کہ جب حضرت زکریا علیہ السلام اُن کے پاس ان کی نماز پڑھنے کی جگہ جاتے تو نیا رزق پاتے، بولے، اے

مریم یہ تمہارے پاس کہاں سے آیا، بولیں وہ اللہ کے پاس سے ہے، بے شک اللہ جسے چاہے بے حساب دے، یہاں پکارا زکریا نے اپنے رب کو اے میرے رب مجھے اپنے پاس سے پاکیزہ اولاد عطا کر بے شک تو ہی دُعا سننے والا ہے (سورت ۳، آیت ۳۸)

وہ تصرف والے ہیں:

قرآنِ پاک نے حضرت سلیمان علیہ السلام اور اُن کے درباری حضرت آصف برخیا کا ذکر فرمایا۔ جب حضرت سلیمان علیہ السلام نے ملکہ بلقیس کا تخت طلب فرمایا تو وہ منوں وزنی تخت، ملکِ یمن سے اپنی بارگاہ میں لانے کا حکم دیا، پھر وہ تخت آیا اور کتنے عرصے میں آیا۔ اِس سے ایک ولیِ کامل کے کمالِ تصرف اور شانِ کرامت معلوم ہوتی ہے۔

قَالَ الَّذِیْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ اَنَا اٰتِیْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ یَّرْتَدَّ اِلَیْكَ طَرْفُكَ پھر کتاب کا علم رکھنے والا بولا کہ میں اُس کو آپ کے پاس آپ کی آنکھ جھپکنے سے بھی پہلے لے آؤں گا۔ (سورۃ النمل)

اِس آیت میں کچھ اشارے ہیں

☆ اپنی آنکھ جھپکنے سے پہلے نہیں آپ کی آنکھ جھپکنے سے پہلے۔ کہ مت کوئی اعتراض کردے کہ اُس نے آنکھ ہی دیر سے جھپکی ہوگی۔ آپ جھپکیں اور جتنی بھی جلدی جھپکیں، تخت بہر حال اس سے پہلے آپ کے قدموں میں ہوگا۔

☆ اِس وقت کا کوئی تعین نہیں کہ کیا وہ غیب بھی ہوا، اگر ہوا تو حاضر کس وقت ہوا۔ وقت تھا ہی کتنا، خدارا غور کیجیے ایک مقام پر رہ کر آنِ واحد سے بھی پہلے سیکڑوں میل دور تصرف کرنا کس کا کام ہے۔ اور یہ کائنات اللہ کے دوستوں کی جولانگاہ ہے اس میں کیا اِستحالہ ہے۔

☆ ولی کامل کا کمالِ تصرف دیکھ کر اللہ کی شان بیان کرنا سلیمان علیہ السلام کی سنت ہے۔ اور جل بھن کر کوئلہ ہو جانا شیطانِ مَردود کا طریقہ ہے۔ حضرت سلیمان نے ھذا من فضل ربی کہہ کر یہ بتادیا کہ اللہ کے دوستوں پر اللہ کا اس قدر فضل ہوتا ہے کہ کوئی سوچ بھی نہیں سکتا۔ ان کی طاقتیں شرک کی نہیں توحیدِ باری کی نشانیاں ہیں۔ ذرا غور کرنا چاہیے۔

☆ حضرت سلیمان کے درباری کی یہ طاقت ہے تو محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کی طاقت کیا ہوگی۔ پھر حضور مختار کل صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی طاقت کا کیا عالم ہوگا؟

☆ اگر وہ تخت لا سکتے ہیں تو یہ ڈوبا ہوا بیڑا اتار سکتے ہیں۔

☆ اللہ تعالیٰ کے دوست کا علم بھی ثابت ہوا۔ کہ ایسا محیر العقول کام بغیر علم کے ممکن نہیں، قرآنِ پاک نے بھی فرمایا ہے عندہ علم من الکتاب

وہ وسیلہ ہیں:

اللہ تعالیٰ کے دوست اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں وسیلہ ہیں اور اُن کے طفیل اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق پر نظرِ رحمت فرماتا ہے، فرمایا

☆ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ یَبْتَغُوْنَ اِلٰی رَبِّهِمُ الْوَسِیْلَةَ اَیُّهُمْ اَقْرَبُ وَ یَرْجُوْنَ رَحْمَتَهٗ وَ یَخَافُوْنَ عَذَابَهٗ، وہ مقبول بندے جن کو یہ کافر پوجتے ہیں وہ آپ ہی اپنے رب کی طرف وسیلہ ڈھونڈتے ہیں کہ ان میں کون زیادہ مقرب ہے، اس کی رحمت کی اُمید رکھتے ہیں اور اس کے عذاب سے ڈرتے ہیں

(سورت ۱۷ آیت ۵۷)

اِس آیت سے معلوم ہوا کہ مقبول بندے اللہ تعالیٰ کے قرب کے حصول کے لئے اپنے سے زیادہ مقبول اور مقرب بندوں کا وسیلہ تلاش کرتے ہیں، کافروں کو چاہیے اُن کی عبادت نہ کریں کہ عبادت صرف معبودِ برحق کی کی جاتی ہے، صرف اُن کی برکت سے اللہ تعالیٰ کا فیض حاصل کریں، یا اُن کے طریقے پر عمل کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے زیادہ مقرب بندوں کا توسل اختیار کریں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ عبادت اور وسیلہ میں فرق ہے، کافر اُن کی عبادت کرتے اس لیے قابلِ مذمت ٹھہرے اور وہ اپنے سے زیادہ مقرب بندوں کا وسیلہ ڈھونڈتے اس لیے اللہ تعالیٰ کی رحمت کے اُمیدوار اور اُس کے عذاب سے خوفزدہ ہوئے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی بھی عبادت کرنا کافروں کا کام ہے اور اُس کی بارگاہ کی رسائی کے لئے اُس کے مقرب بندوں کا وسیلہ حاصل کرنا اس کے مقبول بندوں کا کام ہے۔

☆ يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ، اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو (سورت ۵ آیت ۳۵)

مولانا اسمٰعیل دہلوی صاحب نے اپنی کتاب صراطِ مستقیم میں لکھا کہ "الوسیلہ" سے مراد مرشدِ کامل کی ذات ہے۔

☆ اور جب ان پر عذاب پڑتا کہتے اے موسیٰ ہمارے لیے اپنے رب سے دُعا کرو، اس عہد کے سبب جو اس کا تمہارے پاس ہے، بیشک اگر تم ہم سے عذاب اُٹھادو گے تو ہم ضرور ایمان لائیں گے (سورت ۷ آیت ۱۳۴)

معلوم ہوا کہ آلِ فرعون بھی اللہ تعالیٰ کے دوست حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کی تاثیرِ دُعا کی قائل تھی۔ اور مشکلات ومصائب سے رہائی کے لئے اُن کے وسیلہ کو تسلیم کرتی تھی۔ گویا قبولِ دعا کے لئے بزرگوں کے آستانہ پر جانا اِنسان کا فطری تقاضا ہے۔ جو اس سے روکے وہ درحقیقت فطرت سے روکتا ہے۔ نیز اللہ تعالیٰ نے اُن کے اِس فعل پر

اعتراض نہ کیا کہ تم ہمارے کلیم سے فریادرسی کی درخواست کیوں کرتے ہو سید ھے ہم سے کیوں نہیں مانگتے، بلکہ اُن کے اِس عقیدے سے روگردانی اور بدعہدی پر اعتراض کیا، یعنی "جب ان سے عذاب اٹھا لیے ایک مدت کے لئے جس تک انہیں پہنچنا ہے، جبھی وہ پھر جاتے۔ تو ہم نے ان سے بدلہ لیا تو انہیں دریا میں ڈبو دیا۔ اس لیے کہ ہماری آیات کو جھٹلاتے اور ان سے بے خبر تھے (آیت ۱۳۶)

☆ اور جو ایمان لائے اور ان کی اولاد نے ایمان کے ساتھ ان کی پیروی کی ہم نے ان کی اولاد ان سے ملا دی اور اُن کے عمل میں انہیں کچھ کمی نہ دی، سب آدمی اپنے کیے میں گرفتار ہیں۔ (سورت ۵۲ آیت ۲۱)

اِس آیت سے معلوم ہوا کہ مومن وصالح والدین کے وسیلہ سے اُن کی متبع اولاد کے درجات بلند کیے جاتے ہیں، اُنہیں جنت ومغفرت کی سند دی جاتی ہے۔ صحیح حدیث مبارک ہے کہ اولاد کی دعائے مغفرت کے وسیلہ سے باپ کے درجات بلند ہوتے ہیں۔ الفاظ یہ ہیں بِاسْتِغْفَارِ وَلَدِکَ لَکَ،

وہ علم والے ہیں:

اللہ تعالیٰ نے اپنے دوستوں کو ظاہری و باطنی علوم ومعارف سے سرفراز فرمایا اور انہیں اسرار وغیوب کا مخزن بنایا ہے فرمایا۔

☆ وَفَوْقَ کُلِّ ذِیْ عِلْمٍ عَلِیْمٌ: ہر علم والے کے اوپر ایک علم والا ہے۔ یا فرمایا جسے حکمت مل گئی اسے خیر کثیر مل گئی

☆ حضرت کلیم وخضر کا واقعہ ہے۔

پھر جب وہ دونوں دریاؤں کے ملنے کی جگہ پہنچے تو اپنی

مچھلی بھول گئے اور اُس نے سمندر میں اپنی راہ لی سرنگ بناتی ○ پھر
جب وہاں سے گزر گئے موسیٰ نے کہا ہمارا صبح کا کھانا لاؤ بے شک
ہمیں اپنے سفر میں بڑی مشقت کا سامنا ہوا○ بولا بھلا دیکھئے تو جب
ہم نے اس چٹان کے پاس جگہ لی تھی تو بے شک میں مچھلی کو بھول گیا
اور مجھے شیطان ہی نے بھلا دیا کہ میں اس کا ذکر کروں اور اس نے تو
سمندر میں اپنی راہ لی، تعجب ہے○ موسیٰ نے کہا یہی تو ہم چاہتے تھے
تو پیچھے پلٹے اپنے قدموں کے نشان دیکھتے○ تو ہمارے بندوں میں
سے ایک بندہ پایا، جسے ہم نے اپنے پاس سے رحمت دی اور اسے اپنا
علم لدنی عطا کیا○ اس سے موسیٰ نے کہا کیا میں تمہارے ساتھ رہوں
اس شرط پہ کہ تم مجھے سکھا دو گے نیک بات جو تمہیں تعلیم ہوئی○ کہا
آپ میرے ساتھ ہرگز نہ ٹھہر سکیں گے○ اور اس بات پر کیونکر صبر
کریں گے جسے آپ کا علم محیط نہیں○ کہا عنقریب اللہ چاہے تو تم
مجھے صابر پاؤ گے، اور میں تمہارے کسی حکم کے خلاف نہ کروں گا○
کہا تو اگر آپ میرے ساتھ رہتے ہیں تو مجھ سے کسی بات کو نہ پوچھنا
جب تک میں خود اس کا ذکر نہ کروں○ جب دونوں چلے یہاں تک
کہ جب کشتی میں سوار ہوئے، اُس بندے نے اُسے چیر ڈالا، موسیٰ
نے کہا کیا تم نے اسے اس لیے چیرا کہ اس کے سواروں کو ڈبا دو،
بیشک یہ تم نے بڑی بات کی○ کہا میں نہ کہتا تھا کہ آپ میرے ساتھ
ہرگز نہ ٹھہر سکیں گے○ کہا مجھ سے میری بھول پر گرفت نہ کرو اور مجھ
پر میرے کام میں مشکل نہ ڈالو○ پھر دونوں چلے یہاں تک کہ جب

ایک لڑکا ملا، اس بندہ نے اُسے قتل کر دیا، موسیٰ نے کہا کیا تم نے ایک ستھری جان بے کسی جان کے قتل کر دی۔ بیشک تم نے بہت بُری بات کی ○ کہا میں نے آپ سے نہ کہا تھا کہ آپ ہرگز میرے ساتھ نہ ٹھہر سکیں گے ○ کہا اس کے بعد میں تم سے کچھ پوچھوں تو پھر میرے ساتھ نہ رہنا، بیشک میری طرف سے تمہارا عذر پورا ہو چکا ○ پھر دونوں چلے یہاں تک کہ جب ایک گاؤں والوں کے پاس آئے، ان دہقانوں سے کھانا مانگا، انہوں نے دعوت دینی قبول نہ کی، پھر دونوں نے گاؤں میں ایک دیوار پائی کہ گرا چاہتی ہے۔ اس بندہ نے اُسے سیدھا کر دیا، موسیٰ نے کہا کہ تم چاہتے تو اس پر کچھ مزدوری لے لیتے ○ اس نے کہا یہ میری اور آپ کی جدائی ہے۔ اب میں آپ کو ان باتوں کی تاویل بتاؤں گا جن پر آپ سے صبر نہ ہو سکا ○ وہ جو کشتی تھی وہ کچھ محتاجوں کی تھی کہ دریا میں کام کرتے تھے، تو میں نے چاہا کہ اسے عیب دار کر دوں اور ان کے پیچھے ایک بادشاہ تھا کہ ہر ثابت کشتی زبردستی چھین لیتا ○ اور وہ جو لڑکا تھا اس کے ماں باپ مسلمان تھے تو ہمیں ڈر ہوا کہ وہ ان کو سرکشی اور کفر پر چڑھا دے ○ تو ہم نے چاہا کہ ان کا رب اس سے بہتر ستھرا اور اس سے زیادہ مہربانی میں قریب عطا کرے ○ رہی وہ دیوار وہ شہر کے دو یتیموں کی تھی۔ اور اس کے نیچے ان کا خزانہ تھا۔ اور ان کا باپ نیک آدمی تھا۔ تو آپ کے رب نے چاہا کہ وہ دونوں اپنی جوانی کو پہنچیں اور اپنا خزانہ نکالیں، آپ کے رب کی رحمت سے اور یہ کچھ میں نے اپنے حکم سے نہ کیا،

یہ تاویل ہے ان باتوں کی جن پر آپ سے صبر نہ ہو سکا ٥

(سورت ۱۸ آیت ۶۲ تا ۸۲)

قرآنِ پاک کی اِن آیاتِ قدسیہ سے مندرجہ ذیل اشارے معلوم ہوئے۔

☆ اللہ تعالیٰ کے دوست باطنی اسرار و علوم کے مالک ہیں۔

☆ اُن کے پاس جانا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی سنت ہے۔

☆ اُن کی بارگاہ میں مردہ چیزیں زندہ ہو جاتی ہیں۔ جیسے پکی ہوئی مچھلی زندہ ہو گئی۔

☆ وہ مستقبل کے حالات اور ماں کے پیٹ کا علم جانتے ہیں۔

☆ نیک باپ کے وسیلے سے اولاد کو دینوی فائدہ ہوا۔ اُخروی فائدے کا انکار کیسے کیا جائے۔

☆ یہ سب کمالات اللہ تعالیٰ کی عطا اور رحمت سے نصیب ہوتے ہیں۔

☆ اللہ تعالیٰ کے دوست اس کی مخلوق کے مشکل کشا ہوتے ہیں۔ کیا کشتی والوں کی مشکل آسان نہیں فرمائی۔ کیا، بچے کے والدین کو کفر سے نہیں بچایا، یہ سب اللہ تعالیٰ کا کرم ہے۔

وہ کرامت والے ہیں:

اللہ کریم نے اپنے برگزیدہ بندوں اور جانثار دوستوں کو کرامت و منزلت سے نوازا ہے۔ مثلاً اصحابِ کہف کا واقعہ پڑھیے فرمایا

کیا تمہیں معلوم ہوا کہ پہاڑ کی کھوہ اور جنگل کے کنارے
والے ہماری ایک عجیب نشانی تھے ٥ جب ان جوانوں نے غار میں
پناہ لی، پھر بولے اے ہمارے رب! ہمیں اپنے پاس سے رحمت

دے، اور ہمارے کام میں ہمارے لیے راہ یابی کے سامان کر O تو ہم
نے اس غار میں ان کے کانوں پر گنتی کے کئی برس تھپکا O پھر ہم نے
انہیں جگایا کہ دیکھیں دو گروہوں میں کون ان کے ٹھہرنے کی مدت
زیادہ ٹھیک بتاتا ہے O ہم ان کا ٹھیک ٹھیک حال تمہیں سنائیں، وہ
کچھ جوان تھے کہ اپنے رب پر ایمان لائے۔ اور ہم نے ان کو ہدایت
بڑھائی O اور ہم نے ان کی ڈھارس بندھائی۔ جب کھڑے ہو کر
بولے کہ ہمارا رب وہ ہے جو آسمانوں اور زمین کا رب ہے۔ ہم اس
کے سوا کسی کو معبود نہ پوجیں گے۔ ایسا ہو تو ضرور ہم نے حد سے گزری
ہوئی بات کہی O یہ جو ہماری قوم ہے اس نے اللہ کے سوا خدا بنا رکھے
ہیں۔ کیوں نہیں لاتے ان پر کوئی روشن سند، تو اس سے بڑھ کر کون
ظالم جو اللہ پر جھوٹ باندھے O اور جب تم اُن سے اور جو کچھ وہ اللہ
کے سوا پوجتے ہیں، سب سے الگ ہو جاؤ، تو غار میں پناہ لو، تمہارا
رب تمہارے لیے اپنی رحمت پھیلا دے گا۔ اور تمہارے کام میں
آسانی کے سامان بنا دے گا O اور اے محبوب تم سورج کو دیکھو گے کہ
جب نکلتا ہے تو ان کے غار سے داہنی طرف بچ جاتا ہے اور جب
ڈوبتا ہے تو ان سے بائیں طرف کترا جاتا ہے حالانکہ وہ اس غار کے
کھلے میدان میں ہیں، یہ اللہ کی نشانیوں سے (نشانی) ہے جسے اللہ راہ
دے تو وہی راہ پر ہے اور جسے گمراہ کرے تو ہرگز اس کا کوئی حمایتی راہ
دکھانے والا نہ پاؤ گے O اور تم انہیں جاگتا سمجھو اور وہ سوتے ہیں۔
اور ہم ان کی داہنی بائیں کروٹیں بدلتے ہیں۔ اور ان کا کتا اپنی
کلائیاں پھیلائے ہوئے غار کی چوکھٹ پر، اور سننے والے اگر تو انہیں

جھانک کر دیکھے تو ان سے پیٹھ پھیر کر بھاگے، اور ان سے ہیبت میں بھر جائے ٥ اور یونہی ہم نے ان کو جگایا کہ آپس میں ایک دوسرے سے احوال پوچھیں، ان میں ایک کہنے والا بولا، تم یہاں کتنی دیر رہے، کچھ بولے ایک دن رہے یا دن سے کم، دوسرے بولے تمہارا رب خوب جانتا ہے کہ جتنا تم ٹھہرے تو اپنے میں ایک کو یہ چاندی دے کر شہر میں بھیجو پھر وہ غور کرے کہ وہاں کونسا کھانا زیادہ ستھرا ہے۔ کہ تمہارے لئے کھانے کو لائے۔ اور چاہیے کہ نرمی کرے اور ہرگز کسی کو تمہاری اطلاع نہ دے ٥ بیشک اگر وہ تمہیں جان لیں گے تو تمہیں پتھراؤ کریں گے یا اپنے دین میں پھیر لیں گے اور ایسا ہوا تو تمہارا کبھی بھلا نہ ہوگا ٥ اور اسی طرح ہم نے ان کی اطلاع کر دی کہ لوگ جان لیں کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے۔ اور قیامت میں کچھ شبہ نہیں، جب وہ لوگ ان کے معاملہ میں جھگڑنے لگے تو بولے ان کے غار پر عمارت بناؤ۔ ان کا رب انہیں خوب جانتا ہے وہ بولے جو اس کام میں غالب رہے تھے کہ قسم ہے ہم تو ان پر مسجد بنائیں گے ٥ اب کہیں گے کہ وہ تین ہیں، چوتھا ان کا کتا، اور کچھ کہیں گے پانچ ہیں چھٹا ان کا کتا، بے دیکھے الاؤ تکا بات، اور کچھ کہیں گے سات ہیں اور آٹھواں ان کا کتا۔ تم فرماؤ میرا رب ان کی گنتی خوب جانتا ہے۔ اُنہیں نہیں جانتے مگر تھوڑے، تو ان کے بارے میں بحث نہ کرو مگر اتنی جتنی ظاہر ہو چکی اور ان کے بارے میں کسی کتابی سے کچھ نہ پوچھو ٥

(سورت ۱۸ آیت ۱۰ تا ۲۲)

اللہ تعالیٰ نے اِن آیاتِ قدسیہ میں اپنے دوستوں کا ذکر فرمایا جن کی زندگی کا ایک ایک لمحہ کرامت ومنزلت سے مالا مال ہے۔ یہاں چند اشارے بیان کئے جاتے ہیں۔

☆ نیک لوگوں کا ذکر کرنا اللہ تعالیٰ کی سنت ہے۔

☆ بزرگ محوِ استراحت بھی ہوں تو اُن کا رعب ودبدبہ قائم رہتا ہے۔

☆ اللہ والوں کی صحبت کے اثر سے کتا بھی اتنا معزز بن گیا کہ اُس کا ذکر قرآن میں وارد ہوا۔ اس کے نام کے وظیفے پڑھے گئے۔ اس کا جسم بھی مٹی کے آثارِ فنا سے محفوظ رہا۔ گویا اُسے دائمی زندگی نصیب ہوگئی، جو انسان ان کی صحبت سے مشرف ہوگا اس کا کیا مقام ہوگا؟ اُن کی بارگاہ کے آداب اُس وفادار کتے سے سیکھنے چاہیں جس کا اپنا کوئی پروگرام نہیں، بس اُن کی خدمت میں مصروف ہے۔

☆ اہل اللہ کی کرامت برحق ہے، اور اُن کی کرامت سے اللہ تعالیٰ کی قدرت ظاہر ہوتی ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ کا ہر وعدہ سچا ہے یعنی وہ اپنے ماننے والوں کو شان دیتا ہے، ان کی شان دو جہان میں ظاہر کرتا ہے، یہ ہو نہیں سکتا کہ اُس کا نام لیوا کمالات وکرامات سے محروم رہ جائے۔ ورنہ اس کے نام لیوا اور بُت کے نام لیوا میں کیا فرق رہ جائے گا؟

☆ اللہ والوں کی قبروں پر عمارتیں تعمیر کرنا اور اُن کے قریب مسجدیں بنانا درست ہے کہ اُن کی جلالت وعظمت سے لوگوں کو آگاہ کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کا قول بلا تردید بیان فرمایا جو جواز پر دلالت کرتا ہے۔

☆ مَا یَعْلَمُهُمْ اِلَّا قَلِیْلٌ (ان کو نہیں جانتے مگر تھوڑے) سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے خاص الخاص بندوں کو غیبی اخبار اور تکوینی اسرار سے آشنا فرماتا ہے۔ اس دولتِ خدا کی سب سے زیادہ حقدار خدا کے سب سے بڑے محبوب حضور نبی

غیب داں صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی ہے۔ باقی جس کو جتنا علم غیب عطا کیا جاتا ہے اِنہی کے تصدق سے عطا کیا جاتا ہے۔

☆ اللہ والے اللہ کی نشانی ہوتے ہیں۔

☆ جو حق پر قائم رہتا ہے، اُسے حیاتِ ابدی نصیب ہوتی ہے، رحمتِ خداوندی کا انعام ملتا ہے۔ ساری دُنیا مل کر بھی اس کا نام ونشان ختم نہیں کر سکتی گویا ع

ثبت است برجریدۂ عالم دوامِ ما

اللہ تعالیٰ نے سیّدہ ہاجرہ رضی اللہ عنھا کی بزرگی کس خوبصورتی کے ساتھ بیان فرمائی۔

اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ، بے شک صفاومروہ اللہ کی نشانیاں ہیں (سورۃ بقرہ)

آخر کیوں نشانیاں ہیں، اِس لئے کہ انہوں نے اللہ کی پاکیزہ ولیہ کے قدم چومے ہیں۔

اللہ اکبر! یہ کتنی بڑی کرامت ومنزلت ہے کہ قیامت تک مسلمان عوام وخواص اُن پہاڑوں کی سعی کو سعادت سمجھیں گے، کہ یہ اُس ولیہ کی سنت ہے۔ کس دشمنِ خدا کو یہ اعزاز ملا جو اس کو اس پر قیاس کیا جائے۔ آہ عقل کا افلاس کب ختم ہوگا۔

وہ ذِکر والے ہیں:

اللہ تعالیٰ اپنے صالح بندوں کا ذِکر بار بار فرماتا ہے کہ لوگ اُن کے حالات و واقعات سے حسنِ اعتقاد اور خوبیِ اعمال کا جذبہ حاصل کریں۔ حضرت کلیم وخضر کا واقعہ، اصحابِ کہف کی داستان اِس کی پائندہ مثالیں ہیں، انبیاء کرام کے ایمان افروز قصے بھی اسی

زمرے میں داخل ہیں۔جن کے اشارے ہم نے ''قرآنِ حکیم کے تصورنبوت'' میں پیش کر دیئے ہیں۔اب چونکہ ''تصورولایت'' اُجاگر کرنا مقصود ہے اس لئے ہم اہلِ ولایت کا ذِکر خصوصیت سے کررہے ہیں۔

حضرتِ آسیہ کا ذکر:

اللہ تعالیٰ نے اپنی برگزیدہ بندی حضرت آسیہ بنتِ مزاحم رضی اللہ عنہا کا ذکر فرمایا جوفرعونِ مصر جیسے ظالم و بے رحم اِنسان کی بیوی تھی،اور وہ اس کے ظلم وتشدد کا مقابلہ اپنے صبرو رضا اور عزیمت واستقامت کے ساتھ کررہی تھی۔اللہ تعالیٰ نے اُس کے لازوال کردار کو بطورمثال بیان فرمایا

اور مسلمانوں کے لئے مثال بیان فرماتا ہے فرعون کی بی بی کہ جب اُس نے عرض کی اے میرے رب میرے لیے جنت میں گھر بنا،اور مجھے فرعون اور اس کے کام سے نجات دے اور مجھے ظالم لوگوں سے رہائی عطا فرما(سورت تحریم آیت ۱۱)

ایک صالح کا ذکر:

اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک شکرگزار بندے اور ایک نافرمان شخص کا واقعہ بیان فرمایا، اُس نے دونوں کو باغ عطا کیئے،نافرمان شخص بولا

میں تجھ سے مال میں زیادہ ہوں،آدمیوں کا زیادہ زور رکھتا ہوں ٥ اپنے باغ میں گیا اور اپنی جان پر ظلم کرتے ہوئے بولا مجھے گمان نہیں کہ یہ کبھی فنا ہوگا ٥ میں گمان نہیں کرتا کہ قیامت قائم ہو گی اور اگر میں اپنے رب کی طرف پھر گیا تو ضرور اس باغ سے بہتر

پلٹنے کی جگہ پاؤں گا○ (سورۃ الکہف)

شکرگزار بندے نے کہا

لیکن میں تو یہی کہتا ہوں کہ وہ اللہ ہی میرا رب ہے اور میں کسی کو اپنے رب کا شریک نہیں کرتا۔ اور کیوں نہ ہوا کہ جب تو اپنے باغ میں گیا تو کہا ہوتا، جو چاہے اللہ، ہمیں کچھ زور نہیں مگر اللہ کی مدد کا، اگر تو مجھے اپنے مال سے کم دکھتا ہے○ تو قریب میرا رب مجھے تیرے باغ سے اچھا دے اور تیرے باغ پر آسمان سے بجلیاں اتارے تو وہ فوراً میدان ہو جائے○ یا اس کا پانی زمین میں دھنس جائے۔ پھر تو اسے ہرگز نہ تلاش کر سکے۔

پھر ایسے ہی ہوا، نافرمان شخص کا تمام مال و متاع فنا کی گھاٹ اتر گیا اور وہ اپنے ہاتھ ملتا رہ گیا، ''کہ کاش میں نے اپنے رب کا کسی کو شریک نہ کیا ہوتا۔

اب اُس کا کوئی مددگار نہیں تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آخر میں کھول کر بیان فرمایا

''اختیار سچے اللہ کا ہے، اس کا ثواب سب سے بہتر اور اُسے ماننے کا انجام سب سے بھلا ہے۔

(سورۃ الکہف آیت ۲۴ تا ۳۲)

اس قرآنی حکایت نے بھی بتایا کہ نافرمان اور شکرگزار لوگ برابر نہیں ہو سکتے۔ اللہ تعالیٰ کے دوستوں کے لئے دنیا و آخرت کی عزت ہے۔ جیسا کہ فرمایا للہ العزۃ ولرسولہ وللمومنین، عزت اللہ اس کے رسول کے لئے اور تمام مومنوں کے لئے

ہے۔ نیز دیکھئے وہ اپنے بندوں کا ذکر کس تزک و احتشام کے ساتھ فرماتا ہے۔ اُس نے وعدہ جو فرمایا فاذ کرونی اذکر کم تم میرا ذکر کرو میں تمہارا ذکر کرتا ہوں۔

(سورۃ البقرہ)

حضرت مریم اوران کی والدہ کا ذکر:

قرآنِ پاک میں حضرتِ مریم علیہا السلام اور اُن کی والدہ ماجدہ کا ذکر پڑھئے۔

''بے شک اللہ نے چن لیا آدم اور نوح اور ابراہیم کی آل اور عمران کی آل کو سارے جہانوں سے ٥ یہ ایک نسل ہے ایک دوسرے سے اور اللہ سنتا جانتا ہے ٥ جب عمران کی بی بی نے عرض کی اے میرے رب! میں تیرے لیے منت مانتی ہوں جو میرے پیٹ میں ہے کہ خالص تیری ہی خدمت میں رہے۔ تو تُو مجھ سے قبول کر لے، بیشک تو ہی سنتا جانتا ہے ٥ پھر جب اسے جنا، تو بولی اے میرے رب! یہ تو میں نے لڑکی جنی۔ اور اللہ کو خوب معلوم ہے جو کچھ وہ جنی، اور وہ لڑکا جو اُس نے مانگا اِس لڑکی سا نہیں۔ اور میں نے اس کا نام مریم رکھا اور میں اِسے اور اس کی اولاد کو تیری پناہ میں دیتی ہوں راندے ہوئے شیطان سے ٥ تو اُسے اس کے رب نے اچھی طرح قبول کیا اور اسے اچھا پروان چڑھایا۔ اور اسے زکریا کی نگہبانی میں دیا۔ جب زکریا اس کے پاس نماز پڑھنے کی جگہ جاتے، اُس کے پاس نیا رزق پاتے، کہا اے مریم یہ تیرے پاس کہاں سے آیا۔ بولیں وہ اللہ کے پاس سے ہے، بے شک اللہ جسے چاہے بے حساب

دے O (سورت ۳ آیت ۳۳ تا ۳۷)

جب فرشتوں نے کہا اے مریم بے شک اللہ نے تجھے
چن لیا اور خوب ستھرا کیا اور سارے جہان کی عورتوں سے تجھے چن
لیا O اے مریم اپنے رب کے حضور ادب سے کھڑی ہو اور اس کے
لئے سجدہ کر اور رکوع والوں کے ساتھ رکوع کر O یہ غیب کی خبریں
ہیں کہ ہم خفیہ طور پر تمہیں بتاتے ہیں اور تم اُن کے پاس نہ تھے جب
وہ اپنی قلموں سے قرعہ ڈالتے تھے کہ مریم کس کی پرورش میں رہے۔
اور تم ان کے پاس نہ تھے جب وہ جھگڑ رہے تھے O اور یاد کرو جب
فرشتوں نے کہا اے مریم اللہ تجھے بشارت دیتا ہے اپنے پاس سے
ایک کلمہ کی جس کا نام مسیح عیسیٰ مریم کا بیٹا، وجاہت والا دنیا و آخرت
میں اور قرب والا O اور لوگوں سے بات کرے گا پالنے میں اور پکی عمر
میں اور خاص لوگوں میں ہو گا O بولی اے میرے رب میرے بچہ
کہاں سے ہو گا، مجھے تو کسی شخص نے ہاتھ نہ لگایا، فرمایا اللہ یوں ہی
پیدا کرتا ہے جو چاہے، جب کسی کام کا حکم فرمائے تو اس سے یہی کہتا
ہے کہ ہو جا تو وہ فوراً ہو جاتا ہے O (سورت ۳ آیت ۴۲ تا ۴۷)

اور کتاب میں مریم کو یاد کرو، جب اپنے گھر والوں سے
پورب کی طرف ایک جگہ الگ ہو گئی O تو ان سے اُدھر ایک پردہ کر
لیا۔ تو اس کی طرف ہم نے اپنا روحانی بھیجا اور اس کے سامنے ایک
تندرست بشر کے روپ میں ظاہر ہوا O بولی میں تم سے رحمٰن کی پناہ
مانگتی ہوں اگر تجھے خدا کا ڈر ہے O بولا میں تو تیرے رب کا بھیجا ہوا

ہوں کہ میں تجھے ایک ستھرا بیٹا دوں ٥ بولی میرے لڑکا کہاں سے ہو گا، مجھے تو کسی آدمی نے ہاتھ نہیں لگایا نہ میں بدکار ہوں ٥ کہا یوں ہی ہے تیرے رب نے فرمایا ہے کہ یہ مجھے آسان ہے۔ اور اس لئے کہ ہم اسے لوگوں کے واسطے نشانی کریں اور اپنی طرف سے ایک رحمت اور یہ کام ٹھہر چکا ہے ٥ اب مریم نے اُسے پیٹ میں لیا اور پھر اُسے لیے ہوئے ایک دور جگہ چلی گئی ٥ پھر اُسے جننے کا درد ایک کھجور کی جڑ میں لے آیا، بولی ہائے کسی طرح میں اس سے پہلے مر گئی ہوتی اور بھولی بسری ہو جاتی ٥ تو اُسے اُس کے تلے سے پکارا کہ غم نہ کھا تیرے رب نے تیرے نیچے ایک نہر بہا دی ہے ٥ اور کھجور کی جڑ پکڑ کر اپنی طرف ہلا، تجھ پر تازی پکی کھجوریں گریں گی ٥ تو کھا اور پی اور آنکھ ٹھنڈی رکھ پھر اگر کسی آدمی کو دیکھے تو کہہ دینا میں نے آج رحمٰن کا روزہ مانا ہے۔ تو آج ہرگز کسی آدمی سے بات نہ کروں گی ٥ تو اُسے گود میں لے کر اپنی قوم کے پاس آئی بولے اے مریم تو نے بہت بُری بات کی ٥ اے ہارون کی بہن تیرا باپ بُرا آدمی نہ تھا اور نہ تیری ماں بدکار تھی ٥ اس پر مریم نے بچہ کی طرف اشارہ کیا، وہ بولے ہم کیسے بات کریں اس سے جو پالنے میں بچہ ہے ٥ بچے نے فرمایا میں اللہ کا بندہ ہوں، اس نے مجھے کتاب دی اور مجھے غیب کی خبریں بتانے والا (نبی) کیا ٥ اُس نے مجھے مبارک کیا، میں کہیں بھی ہوں، اور مجھے نماز اور زکوٰۃ کی تاکید کی میں جب تک جیوں ٥ اور مجھے اپنی ماں سے اچھا سلوک کرنے والا بنایا اور مجھے زبردست بدبخت نہ کیا ٥

اور وہی سلامتی مجھ پر جس دِن میں پیدا ہوا اور جس دِن مَروں اور جس دِن زندہ اُٹھایا جاؤں ٥ (سورت ۱۹ آیت ۱۶ تا ۳۳)

اِن آیات میں کچھ اشارے ہیں

☆ اللہ تعالیٰ اپنے دشمنوں کا ذکر اِس انداز سے نہیں فرماتا، یہ عظیم لوگ تو اُس کے وفادار بندے ہیں۔

☆ نہر کا جاری ہونا اور خشک درخت سے تازہ کھجوروں کا گرنا ایک ولیہ کاملہ کی کرامت ہے جو فعالِ حقیقی جل شانہٗ کی قدرت کی مظہر ہے۔

☆ جبریل امین نور ہو کر ''بشرِاً سویاً'' کے روپ میں آئیں تو اُن کی نورانیت میں کوئی فرق نہیں آتا اگر محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نُور ہو کر لباسِ بشر میں جلوہ فرما ہوں تو کیا اِستحالہ ہے؟

☆ جبریل امین نے کہا کہ ''میں تجھے ایک ستھرا بیٹا دوں'' یہاں مفتی احمد یار خان بدایونی فرماتے ہیں ''معلوم ہوا کہ جبریل علیہ السلام باذنِ الٰہی بیٹا دے سکتے ہیں، اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ سے اولاد، اور رب کی تمام نعمتیں ملتی ہیں۔ اِس سے پتہ لگا کہ رب کی نعمتوں کو بندے کی طرف نسبت کر سکتے ہیں۔ لہٰذا کہہ سکتے ہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اولاد، ایمان، عزت، جنت دیتے ہیں'' (نُورالعرفان ص ۴۸۸)

☆ اِن آیات میں حضرتِ مریم اور اُن کے نورِ عین حضرت عیسیٰ علیہما السلام کا خوبصورت میلاد ہے۔

☆ بزرگوں پر سلام پڑھنا خود بزرگوں کی سنت ہے۔

حضرت اُمِ موسیٰ کا ذکر:

قرآنِ حکیم میں حضرتِ موسیٰ علیہ السلام کی والدہ ماجدہ کا ذِکر دیکھئے۔

فرمایا اے موسیٰ تیری مانگ تجھے عطا ہوئی ○ اور بے شک

ہم نے تجھ پر ایک بار احسان فرمایا ○ جب ہم نے تیری ماں کو الہام کیا

جو الہام کرنا تھا ○ کہ اسے بچے کو صندوق میں رکھ کر دریا میں ڈال

دے۔ تو دریا اسے کنارے پر ڈالے۔ کہ اسے وہ اٹھالے جو میرا

دشمن اور اس کا دشمن ہے، اور میں نے تجھ پر اپنی طرف کی محبت ڈالی۔

اور اس لیے کہ تو میری نگاہ پر تیار ہو ○ تیری بہن چلی، پھر کہا کیا میں

تمہیں وہ لوگ نہ بتادوں جو اس بچہ کی پرورش کریں۔ تو ہم تجھے تیری

ماں کے پاس پھیر لائے۔ کہ اس کی آنکھ ٹھنڈی ہو اور وہ غم نہ

کرے۔ (سورت ۲۰ آیت ۳۶ تا ۴۰)

اِن آیات میں کچھ اشارے ہیں۔

☆ نبی کا دشمن، اللہ کا دشمن ہے۔

☆ اللہ کے بندے ہر حال میں اللہ پر بھروسا کرتے ہیں اور وہ اُن کی مدد فرماتا ہے۔

☆ خدا تعالیٰ خود اپنے محبوبوں کی پرورش کا خاص الخاص انتظام فرماتا ہے۔ جو ولتصنع علٰی عینی سے ثابت ہوا۔

☆ جسے رب رکھے اُسے کون چکھے۔

☆ حضرتِ موسیٰ کا میلاد اور اُن کی والدہ کی کرامت و منزلت ظاہر ہے۔

نوٹ: فرعون کی نیک دِل بیوی آسیہ نے جو حضرتِ موسیٰ کو اُٹھایا تو اس کا ذکر سورۃ القصص میں موجود ہے۔

حضرتِ ام اسحاق کا ذکر:

قرآنِ پاک نے حضرتِ اسحاق علیہ السلام کی والدہ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زوجہ سیّدہ سارہ رضی اللہ عنہا کا ذکر فرمایا،

اور ابراہیم کی بی بی کھڑی تھی، وہ ہنسنے لگی، تو ہم نے اس کو اسحاق کی خوشخبری دی اور اسحاق کے پیچھے یعقوب کی o بولی ہائے خرابی، میرے بچہ ہوگا، اور میں بوڑھی ہوں اور یہ ہیں میرے شوہر بوڑھے، بے شک یہ تو اچنبے کی بات ہے o فرشتے بولے کیا اللہ کے کام کا اچنبا کرتی ہو، اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں تم پر ہوں اے اِس گھر والو، بے شک وہی سب خوبیوں وعزت والا ہے o ابراہیم کا خوف زائل ہوا اور اُسے خوشخبری ملی، ہم سے قومِ لوط کے بارے میں جھگڑنے لگا o ابراہیم تحمل والا، بہت آہیں کرنے والا، رجوع کرنے والا ہے o (سورت ۱۱ آیت ۷۱ تا ۷۵)

اِن آیات میں چند اشارے ہیں

☆ اللہ تعالیٰ اپنے نبیوں کے ساتھ اپنے ولیوں کا ذکر بھی فرماتا ہے۔

☆ وہ غالب ہے، قدرتوں کا مالک ہے۔ اس کے آگے کوئی کام مشکل نہیں۔

☆ اللہ کے بندے اُس کی بارگاہ میں کس قدر کرامت ومنزلت اور وجاہت وعظمت والے ہیں اس کا اندازہ یجادلنا فی قوم لوطٍ سے لگایئے۔

حضرت ذوالقرنین کا ذکر:

حضرت ذوالقرنین کے بارے میں یہ بھی مشہور ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے عظیم ولی

تھے۔امام صاوی لکھتے ہیں "صحیح قول یہی ہے کہ یہ نبی نہیں ایک عبد صالح ہیں جو ولایت کے شرف سے سرفراز ہیں (صاوی جلد۳ص۳۱)

اللہ تعالیٰ نے اپنے اِس ولی کا ذکر بڑے اہتمام سے فرمایا

اور تم سے ذوالقرنین کے متعلق سوال کرتے ہیں، تم فرماؤ میں تمہیں اس کا مذکور پڑھ کر سناتا ہوں ○ بیشک ہم نے اسے زمین میں قابو دیا، اور ہر چیز کا سامان عطا فرمایا○ تو وہ ایک سامان کے پیچھے چلا○ یہاں تک کہ جب سورج ڈوبنے کی جگہ پہنچا، اُسے ایک سیاہ کیچڑ کے چشمہ میں ڈوبتا پایا اور وہاں ایک قوم ملی، ہم نے فرمایا اے ذوالقرنین یا تو تُو انہیں سزا دے یا ان کے ساتھ بھلائی اختیار کرے○ عرض کی کہ جس نے ظلم کیا اسے تو ہم عنقریب سزا دیں گے۔ پھر اپنے رب کی طرف پھیرا جائے گا کہ وہ اُسے بُری مار دے گا○ اور وہ جو ایمان لایا اور نیک کام کیا تو اُس کا بدلہ بھلائی ہے۔ اور عنقریب ہم اُسے آسان کام کہیں گے○ پھر ایک سامان کے پیچھے چلا○ یہاں تک کہ جب سورج نکلنے کی جگہ پہنچا، اُس کو ایسی قوم پر نکلتا پایا جن کے لئے ہم نے سورج سے کوئی آڑ نہیں رکھی○ بات یہی ہے اور جو کچھ اس کے پاس تھا سب کو ہمارا علم محیط ہے○ پھر ایک سامان کے پیچھے چلا○ یہاں تک جب دو پہاڑوں کے درمیان پہنچا، ان سے اُدھر کچھ ایسے لوگ پائے کہ کوئی بات سمجھتے معلوم نہ ہوتے تھے○ انہوں نے کہا اے ذوالقرنین بیشک یاجوج و ماجوج زمین میں فساد مچاتے ہیں۔ تو کیا ہم آپ کے لئے کچھ مال مقرر کر دیں اس پر کہ

آپ ہم میں اور اُن میں ایک دیوار بنادیں٥ کہا وہ جس پر مجھے میرے رب نے قابو دیا ہے بہتر ہے، تو میری مدد طاقت سے کرو، میں تم میں اور ان میں ایک مضبوط آڑ بنادوں٥ میرے پاس لوہے کے تختے لاؤ، یہاں تک کہ جب وہ دیوار دونوں پہاڑوں کے کناروں سے برابر کردی، کہا پھونکو! یہاں تک کہ جب اُسے آگ کر دیا، کہا لاؤ میں اس پر گلا ہوا تانبا انڈیل دوں٥ یاجوج ماجوج اس پر نہ چڑھ سکے اور نہ اس میں سوراخ کر سکے٥ کہا یہ میرے رب کی رحمت ہے پھر جب میرے رب کا وعدہ آئے گا، اسے پاش پاش کر دے گا۔ اور میرے رب کا وعدہ سچا ہے۔ (سورۃ الکہف ۸۳ تا ۹۸)

اِن آیات سے چند اشارے معلوم ہوئے۔

☆ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کو اولین و آخرین کا علم عطا فرمایا ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ کے پاک بندے اس کے فضل و رحمت سے زمین و اہل زمین پر تصرف فرما سکتے ہیں۔ اور انہیں ہر چیز کا سامان دیا جاتا ہے۔ یہ بات وَاٰتَیۡنٰہُ مِنۡ کُلِّ شَیۡءٍ سَبَبًا سے ثابت ہے۔ جبکہ اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کو کھجور کے ریشے جتنا بھی سامان میسر نہیں۔

☆ اللہ تعالیٰ نے اپنے عبدِ صالح کو مشرق و مغرب کے اسرار سے آگاہ فرمایا اور اُسے سزا و جزا کا اختیار دیا۔

☆ اللہ تعالیٰ کے بندوں کے زور بازو اور عزم و استقامت کا منظر بھی کتنا واضح ہے۔ ان کے سامنے دنیا کی ہر قوت زیر ہو جاتی ہے۔

☆ قوم سے مدد طلب کرنا شرک نہیں۔ کون ہے جو حضرت ذوالقرنین رضی اللہ عنہ کو مشرک کہے۔

☆ هَذَا رَحْمَةٌ مِنْ رَّبِّیْ. یہ سب رب تعالیٰ کی رحمت ہے۔ جو ہمہ وقت اس کے بندوں کا سہارا ہے۔ اُن کی قوت وتصرف کا حسین راز ہے۔ نجانے عقلِ نارسا کے پجاری اتنی سادہ سی بات بھی کیوں نہیں سمجھتے یا سمجھنا نہیں چاہتے۔

وہ شفاعت والے ہیں:

اللہ تعالیٰ کے بندے دنیا میں تو کام آتے ہیں، آخرت میں بھی کام آئیں گے۔ کتنی واضح آیاتِ مبارکہ ہیں۔

☆ اَلْاَخِلَّاءُ یَوْمَئِذٍ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِیْنَ. اُس دِن تمام دوست ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے مگر پرہیز گار (دشمن نہیں ہوں گے بلکہ ایک دوسرے کے مددگار رہوں گے۔ شفاعت کرنے والے ہوں گے)

☆ مَنْ ذَالَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗ اِلَّا بِاِذْنِهٖ. کون ہے جو اس کے پاس شفاعت کرے مگر اس کے اِذن سے، اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے مقرب بندے اُس کے اِذن سے شفاعت و وجاہت کے حامل ہیں۔ یہی سارے اہلِ ہدایت کا عقیدہ ہے۔

☆ یَوْمَئِذٍ لَّا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَ رَضِیَ لَهٗ قَوْلًا. اس دن کسی کی شفاعت کام نہ دے گی مگر اُس کی جسے رحمٰن نے اِذن دیا اور اس کی بات پسند فرمائی (سورۃ طٰہٰ آیت ۱۰۹)

یاد رہے کہ ہم بھی ہمیشہ اُن لوگوں کی بات کرتے ہیں جو اُس ربِ رحمٰن کے اذن

یافتہ ہیں۔ جن کی بات اُسے پسند ہے۔ جن کا کردار اُس کو راضی رکھتا ہے۔ ظالموں، باغیوں سے ہمارا کوئی تعلق نہیں اللہ تعالیٰ کے دوستوں ولیوں سے ہماری نسبت قائم ہے۔ اللہ والوں کی شفاعت کے لئے شرط ہے کہ انسان کے پاس ایمان ہو۔ اور وہ اُن کی شفاعت کا اُمیدوار ہو۔ اُن سے مایوس نہ ہو۔ اس کا یہ مطلب بھی بنتا ہے کہ جو اُن کی شفاعت کا اُمیدوار نہیں ہوسکتا وہ گویا ایمان سے خالی ہونے کا اعلان کر رہا ہے۔

☆ لَا يَتَكَلَّمُوْنَ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وقال صوابا کوئی نہ بول سکے گا مگر جسے رحمٰن نے اِذن دیا اور اُس نے ٹھیک بات کہی (سورۃ النسا آیت ۳۸)

اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ جس نے دنیا میں اپنی زبان و بیان کو احکامِ خدا کے مطابق بنایا اُسے قیامت کے دن اذن گفتگو نصیب ہوگا۔ وہ اپنے لئے بھی رحمت کا سوال کر سکے گا اور اپنے ایمان والے ساتھیوں قریبیوں اور رشتہ داروں کے لئے بھی عرض گذار ہوگا۔ اب کون کہہ سکتا ہے کہ اللہ کے برگزیدہ بندوں نے اپنی زبان و بیان کو احکامِ خدا کے مطابق نہیں بنایا۔ حضور داتا گنج بخش ہجویری، حضور غوث اعظم بغدادی، حضور مجدد الف ثانی اور دیگر ہمارے ممدوحین کرام رضی اللہ عنہم کے حالات و کمالات سے یہ ”مفتیان خام“ بھی آشنا ہیں۔ اُن کی زبانوں پر ہمیشہ اللہ اور اُس کے رُسول کا ذِکر جاری رہا۔ وہ کیسے پاکباز لوگ تھے۔ تاریخ سلامِ محبت پیش کر رہی ہے۔

اِن لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے دشمنوں سے ملانا فکر و شعور کے زوال کی آخری حد ہے۔

یہی تو لوگ ہیں جن کے بارے میں قرآنِ پاک نے کیا خوبصورت تصور دیا ہے۔

اَلَّذِيْنَ تَتَوَفّٰهُمُ الْمَلٰۤئِكَةُ طَيِّبِيْنَ يَقُوْلُوْنَ سَلٰمٌ عَلَيْكُمُ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ. وہ جن کی جان نکالتے ہیں فرشتے ستھرے پن میں، یہ کہتے ہوئے کہ سلامتی ہو تم پر،

جنت میں جاؤ۔ بدلا اپنے کیے کا (سورۃ النحل آیت ۳۲)

اس مضمون کی اور بھی بہت سی آیاتِ مبارکہ موجود ہیں۔ اب سوچئے جن کو فرشتے سلام نیاز پیش کریں، جن کا جنت کی نعمتیں انتظار کریں کیا وہ کسی کے لئے کچھ نہیں کر سکتے؟

☆ یوم ندعوا کُلَّ اُنَاسٍ بِاِمَامِھِمْ اس دن ہم سب انسانوں کو ان کے اماموں کے ساتھ بلائیں گے۔ (سورۃ بنی اسرائیل)

اللہ اکبر! کتنے خوش نصیب ہیں وہ جو اللہ تعالیٰ کے پاک ولیوں کو اپنا امام تسلیم کرتے ہیں۔ ان کی محبت واقتداء ضرور اُن کو فائدہ دے گی۔ اگر ان کی اتباع واقتداء فائدہ نہ دے سکتی تو قرآنِ پاک بھی یہ حکم نہ دیتا۔ وَاتَّبِعْ سَبِیْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَیَّ. اُس کے راستے پر چل جو میری طرف رجوع کرنے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے ہم اہلِ انابت اور اہلِ ولایت کے راستے کو منزلِ مقصود کی ضمانت سمجھتے ہیں۔ اور عرض کرتے ہیں مولا ہمیں ان کے راستے پر چلا جن پر تیرا انعام ہوا۔ یعنی نبیوں، صدیقوں، شہیدوں اور صالحوں کے راستے پر گامزن فرما۔ مغضوبوں اور گمراہوں کے راستے سے محفوظ فرما (آمین)

عظیم افادات

اگر آپ حضرات نے قرآنِ پاک کے تصورِ ولایت کو بخوبی دیکھ لیا ہو تو اس نتیجے پر پہنچ چکے ہوں گے کہ اہلِ ولایت کا قائم کردہ نظامِ ولایت عظیم افادات کا حامل ہے۔ جن لوگوں نے اس نظام کو شروع کیا ان کے خلوص وللّٰہیت، تقویٰ و کردار پر شک کرنا بہت بڑا ظلم ہے، جو انسان اپنی جان وایمان پر ڈھاتا ہے۔ یوں کہہ لیجئے کہ خدائے قہار کے ساتھ اعلانِ جنگ کرتا ہے۔ جن لوگوں کی ایک ایک ادا سنتِ مصطفٰے کی آئینہ دار تھی آخر ان کا اتنا بڑا نظام سنتِ مصطفٰے کے خلاف کیسے ہو سکتا ہے۔

یقیناً ان کی دور بین نگاہ نے مسجد نبوی کے اس چبوترے کو سامنے رکھا ہوگا جس پر اللہ کا حبیب صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ فرما ہوتا تھا اور اس کے سامنے اس کے غلامانِ باصفا زانوئے تلمذ طے کرتے تھے۔ اس ہادی کامل، مرسلِ اعظم، مرشدِ برحق صلی اللہ علیہ وسلم کے ان سچے وارثوں نے کچی دیواروں اور بوسیدہ دروازوں پر مشتمل خانقاہیں تعمیر کیں جن کی آغوش انوار سے فرید پیدا ہوئے۔ مجدد الف ثانی نے جنم لیا۔ نوشہ گنج بخش نکلے، قطب، غوث، ابدال اٹھے، ہزاروں کے قبلے درست ہوئے، لاکھوں کے دل زندہ ہوئے، کروڑوں نے ہدایت حاصل کی، آج بھی داتا صاحب کے دربار پر بے شمار غریبوں، مفلوک حالوں، کسمپرسوں کا رزق لگا ہوا ہے۔ یہی نظامِ ولایت ہے۔ جس کی برکت نے لوگوں کو خلوص دیا...... وفا سکھائی...... خودی سے نوازا...... خداشناسی سے سرشار کیا...... خود بینی کے نظارے کرائے...... سوز و ساز سے آشنا کیا...... پیچ و تاب پیدا کیے...... تڑپ بخشی...... درد دیا...... نگاہِ بلند، سخن دِلنواز، جاں پرسوز کا رختِ سفر عطا کیا۔ یہی وہ راستہ ہے جس پر چل کر لوگ غریب پرور ہوئے...... انسانیت نواز بنے...... متقی...... پرہیز گار...... شب زندہ دار...... صائم النہار...... اخوت، مساوات، محبت کے علمبردار...... صداقت، شجاعت، فراست، عدالت کے مینار ٹھہرے...... سخاوت، امانت، دیانت کے شہکار قرار پائے...... اسی نظام کے نور نے مقدر کا ستارا چمکایا...... منزل کا راستہ بتایا...... مولا کا جلوہ دکھایا...... عرفان کا نغمہ سنایا...... ایمان کا جام پلایا...... توحید و رسالت کا نقش جمایا...... سنت کا خوگر بنایا...... شریعت کا سبق سکھایا...... جس کے حُسن سے لوگ حسین ہوئے...... مہ جبین ہوئے...... نازنین ہوئے، جاں نواز ہوئے...... دل نشیں ہوئے...... زمانہ ساز ہوئے...... وارثِ زمین ہوئے...... تاب آفرین ہوئے...... روشن ضمیر...... زندہ خمیر...... پیرانِ پیر...... دستگیر ہوئے...... کفن بدوش ہوئے...... سرفروش ہوئے...... نظر کے بلانوش ہوئے،

پہلے بے ہوش ہوئے پھر باہوش ہوئے ...... حق بگوش ہوئے۔ نوائے سروش ہوئے
اسی نظام کے درس سے عجمی رہے نہ عربی ...... گورے رہے نہ کالے ...... ذات رہی نہ
پات ...... رنگ رہا نہ نسل ...... حسب رہا نہ نسب ...... تکرار فلاں ابن فلاں مٹ گئی ...... امتیازِ
من و تو ختم ہوا ...... محمود و ایاز ایک ہوئے،

نہ افغانیم و نے ترک و تتاریم
کہ ما آسودۂ یک شاخساریم

تمیزِ رنگ و خوں برما حرام است
کہ ما پروردہ یک نو بہاریم

یکجان ہوئے ...... یک شان ہوئے ...... شمع رسالت کے پروانے ...... صحرائے
بطحا کے دیوانے ...... شرابِ الست کے مستانے ...... فکر وحدت کے فرزانے ہوئے۔
اسی نظام کے کرم نے اندھیروں کو اُجالے دیئے ...... بھوکوں کو نوالے دیئے ......
قلبِ بسمل دیا ...... دردِ مائل دیا ...... شوقِ حاصل دیا ...... ذوقِ ساحل دیا ...... مظلوم کو پکارا ......
ظالم کو للکارا ...... روح کو نکھارا کہ کہنے والے کہنے لگے ۔

ہر لحظہ نیا طور نئی برقِ تجلّی

جس کے صورِ اسرافیلی نے سے تمنائیں ہوشیار ہوئیں ...... آشائیں بیدار ہوئیں ......
اُمنگیں بے قرار ہوئیں ...... سوچیں جی دار ہوئیں ...... فکریں چمن زار ہوئیں ...... دین کے
دیپ جلے ...... کفر کے سائے ٹلے ...... عشق کے راہٹ چلے ...... مستی کے نخل جوان ہوئے،
آگہی کے پھول پلے ...... اللہ اللہ! اسی نظام کے صدقے

ذرہ، ماہ کے قریب آتا ہے

قطرہ، دریا میں محو ہوتا ہے

کانٹا پھول کی سنگت اختیار کرتا ہے

یہ قربت...... یہ محویت...... یہ سنگت اپنا رنگ دکھاتی ہے

ذرے میں تابانی آتی ہے...... قطرے میں طغیانی آتی ہے کانٹے میں گلفشانی آتی ہے...... ذرہ، ذروں کو چمکاتا ہے...... قطرہ قطروں کو رُلاتا ہے...... کانٹا، کانٹوں کو سلگھاتا ہے...... ماحول بدل جاتا ہے...... بادشاہ آئیں تو فقیر ہو جاتے ہیں...... فقیر آئیں تو بادشاہ ہو جاتے ہیں۔

دمِ عارف نسیم صبحدم
اسی سے ریشہ معنیٰ میں نم ہے
اگر کوئی شعیب آئے میسر
شبانی سے کلیمی دو قدم ہے

اسی نظام نے اسلام کے نظامِ تعلیم کا عملی نمونہ پیش کیا ہے۔ جس میں معلم کامل ہوتا ہے۔ متعلم میں لگن ہوتی ہے۔ نصاب تعلیم کامیاب ہوتا ہے۔ تعلیم نکھر کر سامنے آتی ہے۔ **یعلمھم الکتاب والحکمہ** کے منصبِ رسول کی تعمیل ہوتی ہے۔ **ویزکیھم** کے اندازِ محبوب کی تحصیل ہوتی ہے۔

جلا سکتی ہے شمعِ کشتہ کو موجِ نفس ان کی
الٰہی کیا چھپا ہوتا ہے اہلِ دل کے سینوں میں

تمنا دردِ دل کی ہو تو کر خدمت فقیروں کی
نہیں ملتا یہ گوہر بادشاہوں کے خزینوں میں

---------oOo---------

فرسودہ اثرات

یہ حقیقت ہے کہ دنیا میں اسلام نے، اسلام والوں کے حُسنِ کردار اور حلاوتِ گفتار کی بدولت فروغ حاصل کیا۔ یہ اللہ والے جدھر بھی گئے عشق ووفا، صبر ورضا، زہد وقناعت اور اسلام کے دیگر زریں اُصولوں کی انمٹ داستان چھوڑ آئے۔ ان کے "نعرہ قم باذن اللہ" کی برکت سے مردہ دِلوں میں زندگی کی حرارت دوڑ گئی، انسان توحید آشنا ہوگئے۔ چونکہ ساری دنیا میں بالعموم اور برصغیر میں بالخصوص صُوفیہ کرام، اولیاء عظام کے آستانوں سے اسلام کی شعاعیں پھوٹیں اس لیے لوگوں کی بہت بڑی تعداد اُن کے کمالات وکرامات کی شیدائی نظر آتی ہے۔ اور ایسا ہونا بھی چاہیے۔ کیونکہ عظیم القدر لوگ اُن کے محسن ومربی ہیں۔ لیکن اس عقیدت وارادت سے ناجائز فائدہ اُٹھا کر کچھ ناعاقبت اندیش ظالموں نے "ولایت" کے نام پر باقاعدہ دھندہ شروع کر دیا۔ اور اِن "خام صُوفیوں" اور "بے لگام ولیوں" نے ہر قدم پر مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی بھرپور کوششیں کیں۔ ان کے فرسودہ اثرات سے اکبر اور دیگر کئی ایک بادشاہ بُری طرح متاثر ہوئے۔ پھر عوام میں ان کی جہالت وسفاہت کی کتنے ہی نقوش ثبت ہوگئے۔ جنھوں نے سیکڑوں سادہ دِل لوگوں کو ہدایت سے دور کر دیا۔ اِن کے جانشین گاہے بگاہے قومِ اہلِ سنت کے لئے وبالِ جان بنے ہوئے ہیں۔ ان کا تدارک پہلے ادوار کی طرح اس دور میں بھی ازحد ضروری ہے۔ اس تدارک کے لئے ہمیں چند اسباب کا مطالعہ کرنا

چاہیے جن کی بنیاد پر وہ اوران کے فرسودہ اثرات جنم لے کر اسلام کے لیے زہر ہلاہل ثابت ہو رہے ہیں۔ فرقانِ کبریا سامنے ہے۔ فرمانِ مصطفےٰ موجود ہے۔ صدیقین و صالحین کے ارشادات راہنمائی کر رہے ہیں۔ آخر ہم کسی آخری فیصلے پر کیوں نہیں پہنچ سکتے۔ ہمت کیجیے اوران جاہلوں اوران کے فرسودہ اثرات سے قطعاً برأت کا اعلان کیجیے۔

اسباب

ہمارے ہاں قائم خانقاہی نظام عمومی طور پر ''اہلِ ولایت'' کا نمائندہ تصور کیا جاتا ہے۔ اور یہ درست بھی ہے مگر سوچنا یہ ہے کہ کیا موجودہ خانقاہی نظام کا اہلِ ولایت کیساتھ کوئی دور پار کا تعلق بھی ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو ایسا ظلم کیوں ہوا؟ اس کا جواب حاضر خدمت ہے۔

(۱) وراثت:

خانقاہی نظام کی تابناک تاریخ پڑھنے والے بخوبی جانتے ہیں کہ اس میں وراثت کا کوئی عمل دخل نہیں۔ ہماری مراد یہ ہے کہ یہ ضروری نہیں کہ پیر کا بیٹا ہی پیر ہو۔ اس کا تعلق ولایت سے ہے، ولایت کسی کی وراثت کا نام نہیں یہ تو محض اللہ بزرگ و برتر اور اُس کے پیارے محبوب دانائے غیوب صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت و عنایت ہے۔ کسی پر بھی ہو جائے۔ لیکن ستم یہ ہے کہ آج ہمارے ''ارباب فقر'' نے اس منصب کو ''بازیچہ اطفال'' بنادیا ہے۔ آپ دیکھیں، خدارا غور کریں۔

- ☆ کیا خواجہ اجمیری، خواجہ عثمان ہارونی کے ''صاحبزادہ'' تھے۔
- ☆ کیا داتا ہجویری، شیخ ابوالفضل ختلی کے صاحبزادہ تھے۔
- ☆ کیا بابا فرید، شیخ قطب کے صاحبزادہ تھے۔
- ☆ کیا مجدد الف ثانی، خواجہ باقی باللہ کے صاحبزادہ تھے۔

ایسی ہزاروں مثالیں ہمارے سامنے موجود ہیں۔ وہ لوگ اپنی خلافتوں اور نیابتوں کو کیسے تقسیم کرتے تھے۔ اس کا ایک ہی طریقہ تھا۔ اور وہ تھا ''میرٹ''۔ تمام وابستگان دامن میں سے جو بھی علم و فضل میں افضل ہوتا، زُہد و تقویٰ میں ممتاز ہوتا۔ اُسے خلعتِ خلافت اور سندِ نیابت سے نوازدیا جاتا۔ ہاں اس ''میرٹ'' پر اگر کوئی صاحبزادہ پورا اترتا تو بسم اللہ! مثلاً حضور مجدد الف ثانی کے لاکھوں مریدوں میں کوئی بھی اُن کے فرزندِ گرامی خواجہ محمد معصوم کا ہم سر نہیں تھا۔ اس لیے وہ میدانِ ولایت کے امام بنے۔ لیکن یہ یاد رہے کہ ان کا مسندِ خلافت پر متمکن ہونا ''صاحبزادہ'' ہونے کے ناطے سے نہیں روحانی استعداد اور اعلیٰ قابلیت کی وجہ سے تھا۔ لیکن آج کیا ہے۔

''پیر مغان'' جانتا ہے کہ ''صاحبزادہ صاحب'' میں علم و عمل تو بڑی بات ہے، عام معاشرے میں ڈھنگ کی زندگی بسر کرنے کے لئے ''عقل'' بھی نہیں مگر پھر بھی وہ جاتے جاتے اس جاہل مطلق کو ہزاروں مریدوں، لاکھوں بے زبانوں کا والی وارث بنا جاتا ہے۔ جو عمر بھر اس کو ''قبلہ حاجات'' بنا کر چومتے چاٹتے رہتے ہیں۔ اس کے غیر شرعی افعال کو بڑے بڑے ائمہ کرام کے مقابلے میں کچھ نہیں سمجھتے۔ میں انہی ''اوتاروں'' کا ذکر کر رہا ہوں کہ ان کو اہل سنت کے اجتماعی مسائل کا شعور تک نہیں۔ وہ ہر گمراہ کا بڑے کھلے دِل سے کھلونا بن جاتے ہیں۔ اور خود تو ڈوبے ہوتے ہیں، ساتھ ہزاروں لاکھوں انسانوں کے عقائد و اعمال کا بھی بیڑہ غرق کر دیتے ہیں۔

آپ اپنے معاشرے میں سرسری نگاہ دوڑائیں کہ اس ''وراثتی پیمانے'' پر پورا اترنے والے پیرزادے ایسے ہیں جو سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو گالیاں دیتے ہیں۔ چونکہ اپنے پاس نہ علم ہے نہ شعور، نہ عقائد کی کتابیں پڑھیں نہ کسی کے سامنے کچھ سیکھنے کے لئے زانوئے تلمذ طے کیا، دُعا تک کے شرعی الفاظ ادا کرنے نہیں آتے، مثلاً ایک پیرزادہ

صاحب سرِ عام دُعا مانگتے ہیں "یا اللہ اپنی بددعا سے بچا۔" ایک پیر سائیں دُعا فرمانے لگے "مولا ہم زانی ہیں، شرابی ہیں، ڈاکو ہیں، چور ہیں۔" معاف کر دے۔ میں نے کہا چونکہ ان جرائم کے لئے "پیر سائیں" کے پاس کھلا وقت اور کھلا موقع موجود ہے لہٰذا سرکار یہ سب کچھ کر لیتے ہوں گے، بیچارہ کچھ پڑھا ہوتا تو کوئی مسنون دُعا یاد ہوتی۔

اسی گمان میں رہے کہ ہم فلاں آستانے کے بلا شرکتِ غیر مالک و مختار ہیں۔ بلکہ غوثِ نامدار اور قطبِ مدار ہیں، ہمیں کیا ضرورت ہے کسی کے پاس جانے کی، علم پڑھنے کے لئے تکالیف و مصائب برداشت کرنا تو امام ابوحنیفہ، امام شافعی، امام مالک اور امام احمد جیسے لوگوں کا کام تھا۔ ہم پڑھے پڑھائے آتے ہیں۔ لہٰذا ہمارا فرمایا ہوا ایک ایک حرف مستند ہے۔ یہ مولوی لوگ ہماری نظرِ علم و حکمت کے گداگر ہیں۔

آپ یقین جانئے اسی "وراثت پرستی" کی وبا سے ایک آستانے کا شہزادہ اپنے حواریوں کے جلو میں راجہ اندر بنا کہہ رہا تھا کہ شیعہ علما ہمارے سنی علماء سے زیادہ اچھی شانِ رسالت بیان کرتے ہیں۔ اور "جی حضوری" قبلہ عالم کے اس علمی و فکری نکتے پر داد دے رہے تھے۔ لیکن کسی کو کیا خبر تھی کہ آپ کے اِس زہریلے جملے کا منطقی انجام کیا ہوگا۔ کتنے عقیدوں کا خون ہوگا، کتنے صاف نظریے گمراہی کی سولی پر لٹک جائیں گے، اُن کو قبلہ عالم ماننے والے سنی علماء کی محفلوں کو چھوڑ کر شیعہ علما کی مجلسوں میں شانِ رسالت سننے کے لئے جائیں گے مگر بغضِ صحابہ کا تحفہ لے کر آئیں گے۔ دیکھئے جاہل "وراثتی پیرزادے" کیا گل کھلا رہے ہیں۔

یہ ایک مثال ہے، ایسی بیسیوں مثالیں بہت سارے لوگوں کو جھنجھوڑ رہی ہیں۔ خدارا سوچیے ہمارے ساتھ کیا ہو رہا ہے۔ کون کون ہمارے تنزل کے تابوت میں آخری کیل ٹھونک رہا ہے۔

ہمیں صرف اس سوال کا جواب دیا جائے۔ کیا ولایت وراثت ہے؟ کیا سجادہ

نشین کا کوئی کردار نہیں ہونا چاہیے۔ کیا وہ شرعی احکام کا پابند نہیں ہوگا۔ ہم آپ کو بہت سے سجادہ نشینوں کے متعلق بتا سکتے ہیں نہیں تو ''سیروافی الارض'' کے حکم قرآنی کے مطابق خود سیر کر کے دیکھ لیں بہت سے سجادہ نشین حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتِ ریش مبارک کے بھی تارک ہیں۔ اور ہمارے ''درباری علما'' اُن کو اس طرح چومتے ہیں جیسے وہ ولایت کا شہکار ہوں۔ کیا اِن امور کے بارے میں کوئی سوال نہ ہوگا۔ مجھے بتائیے حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹے کا کیا قصور تھا۔ بدعقیدگی اور بدعملی کی وجہ سے اگر نبی زادہ قابل قبول نہیں تو ''ولی زادے'' کی کیا حیثیت ہے۔

یہ حقیقت ہے کہ ہمارے خانقاہی نظام میں ''وراثتی نسبت'' اور حسبی و نسبی اہلیت کے مقابلے میں علم و عمل کی فضیلت کو بالکل ختم کر دیا جا رہا ہے۔ لوگ بڑے بڑے علماء کرام کا اس طرح ادب و احترام نہیں کرتے جس طرح ایک جاہل اور بدکردار صاحبزادے کا ادب و احترام کرتے ہیں۔ کاش ہمارے مشائخ اپنے اندر بھی اور اپنے جانشینوں کے اندر بھی وہ صفات پیدا کریں جن کو حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے ہر صاحبِ سجادہ کے لئے ضروری قرار دیا ہے۔ یا حضرت اقبال کے مطابق

نگاہ بلند، سخن دلنواز جان پر سوز
یہی ہے رختِ سفر میرِ کارواں کے لئے

حضور محسن انسانیت، غمگسارِ آدمیت صلی اللہ علیہ وسلم کی امتِ مرحومہ کے ساتھ سچی محبت رکھنے والے حضرت اقبال جیسے لوگوں نے خانقاہی نظام کو اس اسلام سوز سبب کی وجہ سے جب بادشاہی نظام میں بدلتا دیکھا تو پکار اُٹھے

قُم باذن اللہ جو کہتے تھے وہ رخصت ہوئے
خانقاہوں میں مجاور رہ گئے یا گورکن

اور کہیں فرماتے ہیں

ہم کو تو میسر نہیں مٹی کا دیا بھی
گھر پیر کا بجلی کے چراغوں سے ہے روشن

میراث میں آئی ہے انہیں مسندِ ارشاد
زاغوں کے تصرف میں عقابوں کے نشیمن

حضرتِ مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے مزار اقدس پر حضرت اقبال علیہ الرحمہ حاضر ہوئے تو وہاں سے جو تصورات لیکر اٹھے ان میں پنجاب میں سلسلہ فقر کے بند ہونے کا خصوصی ذکر ہے۔ اس کی بنیادی وجہ یہی بیان کی ہے کہ تاجدارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت و شریعت کی بجائے اب "پیرانِ حرم" نے حکومتی سیم وزر پر اپنی معرفت کا سمجھوتہ کر لیا ہے۔ اور گلیم بوذر، دلق اویس اور چادرِ زہرہ کو فروخت کر کے اپنے نفسِ مغرور کو مزید تقویت پہنچانا شروع کر دی ہے۔ یہ سب کچھ کیوں ہوتا ہے۔ نااہل کبھی اہل کی کمائی کو سنبھال کر نہیں رکھ سکتا۔

گلیم بوذر...... دلقِ اویس...... چادرِ زہرہ...... کی قدر و منزلت تو اس کو معلوم ہوتی ہے جو اِن دولتوں کا صحیح وارث بنتا۔ اپنا نااہل صاحبزادہ نہ ہوتا کوئی دور دراز سے آنے والا غریب الدیار دولتِ فقیر کا حق ادا کرنے والا مسافر ہوتا۔ جسے احساسِ زیاں ہوتا۔ فقرِ محمدی کتنی بڑی نعمت ہے۔ یہ چھن جائے تو شہنشاہی بھی اس کا نعم البدل نہیں بن سکتی پیران والا تبار سے گذارش ہے کہ اگر وہ اپنے "صاحبزادوں" کے سوا کسی اہل انسان کو اپنا نائب بنانے کی اخلاقی جرأت نہیں رکھتے تو کم از کم اپنے صاحبزادوں کی علمی و روحانی تربیت کا شاندار بندوبست کریں۔ انہیں علم و فکر، شعور و آگہی کا احساس دلائیں۔ تاکہ جو "بے زبان قافلہ" ان کی رہنمائی میں سفر کرے کہیں نفس و شیطان کے راستے پر گامزن نہ ہو جائے۔ اپنی خانقاہ میں ایک معیار قائم کریں جس پر آپ کے اہلِ خانہ سب سے زیادہ پورا اتریں کہ ان کی

سیرت وکردار کی روشنیاں آنے والوں کو بھی تابناک کردیں۔ خدارا ہوش کریں ۔

ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہو گی

(۲) جہالت:

موجودہ خانقاہی نظام کی تباہی کا ایک اور اہم سبب عبرتناک جہالت وسفاہت ہے۔ کبھی وہ وقت تھا کہ صوفیہ کہا کرتے تھے

علموں باجھ جو کرے فقیری کافر مرے دیوانہ ہو

اگر حضرتِ فرید جیسا شہباز بھی علمِ ظاہری کو مکمل کیے بغیر شیخ قطب کی بارگاہ میں جاتا ہے تو وہ برملا فرمادیتے ہیں "بابا فرید پہلے علمِ ظاہری کی تکمیل کرو، حضرتِ مجدد پاک اپنے مرید خاص بدرالدین سے فرمایا کرتے، بدرالدین فقہ سیکھا کرو، بے علم صوفی شیطان کا مسخرہ ہوتا ہے۔ پہلے تمام صوفیہ کرام علم باطن کے ساتھ علمِ ظاہر میں اپنی مثال آپ ہوتے تھے۔ لیکن آج ہم دیکھتے ہیں کہ جہالت ہمارے اکثر پیروں اور پیرزادوں کا طرہ امتیاز ہے۔ بلکہ جو جتنا بڑا جاہل ہوتا ہے اتنا بڑا معزز سمجھا جاتا ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ "چھوٹے حضرت تو ہر وقت جذب ومستی میں رہتے ہیں"

ہمارے شہر میں ایک پیرزادہ صاحب "پیری مریدی" کرنے آئے۔ انہوں نے اپنے نکتہ طرازعلم سے علماء کو متاثر کرنا چاہا تو مسندِ صدارت چھوڑ کر منبرِ رسول پر جابیٹھے اور یوں زبان گوہرفشاں سے معرفت کے چشمے بہانے لگے۔

"سب خدا کی عبادت کرتے ہیں، خدا، مصطفٰے کی عبادت کرتا ہے۔ وہ کیسے؟ دیکھو درود شریف بھی تو عبادت ہے۔ جب خدا اپنے نبی پر درود پڑھتا ہے تو گویا اس کی عبادت کرتا ہے"

ذرا تصور کیجئے کیسی کیسی بلائیں ہم پر مسلط ہیں۔ اس طرح ایک آستانہ عالیہ کے سجادہ نشین جلوہ فرما ہوئے اور انہوں نے اپنے وعظ میں فرمایا۔

''اللہ قدیم ہے تو محمد بھی قدیم ہے۔ معراج کی رات اللہ نے ان کو اپنی گود میں بٹھالیا۔ کون کہتا ہے وہ دو ہیں''

سادہ دِل لوگ جہالت و سفاہت کے اس منہ بولتے شاہکار کو ''داد و امداد'' سے نوازتے رہے۔ اب ہمارے مختلف آستانوں سے چھپنے والے لٹریچر کا جائزہ لیا جائے تو ''وجود و شہود'' کے کیسے کیسے جلوے دکھائی دیتے ہیں، پہلا دور تھا مشائخ امام غزالی، شیخ سہروردی، داتا ہجویری جیسے شیوخ کرام کی کتابیں پڑھاتے تھے جن سے فکر و عمل کے زاویے درست ہوتے تھے۔ آج نام و نمود کے سوا کچھ نظر نہیں آتا۔ اس لیے یہ کہنا آسان بلکہ فرضِ عین بن گیا ہے کہ موجودہ خانقاہی نظام اہل سنت و جماعت کا نمائندہ نہیں۔ بلکہ جاگیرداری نظام کا ایک حصہ ہے۔ وہ بوریا نشین کہاں جو روکھی سوکھی کھا کر مخلوقِ خدا کو پالتے تھے۔ اب تو بڑی بڑی جاگیریں ہیں۔ مثال حضرت عبیداللہ احرار جیسے بزرگوں کی دی جاتی ہے۔ حالانکہ ان بیچاروں کو علم نہیں کہ حضرتِ احرار دنیا سے رخصت ہوئے تھے تو ان کے پاس دنیاوی مال کی ایک پھوٹی کوڑی بھی نہیں تھی۔ جو نذرانہ اس درویشِ خدامست کو آتا تھا سب راہِ خدا میں قربان کر دیا جاتا تھا۔ مگر ان کی جاگیریں اور کروڑوں کے بینک بیلنس تو دُنیادار اولاد کا سرمایہ حیات بنتے ہیں۔ دراصل یہ جاگیروں کی وراثت بھی روحانی وراثت کے راستے کی بہت بڑی دیوار ہے جسے وہی عبور کر سکتا ہے جس پر اللہ تعالیٰ کا فضل ہوتا ہے۔ صاحبزادوں کو علم و فن کا دلدادہ ہونا چاہیے تاکہ وہ مشکل وقت میں مریدوں کی طرف نہ دیکھیں بلکہ حق حلال کا رزق کما کر خود بھی کھا سکیں اوروں کی کفالت بھی کر سکیں۔ خانقاہ کی زمین اور اس سے متعلقہ جاگیر اہل سجادہ نشین کی عمل داری میں دی جائے جو اُس کی آمدن

سے دینی پروگراموں کی تکمیل کر سکے۔ نذرانے بھی دینی پروگراموں پر صرف ہونے چاہئیں۔ ہمارا ہر آستانہ علم وفضل کی بہت بڑی درسگاہ قائم کرسکتا ہے۔لیکن چونکہ علم وفضل سے ناآشنا لوگ ''برسرِ اقتدار'' آ گئے اس لیے ''قلم وکتاب'' کی بجائے کتوں اور بندروں کی پرورش اور خرگوشوں کا شکار اُن کے ''معمولات وعبادات'' میں شامل ہو گیا۔

میں نے ایک پیرزادے کو ایک نازوادا والی بندریا سے کھیلتے ہوئے دیکھا تو دِل خون کے آنسو رو پڑا، کہ اس کے آباواجداد کے ہاتھ میں کتاب وسنت کی ''حبل متین'' تھی اور اس کے ہاتھ میں بندریا کی ڈور۔ اے چشمِ فلک یہ کیسا انقلاب ہے۔ یہ جہالت کا شاخسانہ ہے کہ اکثر پیرزادے بندروں اور کتوں کے شوقین ہیں۔ کئی مخدوم زادوں نے چڑیا گھر تعمیر کر رکھے ہیں۔ جہاں مکروہ اور غلیظ جانوروں کی پرورش بھی پورے ''عرفانی ذوق'' سے کی جاتی ہے۔ بہت سے شہزادوں کو سونے کی زنجیریں اور انگوٹھیاں پہنے دیکھا، بیچاروں کو اتنا معلوم نہیں، اگر معلوم ہے تو اس درجہ غفلت کا شکار ہیں کہ سونا اُن کے محبوب حجازی صلی اللہ علیہ وسلم نے مردوں پر حرام کر دیا ہے۔ جس کی مظلوم امت کے نذرانوں پر ان کے پیٹ کا ''لامتناہی دوزخ'' پل رہا ہے۔

دین کی تعلیمات سے کورے پیروں اور پیرزادوں نے خانقاہوں اور بڑے بڑے نامی گرامی بزرگوں کے مزاروں کو خرافات ومنکرات کا اڈا بنا دیا ہے۔ حضرت خواجہ نوشہ گنج بخش علیہ الرحمہ کو کون نہیں جانتا۔ وہ کس پائے کے بزرگ تھے۔ انہوں نے کس طرح اسلام کی تبلیغ فرمائی اور لوگوں کو خدا و مصطفےٰ کے احکامات کا شیدائی بنایا۔ اس عظیم ولی کامل کے آستانے پر اب ''میلہ'' ہوتا ہے۔ جو اسلامی تہذیب کا ہرگز نہیں، ہندی تہذیب کا آئینہ دار ہے۔ ہم چند دوست اُن کے ''عرسِ پاک'' پہ حاضری دینے کے لئے گئے۔ عرسِ پاک تو نظر نہ آیا، اور ہی سماں بندھا تھا۔ فقیروں اور فقیرنیوں کے ہجوم تھے۔ لکی ایرانی

سرکس، میجک شو، موت کے کنویں، ڈھول کی تھاپ پر ملنگوں کی ہوش ربا دھمال، قوالیوں کا شور، لاحول ولا قوۃ اب ہمارے مخالفین ایسے میلوں کی تصویریں شائع کر کے سرخیاں لگا رہے ہیں کہ دیکھو یہ ہے اہل سنت کا مذہب۔ کئی مزارات کے طواف ہوتے ہیں۔

اسی طرح سلطانِ اولیاء، مخدومِ اُمم حضور داتا علی ہجویری علیہ الرحمہ کے عرس پاک پر لوگوں کی غیر شرعی حرکات پورے عروج پر ہوتی ہیں۔ جگہ جگہ بھنگڑے اور قوالیاں لوگوں کا استقبال کرتی ہیں۔ بلکہ کئی مقامات پر ''نوجوان ملنگنیاں'' ناچ رہی ہوتی ہیں اور ''غیرت مند جوان'' ان کے جسم کے نشیب و فراز میں مدہوش ہوتے ہیں۔ چرس اور افیون کے دھوئیں کے جھرمٹ میں یہ ''عرفانی مجرے'' کس مذہب کے عکاس ہیں۔

مزارات پر عرسوں اور اجتماعوں میں عورتوں کی شمولیت بہت بڑا عذاب بن چکی ہے۔ ان کو پردے کا خوگر بنانے اور گھروں میں رہ کر فیضان حاصل کرنے کی ترغیب و تعلیم کا زبردست فقدان ہے۔ بھلا اِن کو با قاعدہ نظم و ضبط کی ساتھ روکا جائے تو ''بابے کا گلا'' کون بھرے۔ عورتیں نذرانے کے حوالے سے ذرا زیادہ فراخدل ہوتی ہیں۔ مزارات پر حاضری کے عجیب و غریب طریقے سکھائے جاتے ہیں۔ حضور مجدد پاک اور اعلیٰ حضرت بریلوی رضی اللہ عنہما اور دیگر اکابر اُمت نے جو طریقہ بتایا ہے اس پر عمل کیا جائے تو کسی کو کوئی اعتراض نہیں ہوسکتا۔ پھر جب باشعور لوگ جاہلانہ طریقے پر عمل کرتے ہیں تو ان کو دیکھ کر عوام کی جہالت مزید پروان چڑھتی ہے۔ جس بیچارے کی اپنی جان پر بنی ہوتی ہے۔ لوگ اُس کے قدموں کو چوم کر عرض کرتے ہیں حضور! آپ ہی تقدیریں بدلنے والے ہیں۔ آپ کا کرم ہو گیا تو دکھ کٹ جائیں گے، آپ چاہیں گے تو یہ ہوگا، آپ نہ چاہیں گے تو یہ نہ ہوگا۔ اب چاہنے اور نہ چاہنے کا یہ تصور کسی ولی کامل، کسی خدامست، کسی صاحب کرامت کے بارے میں ہو تو بجا، بالکل درست۔ خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ''میری اُمت کے

اہل رحمت سے اپنی حاجتیں طلب کرو' وہ اللہ تعالیٰ کا نائب، اُس کی قدرتوں کا مظہر کامل ہوتا ہے۔اس کے بارے میں کچھ نہ ماننا پرلے درجے کی بدنصیبی ہے۔وہ شہباز لاہوتی ہے۔ اس کی پرواز کے آگے یہ کائنات کیا ہے۔لیکن عوام کو کون سمجھائے کہ تمہاری استمداد کس سے ہے۔تم کسی اللہ والے سے مانگ رہے ہو یا اللہ کی اُتاری ہوئی شریعت کے دشمن سے۔ اس جہالت کا دور کرنا از حد ضروری ہے ؎

کارِ شیطان می کند نامش ولی　　گر ولی ایں است لعنت بر ولی

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست　　پس نہ ہر دست بباید داد بست

جہالت وسفاہت کے یہ سوداگر جہالت وسفاہت کی خرید وفروخت میں اس قدر مصروف ہیں کہ ان کا مال وزر علمی کاوشوں کے لئے نہیں۔مخلص علماء کرام کی سرپرستی کے لئے نہیں۔نادار طلباء وطالبات کے لئے نہیں۔مسلکِ حق کی ترویج واشاعت کے لئے نہیں کھیل تماشوں، میلوں ٹھیلوں کے لئے صرف ہوتا ہے۔ہم نے دیکھا ہے کہ بے عمل قوالوں پر پچاس پچاس ہزار کی ویلیں نچھاور کرنے والے پیر حفظِ قرآن کا ایک درس نہیں چلا سکتے۔گیارھویں کے ختم پر کتنی دیگیں اُترتی ہیں۔جبکہ گیارھویں والے بادشاہ کے علم وفضل کے وارث بننے والے بچے تھالیاں لے کر لوگوں کے دروازوں پر کھڑے ہوتے ہیں۔قرآنِ پاک کی قدر تو قرآن پاک پڑھنے والے کو ہوگی۔جو قل شریف تو بڑی بات ہے صحیح تلفظ کے ساتھ کلمہ شریف نہیں پڑھ سکتے ان کو کیا غرض کہ قوم کے اِن رستے ہوئے زخموں پر مرہم رکھیں۔واقعی

قدر پھلاں دا بلبل جانے صاف دماغاں والی

آپ یقین جانیے کہ سیالکوٹ میں ایک آستانہ ہے۔مرحوم ڈاکٹر قمر تابش صاحب مجھے اُس آستانے کے سالانہ عرس پر لے گئے۔عصر، مغرب، عشاء تین نمازیں بڑی صفائی سے گول کر دی گئیں۔عشاء کے بعد محفل کا آغاز ہوا۔محفل دوسری منزل پر

ہوئی۔ وہاں ایک کمرے میں ایک ''قبر شریف'' بنائی گئی ہے اور اُسے ہاروں، سہروں اور پھول پتیوں سے خوب سجایا گیا ہے۔ سب لوگ آ کر اس ''قبر شریف'' کی حد درجہ تعظیم کر رہے تھے میں نے پوچھا اس دوسری منزل پر ''قبر شریف'' کا کیا جواز ہے۔ وہ کہنے لگے دراصل قبر شریف تو ہندوستان میں ہے۔ وہاں کوئی جانہیں سکتا۔ اس لئے اس کا نقشہ یہاں تعمیر کر لیا گیا ہے۔ محفل کی صدارت بھی یہ قبر شریف اور صاحب قبر بزرگ کی ایک ''تصویر'' کر رہی تھی جس کی تعظیم کا منظر بھی دیدنی تھا۔ رات گئے محفل سماع شروع ہوئی۔ ڈاکٹر صاحب فرمانے لگے ''یار تم دوسرے کمرے میں جا کر سو جاؤ، اب یہاں ''وحدت وجود'' کا درس دیا جائے گا کہ تم مجددی ہو ہضم نہ کر سکو گے۔ میں ویسے ہی اس ''بزمِ خرابات'' سے سخت بیزار ہو چکا تھا۔ اُٹھا اور دوسرے کمرے میں لیٹ گیا۔ میں نے صبح کی نماز ادا کی، باقی کسی کو نماز پڑھتے نہ دیکھا۔ یہ سب کچھ جہالت تو ہو سکتی ہے، کتاب وسنت کی تعلیم ہرگز نہیں۔ اُس ''عرس'' کے اخراجات پر بھی کتنے ہزار روپیہ خرچ ہوا، کتنے نذرانے آئے۔ سب کا کیا مصرف ہے۔ ان چیزوں پر جہالت غور ہی نہیں کرنے دیتی۔

ہمارے کتنے علماء کرام ہیں جن کی عظیم تحقیقات کو گھن چاٹ رہا ہے۔ جو حوادثِ زمانہ کی نذر ہو رہی ہیں۔ حضرت مولانا فیض احمد اویسی کی عربی تفسیر کون شائع کرے گا۔ مولانا اختر شاہجہانپوری کی بے شمار غیر مطبوعہ رشحاتِ قلم کو کون منظرِ عام پر لائے گا۔ حضرت محدثِ اعظم پاکستان اور حضرت غزالی زماں کے خوابوں کی تعبیر درسگاہیں کب تعمیر ہوں گی۔ اگر ہمارا خانقاہی نظام جہالت کے شکنجے سے باہر آ جائے تو چند دنوں میں یہ سب کارنامے سرانجام دیئے جا سکتے ہیں۔ ہمارے پاس مال و زر کی کمی نہیں، جہالت نے احساسِ زیاں چھین لیا ہے۔ بوریا نشینی پر فخر کرنے والے ایئر کنڈیشنڈ ہالوں اور لینڈ کروزر گاڑیوں اور جھوٹی سیاست کی دکانوں کے دلدادہ ہو چکے ہیں۔ قرآن پاک نے انہی لوگوں

کی "شان" بیان فرمائی ہے۔

یکنزون الذھب والفضۃ ولا ینفقونھا فی سبیل

اللہ ،وہ سونے چاندی کے خزانے جمع کرتے ہیں اور انہیں اللہ کے

راستے میں خرچ نہیں کرتے۔

افسوس! علماء کرام کے پاس سرمایہ نہیں اور جن کے پاس سرمایہ ہے ان کو علمی شہ پاروں کا احساس وادراک نہیں۔ پھر علم دشمن پیرزادے علماء کرام کے جانی دشمن ہیں۔ ان کا مذاق اُڑاتے ہیں۔ ان کو حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ کئی پیرزادوں نے بڑے متقی علماء کرام کو ذلیل کر کے ڈیروں سے نکال دیا ہے کہ وہ ان کے مذموم مقاصد کی تکمیل میں حائل تھے۔ یہ احسان فراموشی کی کتنی عبرتناک مثال ہے کہ جو علماء ان کو قطب وغوث بنا کر پیش کرتے ہیں۔ ان کی جھوٹی کرامات اپنے زور بیان سے سچی کر دکھاتے ہیں، یہ وقت آنے پر انہی کے خلاف لوگوں کو اکساتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس میں ایسے علماء کے لئے بھی درسِ عبرت ہے۔ جس جرم کو کوئی پالتا ہے وہ جرم سب سے پہلے اس کی آستین کا سانپ بن کر اس کو ڈستا ہے۔ اگر وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سادہ لوح امت کے سامنے شریعت کا معیار قائم کریں تو یہ دن دیکھنا نصیب نہ ہو۔ وہ جعلی پیروں کے چند ٹکوں پر ایمان فروخت کرتے ہیں اور کذب وفریب کو سچ کا لبادہ پہنا کر پیش کرتے ہیں تو اس کا منطقی انجام اور کیا ہوگا۔ ایسا تو ہوتا ہے کہ کٹے ہوئے بازو اپنے ہی گلے کا طوق بن کر جینا حرام کر دیتے ہیں۔

یہ معاملے ہیں نازک جو تری رضا ہو تو کر

کہ مجھے تو خوش نہ آیا یہ طریق خانقاہی

(۳) مُبالغہ آرائی:

اسلام میں مبالغہ آرائی، خودنمائی اور چاپلوسی کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں۔ کسی کی

جھوٹی تعریف کرنا اس کی کمر توڑ دینے کے مترادف ہے یہ ایک ایسی بیماری ہے جو انسان کو نفس کا مریض بنا دیتی ہے۔ شومیِ قسمت کہ موجودہ خانقاہی نظام میں مبالغہ آرائی کچھ اس حد تک بڑھ چکی ہے کہ خدا کی پناہ۔ حضور مجدد الف ثانی قدس سرہ' فرماتے ہیں کہ ''قطب ارشاد اگر صدیوں بعد بھی پیدا ہو تو غنیمت ہے'' لیکن آج ہر سجادہ نشین قطب ارشاد ہے، مزارات پر ایسے ایسے القابات لکھے ہوتے ہیں کہ کچھ سمجھ نہیں آتا یہ کیا گورکھ دھندہ ہے۔ مثلاً ہمارے علاقے میں ایک مزار ہے۔ میں اور پروفیسر محبوب عارف صاحب نے وہاں حاضری دی، اس علاقے کے سب لوگ جانتے ہیں کہ وہ ''حضرت صاحب'' کیا تھے۔ میلے کراتے، مجرے منعقد کرتے، کتوں کی دوڑیں، مرغوں کی لڑائیاں، عورتوں کا ناچ، بھنگ افیون یہ سب اُن کے عرفان کی ''عظیم منزلیں'' تھیں۔ داڑھی بالکل نہ ہونے کے برابر، اُن کی ''تصویر دلپذیر'' بھی مزار کی ایک دیوار کے ساتھ آویزاں ہے۔ مزار اتنا عظیم الشان ہے کہ تاج محل کا گمان گزرتا ہے۔ فرش پر ایسا پتھر لگا ہے کہ گرمیوں میں بھی گرم نہیں ہوتا۔ اور ان کی ''لوح مزار'' پر جو القابات کی بھرمار ہے وہ دیدنی ہے۔ ''قطبِ دوراں غوثِ زمانہ'' کے مزار کے قریب تقریباً پانچ فٹ مربع کی کچی مسجد، جس پر چھت بھی نہیں، جہالت و ضلالت کے مقابلے میں دین کی غمناک تصویر دکھائی دیتی ہے۔ اس مزار پر لگنے والا سالانہ میلہ اُن حضرت کی تعلیمات و فیوضات کا منہ بولتا شہکار ہے ؎

صلائے عام ہے یارانِ نکتہ داں کے لئے

آپ نے دیکھا ہوگا کہ جب پاک فوج نے واپڈا کی طہارت کا بیڑہ اُٹھایا تو ہمارے بڑے بڑے ''پیر خانے'' بجلی چوری کے عظیم کارنامے میں ملک کے سرمایہ داروں اور جاگیرداروں سے کسی طرح پیچھے نہیں تھے۔ اسی سے آپ ان ''غوثوں اور قطبوں'' کی اخلاقی گراوٹ کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔ غلو کا یہ عالم ہے کہ ایک آستانے پر دو بھائی بڑے

اتفاق واتحاد کے ساتھ عرفان تقسیم کر رہے ہیں۔ مریدین اُن کو "زری زر بخت" اور نجانے کیا کیا کہتے ہیں بلکہ شعر پڑھتے ہیں ع

حسن تے حسین دی تصویر ویکھ لو

معاذ اللہ! اِن دونوں بھائیوں کو دیکھنا رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے شہزادوں کو دیکھنے کے مترادف ہے۔ حالانکہ یہ ان کی نسلِ پاک سے بھی نہیں۔ اسی مبالغہ آرائی کی بیماری نے بہت سے "پیروں" کو ہنگامی طور پر سید بننے کے لئے اکسایا ہے۔

زر پرست علماء ور دنیادار نعت خوان اپنی خواہیں بیان کر کے ایسے جعلی لوگوں کی "غوثیت وقطبیت" کی دہائی دیتے ہیں۔ میں نے ایک "صاحبزادہ صاحب" کے لئے "قیوم زمانی" کا لقب پڑھا جو اُن کے عرس پر لگے ہوئے بینر پر لکھا ہوا تھا تو روح لرز اُٹھی۔

یا خدا! لفظوں کی حرمت کو اس طرح بھی پامال کیا جائے گا۔ میرے خیالِ ناقص میں ان کو "قیوم زمانی" کا معنیٰ بھی نہیں آتا ہوگا جن کو لوگ زمانے کا قیوم بنا کر پیش کر رہے ہیں۔ ہمارے ایک نامور خطیب کا قول ہے کہ پہلے چوروں کو قطب، حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ بنایا کرتے تھے، آج کل ہمارا کام ہے۔ ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ سامنے عرفان کا چور بیٹھا ہوا ہے۔ پھر ہم کہتے ہیں کہ یہی زمانے کا قطب ہے، آہ

مُلّا کی نظر نورِ فراست سے ہے خالی
بے سوز ہے میخانہ صوفی کی مے ناب
بیدار ہوں دِل جس کی فغانِ سحری سے
اِس قوم میں مدت سے وہ درویش ہے نایاب

(۴) عیش و عشرت:

صوفیہ کرام کی زندگی میں عیش و عشرت کا کوئی تصور نہیں۔ یہ لوگ اصحابِ صفہ کے فقر و زہد کے وارث ہیں۔ اُنہوں نے ہمیشہ بادشاہوں، جاگیرداروں اور رئیس لوگوں سے اپنا ناطہ توڑے رکھا۔ امام غزالی علیہ الرحمہ جب اس راستے پر گامزن ہوئے تو حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے دربارِ پاک پہ عہد کیا کہ آئندہ کسی بادشاہ کے دربار میں نہیں جاؤں گا اور نہ کسی سے وظائف قبول کروں گا۔ حضرت فرید الدین گنج شکر اور حضرت نظام الدین محبوب الٰہی، جیسے لوگ ہمیشہ بادشاہوں سے دور رہے۔ جن صوفیہ نے کوئی تعلق رکھا اُنہوں نے اپنے آپ کو ہرگز تبدیل نہ کیا شاہی درباروں کے رنگ بدل دیئے۔ حضرت مجدد الف ثانی اور آپ کے نبیرہ اقدس خواجہ سیف الدین کی صحبتِ بابرکت سے جہانگیری لشکروں اور اورنگی محلوں میں تاریخی انقلاب پیدا ہوا۔ افسوس موجودہ خانقاہی نظام میں عیش و عشرت کے سامان بدرجہ اتم موجود ہیں۔ یہ ''صوفیہ'' پورے دنیادار ہیں۔ شکار کھیلتے ہیں۔ دنیا کا فانی مال جمع کرتے ہیں۔ ان کے جتے قبے دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ تصوف کو کس قدر برباد کیا جارہا ہے۔ ایک ''صاحبزادہ صاحب'' کی زیارت ہوئی، یوں لگا جیسے ''ذوالجناح'' برآمد ہوا ہے۔ پرتکلّف لباس سلیم شاہی جوتا۔ زرنگار قبا، کورنش بجالانے والے درباری اللہ اکبر! یہ فقرِ محمدی کا کیسا وارث ہے۔ میرے ایک مخلص دوست فرمانے لگے ڈسکہ میں ایک آستانہ عالیہ کے چشم و چراغ کو سرکی آنکھوں سے دیکھا کہ اپنے ''حلقہ ارادت'' میں شغلِ مے نوشی میں مصروف ہیں۔ مجھے بھی دعوت دی گئی۔ میں نے کہا یہ سوغات آپ کو مبارک۔ بعدازاں آوارہ عورتوں سے فون پر رابطے ہونے لگے تو میں اُٹھ کر چلا آیا۔ ایک آستانہ عالیہ کے نچلے کمرے میں تعویذات کا کاروبار ہو رہا تھا اور اوپر ''صاحبزادہ صاحب'' جشن مے نوشی میں مصروف

تھے۔ پاکستان کے مایہ ناز افسانہ نگار جناب احمد ندیم قاسمی کا ایک شاہکار افسانہ ''بین'' پڑھنے کا اتفاق ہوا تو پوری طرح احساس ہوا کہ موجودہ خانقاہی نظام میں لوگوں کی معصوم عزتیں کس قدر پامال ہو رہی ہیں۔ ان لوگوں کے بڑے بڑے سیاستدانوں کے ساتھ رابطے قائم ہیں جو اُن کی عیش و عشرت کا بندوبست کرتے ہیں اور یہ اُن کے لئے سیاسی فضا ہموار رکھتے ہیں۔ پاکستان میں جمہوریت کی ناکامی کا ایک باعث یہ خانقاہی نظام بھی ہے۔ کہ لوگوں کے ضمیروں پر عقیدت کے نام نہاد پہرے بیٹھے ہوئے ہیں۔ پیر طریقت اگر کسی بد مذہب کی طرف بھی اشارہ کر دے تو لوگوں کی کیا مجال جو کسی اور کی طرف آنکھ اُٹھا کر دیکھ جائیں اگرچہ وہ علم و فضل اور خلوصِ ملک و ملت کی وجہ سے واقعی ان کے ووٹوں کا حقدار ہو۔ یہی وجہ ہے کہ وہی چند گھسے پٹے لوگ اسمبلیوں کی زینت بنتے رہتے ہیں۔ جمہوریت کی ناکامی کے اور بھی افسوسناک اسباب ہیں مگر ایک یہ سبب بھی ہے جس کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔

ہمارے پنجاب میں ایک آستانہ عالیہ ہے جس کا سجادہ نشین انگریزی لباس پہنتا ہے۔ کلین شیو ہے۔ وہاں لنگر کا اتنا جدید بندوبست ہے کہ بڑے بڑے ہوٹلوں میں دکھائی نہیں دیتا۔ لوگ اس لنگر کو بھی حضرت کی کرامت تصور کرتے ہیں۔ ''حضرتِ اعلیٰ'' بھی جب چاہتے داڑھی صاف کرا لیتے۔ خلافت دیتے تو ساتھ غیر محرم عورتوں کا تحفہ بھی پیش فرماتے۔ ایسے غیر شرعی پیر کی کتاب پڑھ کر احساس ہوا کہ یہ تو مستند صوفیہ کی کرامتوں سے بھی زیادہ کرامت والے ہیں۔ ہمارے اکثر ''شہزادوں'' کو عورتوں سے ٹانگیں دبانے کی بیماری ہے۔ عورتوں سے مصافحہ تو کوئی شرعی عیب نہیں۔ ایک کمرے میں بغیر پردے کے بیعت کرنا، تعویذوں کی صورت میں روحانی فیض عطا کرنا، گپیں لڑانا کون سا جرم ہے۔ کتنی موج ہے کہ کوئی کام نہیں۔ کوئی کاج نہیں۔ کوئی کرتوت نہیں پھر بھی لاکھوں کے مالک ہیں۔ ایک مزدور سارا دن کام کرتا ہے۔ راجوں کے پیچھے منوں وزنی سامان اُٹھا کر تیسری منزل پر بھی

پہنچتا ہے۔ لیکن شام کو اُسے کیا ملتا ہے۔ ایک سو روپیہ اور مالک کے کوسنے، کسی بھی شہر کے بڑے چوک میں مزدوروں کی ٹولیاں دیکھ کر انسانیت کی رسوائی کا احساس کتنا بھیانک دکھائی دیتا ہے یہ تو کسی آنکھ والے سے پوچھنا چاہیے۔ مگر یہ ہیں کہ عجیب ''ادائے دلبری'' سے مصافحہ کرتے ہیں اور سو دو سو تو بائیں ہاتھ کی میل ہے۔ کوئی پانچ سو دے رہا ہے کوئی ہزار دے رہا ہے۔ وارے نیارے ہیں۔ حضرتِ علامہ اقبال کے پاس ایک ''پیر صاحب'' تشریف فرما تھے، ان کا ایک مرید حاضر خدمت ہوا، اُس نے عرض کیا حضور سو روپے کا قرض ہے۔ دُعا کریں اُتر جائے اور ساتھ دو روپے بطور نذرانہ پیش کیے۔ ''پیر صاحب'' نے نذرانہ لے کر جیب میں ڈالا جو عمرو عیار کی زنبیل کی طرح نجانے کتنی بڑی ہوتی ہے کہ لکڑ ہضم، پتھر ہضم۔ اور دُعا فرمانے لگے، علامہ صاحب خاموش بیٹھے حقہ پیتے رہے۔ پیر صاحب نے علامہ صاحب سے کہا آپ بھی دُعا فرما دیں۔ علامہ صاحب نے دُعا فرمائی مولا یہ آدمی ایک سو دو روپے کا مقروض ہے، اس کے حالِ زار پر مہربانی فرما۔ پیر صاحب نے قابل اعتراض نظروں سے دیکھا تو اُنہوں نے فرمایا حضرت یہ غریب آدمی ایک سو کا مقروض ہے یہ دو روپے بھی قرض لے کر آیا ہوگا۔ وہ آپ نے لے لئے''۔ افسوس غریبوں کے والی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح کون غریبوں کو سہارا دے گا۔ ایک آستانہ عالیہ پر امارت و دولت کا عالم انسان کو ورطہ حیرت میں گم کر دیتا ہے۔ سنا ہے مہمانوں کے کمروں میں ٹی وی لگے ہوئے ہیں۔ سندھ کے پیر خانے اور خانقاہیں بھی اس عیش و عشرت سے لبریز ہیں۔ کوئی مقام بچا ہو تو کہہ نہیں سکتے۔ ہم مجموعی صورتِ حال کا جائزہ لے رہے ہیں۔ کاش یہ دلوں کو شفائیں بانٹنے والے خود دِل گردے کا مظاہرہ کر کے دین و ملت کی فلاح کا بیڑہ اُٹھائیں تو لاکھوں افلاس زدہ خاندانوں کی کایا پلٹ سکتی ہے۔ اپنے اپنے مریدوں کی کفالت کے ذمہ دار بن جائیں۔

یہ دُنیا میں عیش و عشرت کرنے والے ''مہاراجے'' جب دنیا سے رخصت ہوتے

ہیں تو اِن کا سفرِ آخرت بھی دیدنی ہوتا ہے۔ سنگِ مرمر کے مزارات اِن کا اِستقبال کرتے ہیں۔ ہم اہل سنت و جماعت کی دولت وثروت کا ایک اچھا خاصا حصہ مزارات کی تعمیر وتشکیل پر صرف ہو رہا ہے۔ ایک باوقار سی قبرشیخ کی جاہ ومنزلت کے لئے کافی ہے۔ علماء کرام کا فتویٰ بھی ہے کہ کسی بزرگ معظمِ دین کی تعظیم واحترام کے لئے اُس کا قبہ تعمیر کرنا شرعاً جائز ہے۔ جو دوسروں سے ممتاز نظر آئے۔ اِس فتوے کا فائدہ اٹھا کر ہم نے لاکھوں کروڑوں پانی کی طرح بہا دیئے۔ طرح طرح کے ڈیزائنوں پر مشتمل عظیم مقبرے تعمیر کر دیئے اور کر رہے ہیں۔ جبکہ ہمارے مدرسے اپنے وجود کو برقرار رکھنے کے لئے جان جوکھوں کی منزلیں طے کر رہے ہیں۔ پھر بہت بڑا مزار تعمیر کرتے وقت اِس بات کا کوئی احساس نہیں ہوتا کہ کیا یہ شخص اس قابل بھی ہے یا نہیں۔ مزار کا حق دار تو وہ ہے جس نے شریعت وسنت کو زندہ کیا۔ لوگوں کو اللہ اور اُس کے رُسول کی تعلیمات پر لگایا۔ مسجدیں تعمیر کیں مدرسے بنائے، کتابیں لکھیں اور لکھوا کر عام کیں، اتحادِ اہل سنت اور اتفاقِ قوم وملت کے لئے نمایاں کردار ادا کیا۔ جس نے کچھ نہ کیا وہ مزار کا کیا لگتا ہے۔ کاغذی پھولوں سے خوشبو کی اُمید کیوں رکھی جاتی ہے۔

ہمارے ایک دوست کہنے لگے کہ میں نے شاہدرہ میں ایک مزار بنتے دیکھا۔ لوگوں نے کہا صاحب مزار ابھی زندہ ہیں اور اسی طرح کا مزار نارنگ منڈی میں بھی تعمیر کروا رہے ہیں۔ جہاں موت آ گئی وہی مزار استعمال فرما لیں گے۔ ہمارے دوست نے کہا ایک اور بھی آسان حل موجود ہے، "باباجی سرکار" کو دو ٹکڑے کر کے دونوں مزاروں میں دفن کر دینا دونوں شہر مستفیض ہوتے رہیں گے۔ کیا کبھی کسی خانقاہی نظام کے علمبردار نے سوچا کہ ہمارے ملک میں کتنے خانہ بدوش ہیں۔ اپنے بے بہا مال وزر سے اُنہیں کوئی کالونی تعمیر کر دے اور اُن کے کیچڑ میں لت پت بچوں کی تعلیم کا بندوبست کر دے، وہ لوگ بھی موجودہ تہذیبی ترقی سے اِستفادہ کر سکیں۔ آپ یقین جانئے کہ ایسے کام اِن لوگوں کے لئے کوئی مشکل نہیں۔ لیکن

قبروں کی تجارت میں مصروف تاجروں کی بیداری کے لئے شاید کوئی وقت مناسب نہیں۔ آہ۔

بیچ کھاتے ہیں جو اسلاف کا مدفن تم ہو

(۵) بُغض ونفرت:

پہلے بزرگ خلوص وللّٰہیت کا اعلیٰ نمونہ تھے۔ ایک دوسرے کے ساتھ رابطہ رکھتے، حضرت فریدالدین اور خواجہ زکریا ملتانی کے تعلقات بڑے ایمان افروز ہیں۔ حضرت نظام الدین اور خواجہ رکن عالم بہت گہرے دوست تھے۔ اور بھی ہزاروں صوفیہ نے سفر وسیاحت کے ذریعے ایک دوسرے کے شیخ سے بھرپور فیض اُٹھایا۔ تصوف میں بُغض ونفرت اور حسد و تعصب نام کی کوئی بیماری نہیں۔ سمجھ نہیں آتی موجودہ خانقاہی نظام میں یہ تعصب کہاں سے آ گیا ہے۔ دراصل تصوف چلا گیا تو اس کی جگہ پر کرنے کے لئے یہ قلبی امراض دراندازہو گئے۔ آج کل اکثر خانوادے ایک دوسرے کی ٹانگ کھینچنے میں مصروف ہیں۔ ہم پہلے سُنی حنفی ہیں بعد میں نقشبندی، چشتی، سہروردی اور قادری ہیں۔ لیکن جاہل پیروں نے جاہل مریدوں میں سُنیت وحنفیت کا تشخص ختم کر کے سلسلوں کا تعصب عام کر دیا ہے۔ بازار لگے ہوئے ہیں۔ تھوک کے حساب سے کرامتیں بن رہی ہیں۔ دو پیرا کٹھے ہو جائیں تو ہر ایک کو اپنی عزت وعظمت کا پورا خیال ہوتا ہے۔ خودنمائی کے مضحکہ خیز نمونے نظر آتے ہیں۔ اگر کوئی اجتماعی جلسہ ہو جائے تو ہر آستانے کا مرید کوئی اجتماعی نعرہ لگانے کی بجائے اپنے اپنے پیر خانے کی دہائی دیتا ہے، اِس طرح پورا جلسہ یا کانفرنس برسات کے مینڈکوں کی طرح مختلف نعروں اور آوازوں کا ''معجون مرکب'' بن جاتی ہے۔ مریدوں کو تعلیم ہی اس انداز سے دی جاتی ہے کہ ''اپنا پیر پیر، دوسرے کا پیر بندہ''، آگے عوام الناس دوسرے کے پیر کو بندہ تو کجا ''بندے کا پتر'' بھی تصور نہیں کرتے۔ دوسرے کے پیر میں طرح طرح کے

کیڑے نکالنا وہ اپنا فرضِ منصبی سمجھتے ہیں۔ کوئی آدمی کسی دوسرے ''پیر خانے'' یا کسی دوسرے دربار مزار پہ حاضری دے تو اُسے ''مردودِ طریقت'' سمجھا جاتا ہے۔ اس کی شامت آ جاتی ہے۔ اُسے بے یقین خیال کیا جاتا ہے، محرومِ محض کہا جاتا ہے۔ پہلے لوگ فرمایا کرتے تھے جاؤ کوئی مرد تلاش کرو، مل جائے تو ہمیں بھی بتانا ہم بھی اس کی خدمت کریں گے، آج کہا جاتا ہے مردِ کامل تو ہمیں ہیں باقی سب نامرد ہیں۔ خبردار ہمارے پاس آتا ہے تو دوسرے کو انسان بھی تصور نہیں کرنا۔ اس بغض و نفرت کی بیماری اب تو مستند بزرگوں پر بھی حملہ آور ہو رہی ہے۔ صدیوں پرانے صوفیہ کرام کی تفضیل کا فیصلہ یہ علم و عقل سے بیگانہ لوگ کر رہے ہیں۔ اب تو حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی متفقہ سرداری کو بھی مشکوک کرنے کے لئے کتابیں لکھی جا رہی ہیں، حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے دفاع کے لئے بھی کتابیں منظر عام پر آئیں، یہ سلسلہ ہنوز جاری و ساری ہے، کب تک جاری رہے گا کوئی نہیں جانتا۔ کتنا سرمایہ خراب ہوگا کوئی نہیں سمجھتا۔ ایک پیر خانے کے بزرگ نے یہ شوشہ چھوڑا کہ اعلیٰ حضرت بریلوی حضرت مجدد پاک کے خلاف تھے۔ انہوں نے مقالہ بھی تحریر فرمایا۔ شکر ہے ان کے مقالے کی اشاعت سے پہلے ہی احقر کی کتاب ''مجدد الف ثانی اور امام احمد رضا بریلوی'' منظر عام پر آ گئی جسے دیکھ کر بقولِ دوستے انہوں نے اپنے مقالے کی اشاعت سے ہاتھ اُٹھا لیا۔ مولا کریم ان کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

شیخ طریقت کے وصال کے بعد بغض و نفرت کا ایک طوفان برپا ہو جاتا ہے۔ ایک آستانہ کئی آستانوں میں تقسیم ہو جاتا ہے۔ کئی سجادے معرضِ وجود میں آ جاتے ہیں۔ ان کی باہمی سرپھٹول سے وہ گرد اُڑتی ہے کہ کئی تابناک چہرے دھندلا جاتے ہیں۔ مدتوں کے دوست دشمنوں کے روپ میں کھڑے ہوتے ہیں۔ اس وقت کسی کو یہ حدیثِ مبارک یاد نہیں رہتی کہ کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ وہ اپنے مسلمان بھائی سے تین دن سے زیادہ ناراض

رہے۔ جو پہلے صلح کرے گا وہ افضل ہو گا، جتنے آستانے ہیں اور جتنے آستانوں میں ذیلی آستانے ہیں سب کا اپنا اپنا پروگرام ہے لوگوں کو کھینچنے کے لئے باقاعدہ ''نیٹ ورک'' مصروف عمل ہیں۔ ایسی ایسی خوابیں تراشی جاتی ہیں جن کے ذریعے اپنی پسندیدہ شخصیت کی بلندی اور مخالف شخصیت کی ذلت ورسوائی کا پروپیگنڈہ کیا جاتا ہے۔ بھلا خانقاہی نظام میں سیاست کا کیا تعلق، یہ تو سراسر ''میرٹ'' پر مبنی نظام ہے۔ اصل قابلیت کوئی نہیں دیکھتا۔ علم وعمل کو کوئی نہیں پرکھتا۔ قرآنِ پاک کے اُصول اِن اکرمکم عند اللہ اتقکم کو سامنے رکھا جائے تو بڑے بڑے سجادے زلزلوں کی زد میں نظر آتے ہیں۔ لیکن کوئی بات نہیں اِس عالمِ فریب میں زندگی بسر کرنے والوں کو عالمِ حقیقت میں بھی آنکھ کھولنی ہے۔

جو چپ رہے گی زُبانِ خنجر لہو پکارے گا آستیں کا

ایک ولیِ کامل کا قول ہے کہ ''جو شخص دِن میں دو مرتبہ اپنے مرید کے احوال سے آگاہ نہیں رہتا وہ کہیں بھی ہو۔ اُسے بیعت کرنا حرام ہے۔'' یہ ہے میرٹ۔ کہ شیخِ طریقت نگاہِ بلند کا مالک ہو جس کے سامنے کائنات کا گوشہ گوشہ آئینے کی طرح روشن رہے۔ اور یہ نگاہ بلند شریعت پر عمل کرنے اور مجاہدے کرنے سے حاصل ہوتی ہے۔ اِسی نگاہِ بلند کے لئے وہ لوگ جنگلوں کا رخ کرتے۔ روزے رکھتے، ساری ساری رات کھڑے رہ کر عبادت کرتے، نفس کی خواہشات کا گلہ گھونٹتے پھر وہ کامیاب ہو جاتے۔ آج یہ سب کچھ ناپید ہے اِس لئے جلبِ زر اور حُبِ جاہ کے لئے پکڑ دھکڑ شروع ہے۔ اپنی دنیوی خواہشوں کے لئے بغض ونفرت کا سہارا بھی لیا جاتا ہے۔ بلکہ بعض آستانوں میں تو مخالف کے قتل تک کی سازشیں بھی پروان چڑھتی رہی ہیں۔

اِس بغض ونفرت کو بڑھانے کے لئے کچھ زرخرید علماء اور درباری نعت خواں بھی اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔ ظاہر ہے اُن کے روزگار کا معاملہ ہے۔ اگر مخدوم زادے ملنا بھی

چاہتے ہیں تو یہ لوگ حقِ وفاداری کے وسیع تقاضے پورے کرتے ہوئے ایسے پلان تیار کرتے ہیں کہ اُن کی اُمیدوں پر پانی پھر جاتا ہے، ایک خون کے ٹکڑے ہو جاتے ہیں۔ دو مخدوم زادوں کا تقسیم ہونا صرف دو افراد کا تقسیم ہونا نہیں ہزاروں مولویوں، نعت خوانوں اور مریدوں، گھرانوں اور خاندانوں کا تقسیم ہونا ہے۔ اِس تقسیم و تفریق کا ذرا تصور کیا جائے تو وحشت کے مارے صاحب دِل کی روح پرواز کر جائے کہ پورے مسلک اہل سنت کی تقسیم و تفریق کے کیسے کیسے ہولناک عناصر کارفرما ہیں۔ کیوں زوال ہمارا مقدر بن رہا ہے، کیوں انبیاء اور اولیاء کے گستاخ سر اُٹھا رہے ہیں۔ ہمیں تو اپنی ''محلاتی سازشوں'' سے فرصت نہیں۔ آپ یقین جانیے کہ سندھ اور پنجاب کے چند بڑے آستانے آپس کے خود ساختہ اختلافات ختم کر کے، بغض و نفرت کی خلیجیں پاٹ کر ایک پلیٹ فارم پر متفق ہو جائیں، علماء کرام کی سرپرستی کریں۔ تمام تنظیمیں توڑ کر مسلکِ حق کی ایک تنظیم قائم کریں، حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی طرح ایک سپاہی کی حیثیت سے کام کریں تو کوئی وجہ نہیں کہ میدان اہل سنت کے ہاتھ میں نہ آئے۔ لیکن دیکھا گیا ہے کہ علماء کرام آپس میں اختلافات کا شکار ہوتے ہوئے بھی کبھی مسئلہ درپیش ہوتا ہے تو ایک جگہ اکٹھے ہو جاتے ہیں، جلوس نکالتے ہیں۔ نعرے لگاتے ہیں۔ حکومتیں ان کے ایجی ٹیشن سے متاثر بھی ہوتی ہیں۔ آجکل جمعیت علماء پاکستان کے مرکزی گروپوں کے اتحاد و اتفاق کی خوشگوار نوید بھی دردمندوں کا مداوا بن گئی ہے۔ لیکن ہمارے خانقاہی نظام کے وارث اس تاریخی کردار سے دور نظر آتے ہیں جس پر چل کر ان کے آباؤ اجداد نے عظیم مملکت خداداد کو حاصل کیا تھا۔

نکل کر خانقاہوں سے ادا کر رسمِ شبیری
کہ رسمِ خانقاہی ہے فقط اندوہ و دلگیری

--------oOo--------

حرفِ التماس

14 اگست 1999 کی رات کا بھیگا ہوا پچھلا پہر شروع ہو چکا تھا کہ میری آنکھ کھل گئی۔ میرے ذہنِ خوابیدہ کا دریچہ کھلا تو دِل کو اکثر تڑپا دینے والا خیال ایک بار پھر انگڑائی لے کر بیدار ہو گیا۔ اُف یہ پیرزادے آہ یہ پیر خانے۔ بارہا سوچا کہ اس خیال پر کچھ خامہ فرسائی ہو جائے۔ کیونکہ یہ بات میری نہیں، بات ہے زمانے کی۔ اس عنوان سے ملک وملت کی تقدیر وابستہ ہے۔ دوستوں سے مشورے کیے۔ بعض نے فرمایا چھوڑو! کیا سوچ رہے ہو۔ بعض نے فرمایا، کیوں سوچ رہے ہو۔ بعض نے فرمایا اے ہے ناصح بنو گے۔ بعض نے ہمت بندھائی۔ بعض نے معلومات دیں۔ بالآخر اِس رات لکھنا شروع کر دیا۔

سرِ محفل تو سب کرتے ہیں حسن وعشق کی باتیں
فرازِ دار پہ دیکھو یہ دعویٰ کون کرتا ہے

یہ صبح آزادی ہے۔ یہ آنے والا دِن عظیم دِن ہے۔ اُمتِ مسلمہ کا مقدر چمکا اور غلامی کی تاریک رات میں آزادی کا سورج طلوع ہوا۔ ملکِ خداداد پاکستان معرضِ وجود میں جو خدا کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔ جو رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزوں میں سے ایک معجزہ ہے، جو اولیاء اللہ کی کرامتوں میں سے ایک کرامت ہے۔ جس کا ایک ایک ذرّہ ستاروں کی طرح تابناک ہے، جس کا ایک ایک گوشہ بہاروں کی طرح آباد ہے۔

اس دِن اگر نہایت خلوص و وفا کے ساتھ سوچا جائے کہ اور اسباب کے علاوہ اس وطن عزیز کو اس زبوں حالی تک پہنچانے والے کون ہیں تو جواب یہ ملے گا کہ بنانے والے تو پیر تھے، اس زبوں حالی تک پہنچانے والے پیرزادے ہیں۔ یہ وطن امیرِ ملت کا وطن ہے۔ مہرِ اُمت کا وطن ہے۔ شاہ لاثانی کا وطن ہے، شیرِ ربانی کا وطن ہے۔ ہزاروں عظیم القدر بزرگوں کا وطن ہے جن کے نظامِ خانقاہی سے لاکھوں کروڑوں وابستگانِ دل اور متعلقانِ جاں نے اپنی عزت و آبرو، جان و دِل، اولاد و جائیداد کے قیمتی نذرانے دے کر، خون کی ندیاں عبور کر کے، آتش کے دریا تیر کر، آہن کی دیواریں چیر کر یہ وطن حاصل کیا تھا۔ اُن عظیم القدر بزرگوں نے اسلامیانِ ہند کے تنِ مردہ میں روحِ حیات پھونکی، قوم جمع ہوئی، اقبال کے فکر و تصور نے منزل کا رخ متعین کیا۔ قائد نے بازو پکڑا، لوگ پاکستان پہنچ گئے لیکن پھر کیا ہوا۔ یہ ایک خونچکاں افسانہ روزگار ہے۔ جسے سننے اور سنانے کے لئے پتھر کا دل چاہیے۔ اس افسانہ روزگار کے ایک پہلو کا نقشہ آپ نے دیکھ لیا۔

ہاں ہاں جس طرح ملک لینے کے لئے قوم کو اکٹھا کرنا ضروری تھا اس طرح اس کو بچانے کے لئے قوم کو اکٹھا رکھنا بھی ضروری ہے۔ جو قوم پارہ پارہ ہو جاتی ہے، ذرہ ذرہ بن جاتی ہے نہ ماہتاب کی طرح چمک سکتی ہے نہ صحرا کی طرح وسعت اختیار کر سکتی ہے ۔

جذب باہم جو نہیں محفل انجم بھی نہیں

قوم کی یکجائی میں اگر پیروں کا ہاتھ تھا تو قوم کی ''ہرجائی'' میں پیرزادوں کا ہاتھ بھی ہے۔ جس نظامِ خانقاہی نے ہمیں مسلمان بنایا تھا افسوس آج وہی ہمیں ''نامسلماں'' بنا رہا ہے۔ جس کی برکت سے ہم تزکیہ دل حاصل کرتے رہے اس کے دم سے ہم بیدم ہو رہے ہیں۔

الحمدللہ میرا ضمیر مطمئن ہے، میں نے جو کچھ لکھا ہے اس پر ہزاروں لوگ شہادت

فراہم کرسکتے ہیں۔ ہمارے اکثر اہل علم لوگ اِن باتوں کومحسوس کرتے ہیں۔ زبان پر لانے سے ہچکچاتے ہیں۔ بھئی یہ دجل وفریب نہ اصل نظامِ خانقاہی ہے اور نہ ہی ہمارا مسلک تو ہمیں اس قدر مصلحت کوشی کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہیے۔ بلکہ دوٹوک لفظوں میں اپنا موقف اپنی قوم کے سامنے رکھنا چاہیے۔ تاکہ سادہ دِل قوم فریب کاروں سے محفوظ ہو جائے اور عرفان کے صحیح علمبرداروں کو پہچان سکے۔

میرا موضوعِ سخن واقعی وہ لوگ ہیں جو غلط انداز بلکہ معرفت کی سرحدوں میں ''دراندازِ'' ہیں۔ جو لوگ اپنے اسلاف کے درست وارث ہیں۔ ان کے احکامات کے مطابق عمل پیرا ہیں اگر چہ بہت تھوڑے ہیں، میں اُن کا احترام کرتا ہوں۔ ان کو سلام کرتا ہوں۔ اُن کی صحبت میں بیٹھنا ''بہتر از صد سالہ اطاعت بے ریا'' ہی تصور کرتا ہوں۔ اگر کوئی شعیب میسر آ جائے تو میرا بھی عقیدہ ہے کہ کلیمی دو قدم رہ جاتی ہے۔ اِس لئے میں نے موجودہ خانقاہی نظام کے فرسودہ اثرات کا ذکر کرے ''توہب'' کی خدمت نہیں کی ''تسنن'' کی خدمت کی ہے۔ یہ کوئی کارنامہ بھی نہیں۔ آخر داتا صاحب، مجدد الفِ ثانی، اور اعلیٰ حضرت بریلوی جیسے بزرگوں نے جس طرح جھوٹے صوفیوں کی خبر لی ہے، وہ اپنی مثال آپ ہے۔ میں نے تو ان کے نقشِ قدم پر عمل کیا ہے۔ جو کچھ دیکھا، محسوس کیا، قلم وقرطاس کے حوالے کر دیا۔ قرآنِ حکیم کے تصور ولایت کی روشنی میں یہ ''جعلی لوگ'' کہیں بھی درست نظر نہیں آتے ہمیں پہلی فرصت میں ان سے بیزاری کا اعلان کر دینا چاہیے۔ اِس مقام پر چند ایک پیرزادوں اور پیر خانوں کا ذکر نہ کرنا موضوع کے ساتھ زیادتی ہوگی جنھوں نے واقعی مسلکِ مہذب کی دِل کھول کر خدمت کی ہے۔ ان با کمال لوگوں میں

☆ حضور پیر محمد کرم شاہ الازہری علیہ الرحمہ کا نام نامی نہایت قابلِ احترام ہے۔ آپ کا قائم کردہ جامعہ غوثیہ محمدیہ اور اس کی شاخیں گویا علم وفکر کی نہریں ہیں جو

تشنہ دلوں کو سیراب کر رہی ہیں۔ تفسیر ضیاء القرآن، سیرت ضیاء النبی ہر طبقہ فکر کے افراد کے لئے بہترین سامانِ فکر ہیں۔

☆ میرے حضور پیر سید عابد حسین شاہ علی پوری علیہ الرحمہ کی ذاتِ والا نہایت بلند فکر اور اعلیٰ کرداری کی حامل تھی۔ آپ نے بزم لا ثانی پاکستان کے حوالے سے اہل سنت و جماعت کی اصلاح کا بہت کام کیا۔ انوار لا ثانی کے تابناک مجلّے آپکے فیوضیات کے امین ہیں۔ جامعاتِ انوار لا ثانی کا سلسلہ بھی ملک بھر میں پھیلا ہے۔

☆ حضور پیر میاں جمیل احمد شرقپوری دامت برکاتہم نے مسلکِ مہذب اور تعلیماتِ امام ربانی کے لئے بہت تاریخ ساز کام کیا ہے۔ ان کا آستانہ عالیہ شریعت و طریقت کے اُصولوں سے مزین ہے۔ ماہنامہ نورِ اسلام، اسلامی جریدوں میں ممتاز حیثیت کا حامل ہے۔ دارالمصنفین کا اپنا تاریخی کردار ہے۔

علاوہ ازیں اور بھی چند آستانوں پہ ولولہ انگیز قیادتیں اُبھرتی نظر آ رہی ہیں۔

انفرادی کام ہو رہا ہے۔ مجموعی طور پہ حالات ناگفتہ بہ ہیں۔ کاش سب اہل خانقاہ اوپر بیان کردہ فرسودہ اثرات اور اُنکے ہولناک اسباب کو ختم کر کے خالص شریعت و طریقت کے عالمگیر اُصولوں کے مطابق اپنا لائحہ عمل تیار کریں اور اپنے بزرگوں کی تعلیمات پر خود بھی چلیں اور اپنے ارادت مندوں کو بھی چلائیں تو وہ دِن دور نہیں جب پاکستان کے گوشے گوشے میں سنیت و حنفیت کا اقتدار قائم ہو جائے۔ سب مشائخ کرام ایک فکر پر جمع ہو کر نفرتوں کے بت توڑ دیں، وحدت کے جام گردش میں لے آئیں زمانہ آج بھی اُنہی کی دریوزہ گری کو ترس رہا ہے۔

دل مردہ دِل نہیں ہے اسے زندہ کر دوبارہ
کہ یہی ہے امتوں کے مرضِ کہن کا چارہ

----------oOo----------

قوم کے سامنے حق کا پیغام ہر روز نئے عزم کے ساتھ پہنچانا تاریخ نبوت میں بھی ایک مثالی کردار ہے، حضرت نوح کو کثرت گریہ کی وجہ سے نوح کہا جاتا ہے، ہمارے نبی اکرم ﷺ کی ذات میں اس وصف عظیم کا ظہور درجہ کمال کو پہنچا ہوا ہے، خود قرآن پاک نے آپ کو حریص علیکم کا لقب دیا، یعنی اُمت کی بہتری پر حریص ہیں۔ اور فرمایا ان کا غم آپ کو اسقدر پریشان نہ رکھے، کہ آپ اپنی جان فدا کردیں حضرت نوح علیہ السلام کے حیوانات مسخر کیے گئے، اور ہمارے نبی اکرم ﷺ کے لیے بھی اُونٹ ، شیر، گوہ، گھوڑے، خچر، ہرن بلکہ جمادات شجر و حجر مسخر کیے گئے۔

حضرت ادریس سے مناسبت:

اللہ تعالیٰ نے حضرت ادریس علیہ السلام کے بارے میں فرمایا و رفعناہُ مکانا علیًا اور ہم نے اُسے اونچا مکان عطا فرمایا، ہمارے نبی اکرم ﷺ کے بارے میں فرمایا فکان قاب قوسین او ادنیٰ، حضرت ادریس کو کثرت درس وعظ کی بنا پر ادریس کہتے ہیں، ہمارے نبی اکرم بھی معلم کتاب وحکمت بن کر آئے جیسا کہ یعلمهم الکتاب والحکمته سے ثابت ہے۔

حضرتِ ابرھیم سے مناسبت:

اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراھیم کو حلم وعفو کی دولت سے نوازا تھا اُنھیں اَوّاہُ کہا جاتا ہے، حلیم کہا جاتا ہے، ہمارے نبی اکرم ﷺ میں یہ صفات بدرجہ اتم موجود ہیں۔ حضور کے حلم کا کیا کہنا جن کے بارے میں تورات میں بھی کہا گیا تھا کہ وہ ہر برائی کا بدلہ اچھائی سے دیں گے، اور لوگوں کی خطائیں معاف کریں، حضرت ابراھیم کے بارے میں فرمایا کہ ان کو زمین اور آسمانوں کی بادشاہیاں دکھائیں، ہمارے نبی اکرم ﷺ کے بارے میں فرمایا لِنُرِیَهُ مِن آیَاتِنا تا کہ ہم اُسے اپنی نشانیاں دکھائیں، حدیث پاک ہے فعلمت مافی

السموات وما فی الارض ،حضرت ابراھیم علیہ السلام دُعا کرتے ہیں مولا مجھے قیامت کے دن رسوانہ کرنا، ہمارے نبی اکرم ﷺ کے بارے میں خود خدا اعلان فرمارہا ہے، قیامت کے دن اللہ نبی کو اور اسکے ساتھ ایمان والوں کو رسوانہ فرمائے گا، ابراھیم علیہ السلام کی فرشتوں کے ذریعے امداد فرمائی اور فرشتے ان کے معزز مہمان بنے، ہمارے نبی اکرم ﷺ کے بارے میں فرمایا اور اُن لشکروں کے ذریعے اسکی مدد فرمائی جو تم نہیں دیکھتے، حضرت ابراھیم نے اپنے لیے اپنے والدین اور تمام مومنوں کے لیے مغفرت کی دعا فرمائی، ہمارے نبی اکرم ﷺ کو بھی حکم خداوندی ہوا، اپنے لئے اور تمام مومن مردوں اور عورتوں کے لیے مغفرت طلب کرو حضرت ابراھیم نارنمرود سے بچ گئے حضور کے جسم سے لگا ہوا دستر خوان آگ سے محفوظ رہا۔ آپ کے جسم کا کیا مقام ہوگا۔ حضرت ابراھیم نے بھی قوم کے بت توڑے اور حضور نے بھی قوم کے بت توڑ دیئے

غرض حضور پر نور ﷺ حضرت ابراھیم علیہ السلام کیساتھ صورت وسیرت میں بہت مناسبت رکھتے، وہ خلیل اللہ ہیں، یہ حبیب اللہ ہیں۔ دونوں کا مطلب اللہ کا دوست ہے۔

حضرت موسیٰ سے مناسبت

اللہ تعالی نے حضرت موسی علیہ السلام سے کوہ طور پر کلام فرمایا اور ہمارے نبی اکرم ﷺ کے بارے میں فرمایا یہ (قرآن) تو عزت والے رسول کے ساتھ باتیں ہیں، اور فرمایا یہ اپنی خواہش سے بات نہیں کرتے یہ تو ان کی طرف وحی کی جاتی ہے، اور فرمایا، اللہ نے اپنے بندے کی طرف جو وحی کی سو کی، کلیم کو طور پر بلایا۔

اور حبیب کو لامکاں پر بلایا۔ کلیم کو جلوہ دکھایا، حبیب کو بھی جلوہ دکھایا۔ کلیم بے ہوش ہوگئے، حبیب عین ذات کو دیکھ کر بھی مسکراتے رہے اُدھر رب اشرح لی صدری کا ظہور ہے ادھر الم نشرح لک صدرک کا ظہور ہے۔ اُنہوں نے کہا معی ربی ،

انہوں نے کہاان اللہ معنا حضرت موسیٰ کا جلال مشہور ہے ادھر حضور جب جلال میں آتے تو کائنات لرزنا شروع ہو جاتی تھی سب کے دلوں پر آپ کی ہیبت طاری تھی حضرت موسیٰ نے پتھر سے چشمے جاری کیے، حضور نے انگلیوں سے چشمے جاری کیے، ادھر عصائے موسوی کو جان دی گئی ادھر استون حنانہ کو جان دی گئی، ادھر پتھر حرکت کرنے لگے، ادھر بھی پورا پہاڑ وجد میں آ گیا۔

حضرت یوسف سے مناسبت:

حضرت یوسف علیہ السلام کا حسن و جمال ضرب المثل ہے لیکن سچ ہے کہ وہ حسن و جمال بھی اس مظہر حسن ازل کی زکوۃ ہے۔ قرآن میں دونوں کے حسن و جمال کا ذکر ہے، ایک کی خاطر مصر کی عورتوں نے ہاتھ کاٹ لیے، اور ایک کے رخ و گیسو کی قسمیں قرآن نے اُٹھائیں، حضرت یوسف نے مصر میں نظام اسلام نافذ کیا اور حضور نے ریگزار عرب میں نظام اسلام نافذ کیا۔ نیز حُسن یوسف کو دیکھ کر پیاس ختم ہو جاتی، حضور کو دیکھ کر بھی لوگ کھانا پینا بھول جاتے جیسا کہ معتبر احادیث میں وارد ہے۔ وہ صباحت والے تھے، یہ ملاحت والے ہیں۔

حسن یوسف پہ کٹیں مصر میں انگشت زناں
سر کٹاتے ہیں ترے نام پہ مردان عرب

حضرت یوسف نے اپنے جابر و قاہر بھائیوں کو معاف کیا حضور نے بھی انہی لفظوں کے ساتھ اپنے برادران قوم کو معاف کیا، وہ بھی درست ہو گئے، یہ بھی درست ہو گئے

متفرقات:

حضرت ہود علیہ السلام کی ہوا سے مدد کی گئی، حضور ﷺ کی بھی غزوہ خندق میں

ہوا سے مدد کی گئی۔

حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی بھی معمور من اللہ تھی حضور ﷺ کی اونٹنی بھی معمور من اللہ تھی۔ وہ حضرت ایوب کے گھر کے سامنے بیٹھی تو حضور نے وہاں قیام فرمایا۔

صبر ایوب ضرب المثل ہے، پر صبر مصطفیٰ کے کیا کہنے، پتھر کھا کر بھی دعاؤں سے نواز رہے تھے، حضور نے صبر ایوب کو زندہ کر دیا۔

حضرت یوشع علیہ السلام کے لیے مچھلی زندہ ہوئی، حضور ﷺ کے گوشت کے ٹکڑے بول پڑے اُن کے لئے سورج لوٹایا گیا ان کے لیے بھی سورج مقام عصر پر لایا گیا

حضرت داود کے ساتھ مل کر پرندے اور پہاڑ اللہ کی تسبیحات پڑھتے تھے، حضور ﷺ کے لیے کنکریاں کلمہ حق ادا کرتی تھیں، پہاڑ درود وسلام بھیجتے تھے۔

حضرت سلیمان علیہ اسلام ہواؤں کے دوش پر سفر فرماتے تھے، حضور ﷺ نے براق کی پشت پر سفر کیا۔ جنات بھی ان کے تابع فرمان تھے، ادھر بھی جنات آ کر قرآن سنتے اور حضور کی غلامی اختیار کرتے رہے اُن سے چیونٹی نے کلام کیا،

ان سے پرندوں اور چوپاؤں نے کلام کیا

حضرت عیسیٰ علیہ اسلام نے بچپن میں کلام کیا، حضور نے بھی بچپن میں کلام کیا۔ اُن کے بھی انصار تھے، ان کے بھی انصار تھے،

انہوں نے مردوں کو زندہ کیا انہوں نے فرزان جابر اور اُن کی مذبوحہ بکری کو زندہ کیا، وہ غیب کی خبریں دیتے تو یہ بھی غیب کی خبریں دیتے اُن کو چوتھے آسمان تک معراج کرائی اور کولا مکاں تک معراج کرائی

حسن یوسف، دم عیسیٰ ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

انہوں نے کہا ان اللہ معنا حضرت موسیٰ کا جلال مشہور ہے ادھر حضور جب جلال میں آتے تو کائنات لرزنا شروع ہو جاتی تھی سب کے دلوں پر آپ کی ہیبت طاری تھی حضرت موسیٰ نے پتھر سے چشمے جاری کیے، حضور نے انگلیوں سے چشمے جاری کیے، ادھر عصائے موسوی کو جان دی گئی ادھر استون حنانہ کو جان دی گئی، ادھر پتھر حرکت کرنے لگے، ادھر بھی پورا پہاڑ وجد میں آ گیا۔

حضرت یوسف سے مناسبت:

حضرت یوسف علیہ السلام کا حسن و جمال ضرب المثل ہے لیکن سچ ہے کہ وہ حسن و جمال بھی اس مظہر حسن ازل کی زکوۃ ہے۔ قرآن میں دونوں کے حسن و جمال کا ذکر ہے، ایک کی خاطر مصر کی عورتوں نے ہاتھ کاٹ لیے، اور ایک کے رخ و گیسو کی قسمیں قرآن نے اٹھائیں، حضرت یوسف نے مصر میں نظام اسلام نافذ کیا اور حضور نے ریگزار عرب میں نظام اسلام نافذ کیا۔ نیز حسن یوسف کو دیکھ کر پیاس ختم ہو جاتی، حضور کو دیکھ کر بھی لوگ کھانا پینا بھول جاتے جیسا کہ معتبر احادیث میں وارد ہے۔ وہ صباحت والے تھے، یہ ملاحت والے ہیں۔

حسن یوسف پہ کٹیں مصر میں انگشت زناں
سر کٹاتے ہیں ترے نام پہ مردان عرب

حضرت یوسف نے اپنے جابر و قاہر بھائیوں کو معاف کیا حضور نے بھی انہی لفظوں کے ساتھ اپنے بردران قوم کو معاف کیا، وہ بھی درست ہو گئے، یہ بھی درست ہو گئے

متفرقات:

حضرت ہود علیہ السلام کی ہوا سے مدد کی گئی، حضور ﷺ کی بھی غزوہ خندق میں

ہوا سے مدد کی گئی۔

حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی بھی معمور من اللہ تھی حضور ﷺ کی اونٹنی بھی معمور من اللہ تھی۔ وہ حضرت ایوب کے گھر کے سامنے بیٹھی تو حضور نے وہاں قیام فرمایا۔

صبر ایوب ضرب المثل ہے، پر صبر مصطفیٰ کے کیا کہنے، پتھر کھا کر بھی دعاؤں سے نوازرہے تھے، حضور نے صبر ایوب کو زندہ کر دیا۔

حضرت یوشع علیہ السلام کے لیے مچھلی زندہ ہوئی، حضور ﷺ کے گوشت کے ٹکڑے بول پڑے اُن کے لئے سورج لوٹایا گیا ان کے لیے بھی سورج مقام عصر پر لایا گیا

حضرت داود کے ساتھ مل کر پرندے اور پہاڑ اللہ کی تسبیحات پڑھتے تھے، حضور ﷺ کے لیے کنکریاں کلمہ حق ادا کرتی تھیں، پہاڑ درود وسلام بھیجتے تھے۔

حضرت سلیمان علیہ اسلام ہواؤں کے دوش پر سفر فرماتے تھے، حضور ﷺ نے براق کی پشت پر سفر کیا۔ جنات بھی ان کے تابع فرمان تھے، ادھر بھی جنات آ کر قرآن سنتے اور حضور کی غلامی اختیار کرتے رہے اُن سے چیونٹی نے کلام کیا،

ان سے پرندوں اور چوپاؤں نے کلام کیا

حضرت عیسیٰ علیہ اسلام نے بچپن میں کلام کیا، حضور نے بھی بچپن میں کلام کیا۔ اُن کے بھی انصار تھے، ان کے بھی انصار تھے،

انہوں نے مردوں کو زندہ کیا انہوں نے فرزان جابر اور اُن کی مذبوحہ بکری کو زندہ کیا، وہ غیب کی خبریں دیتے تو یہ بھی غیب کی خبریں دیتے۔ اُن کو چوتھے آسمان تک معراج کرائی اور کو لامکاں تک معراج کرائی

حسن یوسف، دم عیسیٰ ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

فہرست کتب

قادری رضوی کتب خانہ - گنج بخش روڈ لاہور

Ph:0333-4331922

نام کتب	قیمت
کیا آپ جانتے ہیں؟	180 روپے
بزرگ	180 روپے
خطبات الہیہ	120 روپے
سیرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ	90 روپے
رازوں کے راز ترجمہ سر الاسرار	66 روپے
تفریح الخاطر (فی مناقب الشیخ سیدنا عبدالقادر رضی اللہ عنہ)	60 روپے
فتوح الغیب	60 روپے
سیرت و خطبات سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ	60 روپے
نزہۃ الخاطر (فی مناقب الشیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ)	50 روپے
معجزات رسول کریم ﷺ	90 روپے
قرآن حکیم کا تصور نبوت و ولایت	75 روپے
شان حبیب الباری من روایات البخاری	120 روپے
رسائلِ مجدد الف ثانی	120 روپے
تذکرہ مجددین اسلام	135 روپے
زبان میری ہے بات اُن کی	105 روپے
ختمِ نبوت زندہ باد	90 روپے
جہان انبیاء علیہم السلام	105 روپے